

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

مَكْتَب

الاسلاميون في العراق

(١٩٢٤م)

مكتبة

فؤاد الجليلي

عالمى مجلس تحقيق ختم النبوة

534822

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

تأليف

امام العصر مولانا محمد انور شاه کاشمیری نور شہزادہ

(۱۳۵۲ھ)

ترجمہ و تفسیر

محمد رفیع لدھیانوی

دارالحدیث مجلہ ۱۱ ج ۱۱
514122

تجویب

رسالہ خاتم النبیین کے مضامین متفرق اور منتشر تھے، اس کی ذمہ داری فرست تھی
 ان کی موضوع کا عنوان جس سے تو کتاب کی افادیت کا ٹھیک اندازہ ہو سکتا تھا
 ان کی مضامین کا تلاش کن آسان تھا اچھے مناسب سمجھا گیا کہ ان بکھرے ہوئے نمونوں
 کو اجواب و فصول کی شکل میں منسلک کر دیا جائے جو ش نظر تجویب میں کتاب
 کو دو حصوں اور درج ذیل اقسام فصول پر مرتب کر دیا گیا ہے :

حصہ اول، نبوت اور منصب نبوت — ختم نبوت — خاتم النبیین —

تفسیر آیت خاتم النبیین — ختم نبوت اور حدیث نبوی — حجاج آیت اور

ختم نبوت — ختم نبوت اور صوفیہ کرام — عیسیٰ علیہ السلام —

حصہ دوم، تحریکات مرزا — مکیسات مرزا — کفریات مرزا — طواری مرزا

— تناقضات مرزا — عقائد مرزا — مہاجرات مرزا — سیرت مرزا

— اہانت مرزا — چوری کتاب ۴۴۰ فقروں پر مشتمل ہے اور ہر مضامین کے

کے سامنے فقروں کے نمبرات درج ہیں۔

۱۔ نبوت اور منصب نبوت

نبوت کی کئی صفتیں مکتوبہ میں مذکور ہیں۔

۱۳۱۔

نبوت و رسالت میں عموم و خصوص میں کی نسبت

۱۳۲۔

نبوت علیٰ غرہ اور نبی ہے ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔

۱۰۴۔ استخوان النبی ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔

۱۰۸۔ شرف و اختصاص ۱۰۹۔

۱۱۰۔ کی صفت مثال ۱۱۱۔

۱۱۲۔ ایک ظاہر و باہر منصب ۱۱۳۔

۱۱۴۔ کی تشریح و تفسیر کیساتھ ۱۱۵۔

۱۱۶۔ کی ضرورت اور مقصد ۱۱۷۔

۱۱۸۔ کی ضرورت اب باقی نہیں رہی ۱۱۹۔

۱۲۰۔ کی قوت تمام پرہیزگی ۱۲۱۔

۱۲۲۔ بند اور لبریز نبوت ہادی ہیں ۱۲۳۔

۱۲۴۔ ۱۲۵۔

نبوت کا جزو اخیر اختصاص ہے جو چھوٹی

نبی ۱۲۶۔

نبوت کے ہر جزو کا قابل تصور ہے نہ حصہ

ہی ۱۲۷۔

نبوت لازمی شیعہ روایت ۱۲۸۔

۱۲۹۔ کی تقسیم (الاسط ۱۰۰ واسط ۱۰۱) نکالنا

۱۳۰۔ کی مکرر ضرورت ہے ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔

۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔

نبوت میں تولید پہلے حتی ذاب ہے

۱۳۸۔

نبوت وہی ہے مگر بے استحقاق نہیں

۱۳۹۔

نبوت کا استفادہ لغو و بیهوشی ہے ۱۴۰۔

۱۴۱۔ میں غلبت کا دعویٰ بظاہر کے

مترادف ہے ۱۴۲۔

نبوت میں انتقال و تقدیر ناگزیر ہے ۱۴۳۔

۱۴۴۔ میں شرکت نہیں ۱۴۵۔ (شعر ۱۴۶)

نبی اور رسول کی تعریف ۱۴۷۔

نبی عام ہے اور رسول خاص ۱۴۸۔

انبیاء کی ضرورت کہیں ۱۴۹۔

انبیاء کرام و ائمہ و اہل بیت اور مطلق علی

کیا گیا ۱۵۰۔

نبوت ہدایت ہمارے ہے ہے ۱۵۱۔

انبیاء کرام کی میراث کا اجماع ناگزیر ۱۵۲۔

۱۵۳۔ اور غیر انبیاء کے طریقہ فرقہ ۱۵۴۔

..... کچھ ایک دوسرے سے اقتوت

نہیں کرتے : ۶۱

انبیاء کرام کی سیادت و قیادت کے لیے مجاہد

جاتا ہے : ۱۰۳

انبیاء کرام کے طریق میں ہدایت منحصر ہے : ۵۱

..... پر اعتماد ہی ایمان و کفر کے درمیان

خود کا صلہ ہے : ۵۹

انبیاء کرام کا حکام میں چلن و چڑھنا نہیں دیتا

..... میں ان کا قصہ کا لہجہ کا اصول جاری کرنا

کفر ہے : ۹۳

انبیاء کرام آنت کی حریت یکے کرتے ہیں : ۱۰۵

مجموعہ درگاہت میں فرق : ۵۵

۲۔ رقم نبوت

رقم نبوت کا عقیدہ فرماتے ہیں : ۳۱

ہے : ۱۳۱

رقم نبوت کا عقیدہ اور انصاف کی تشریح : ۱۳۱

..... اور جس کی علیہ السلام : ۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶

۱۶۸-۱۶۹

رقم نبوت پر اعتراض خلا سے سنا ہے :

۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰

رقم نبوت میں کاوی خدا سے خالق بنا

۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰

رقم نبوت میں رسول اور انبیاء نہیں : ۱۱۱

رقم نبوت کی گنت : ۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰

رقم نبوت کی حتمی مثال : ۱۳

..... نقش نہیں نکال ہے : ۱۶۱

..... رحمت ہے : ۱۵۲

..... رقم کائنات کی فرج ہے : ۱۵۵-۱۵۶

..... سیادت و قیادت کی دلیل : ۱۵۷-۱۵۸

..... لہذا کاوی تقاضا : ۱۵۹-۱۶۰

..... تمام عالم کا مشتقا : ۱۶۱-۱۶۲

..... کا عقیدہ قلمی حرات ہے : ۱۶۳

۳۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم النبیین نے تمام حاتمہ نبوت کرے

فرمایا ہے : ۳۳

خاتم النبیین آنت کے رسول اور انبیاء ہیں

کے خاتم : ۵۲-۵۳

خاتم النبیین باعتبار ائم کے مہدا اور باعتبار

انہ کے نشا ہے۔ ۳۵

خاتم النبیین اول اھلکے آخر اھل۔ ۳۱

خاتم النبیین بہت کے تاریخ میں اور خاتم کا ۱۳۵

..... نبی انبیاء۔ ۳۵

..... سلطان الانبیاء۔ ۳۱، ۳۰، ۳۱، ۳۲

..... پر ایمان تمام انبیاء پر ایمان کہ شخص

ہے۔ ۳۱

خاتم النبیین کے اور سابقین کے اور میں فری:

۲۵، ۱۸

خاتم النبیین اور قیامت کے درمیان کوئی فی

نہیں۔ ۳۹

خاتم النبیین کے کامل تاریخ اور میں دیا گیا۔ ۳۲

..... کی حیثیت واسطۃ الوعدہ کی نہیں کہ

صدر جلد کی ہے۔ ۵۱

خاتم النبیین کو نبی سازگنا غلطے کثرت

ہے: ۲۹

خاتم النبیین کے بعد بہت کا کوئی معصوم

نہیں: ۳۰ - ۵۳ - ۱۵

خاتم النبیین کے بعد بہت کے بعد ہوا کہ اگر تفسیر

ہوتی: ۵۸

خاتم النبیین کے بعد ہی کا آ، نفس ہے۔ ۳۱

۵۲ - ۳۶

خاتیت آپ کی خصوصیت ہے: ۸۱-۵۱

خاتم النبیین میں تمام محاسن ہی کے کار بخت

تمام کر دیا گیا: ۱۶۰

خاتم النبیین کی خاتیت ختمائے کمال کی علامت

ہے: ۱۶۲

خاتم النبیین کی خاتیت کا صرف امتداد کافی

نہیں: ۱۶

خاتم النبیین تمام انبیاء کے مصدق اور مصدق

ہیں: ۴۴

خاتم النبیین آپ کا لقب ہے ج معصی

انتقالی نہیں: ۹۲ - ۵۸

خاتم النبیین کے اہم گراں نائب و حاضر مشفق: ۱۰۳

خاتم النبیین تمام الرومیں گنا منزع ہے: ۱۹

خاتم النبیین عمارت بہت کی آخری اینٹ

ہی: ۱۳ - ۱۱ - ۱۲۵

۴۔ تفسیر آیت خاتم النبیین

۱۲۱ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷

خاتم اور خاتم کے معنی ۶۷ - ۶۸

دو فن قرائتیں ممتاز ہیں ۶۹

نظم اور اقطاعات میں فرق ۳۱

خاتم النظم کے معنی آخری فرد ۶۹

کلیتِ خطرات کا خاتم سب سے آخر میں ہے

لام لغت العربیۃ کا قول ۶۹

خاتم النبیین میں معانی الیہیہ مفصل ہے

۱۱۸ - ۱۱۹

خاتم النبیین کے معنی خاتم اشخاصِ انبیاء ۸

۱۹ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷

خاتم کا تعلق سابقین سے ہے ۲۲ - ۹

۳۱ - ۳۵ - ۱۰۸ - ۱۰۹

خاتم باعتبار ماضی کے ہے مستقبل کے

نہیں، اور جرتی ہے، کی نہیں، ۱۲۳

خاتم یعنی مقرر ۱۲۲ - ۶۷

مقرر کیوں لگائی جاتی ہے؟ ۱۲۳

مقرر لگانے میں آخر اور کھلانے میں اول ہوتی

ہے ۴۶

آپ خود مقرر ہیں، مقرر لگانے والے

نہیں، ۶۷ - ۱۱۸ - ۱۲۲

کھلنے کی مراد استقلالِ خیانت ہے ۱۲۲

لکن استدارک کے لیے ہے ۲۳ - ۹

۱۱۹

استدارک کی تفسیر ۶۱

استدارک کا لکھنا ۱۱۹ - ۱۲۳ - ۹

لکن کے قبل و بعد میں تداخل اور متبادلتی

ہے، ۱۲۱

قریب ۶۱ - ۲۸ - ۱۲۱

استدارک کی دوسری صورت (۹) ۱۲۳

اہمیت علیٰ ذہنیت کے اجراء کی تفسیر ہے

اہمیت اور نظمِ نبوت میں کین ترافیع ہے

۲۹ - ۱۲۱ - ۱۳۰

اہمیت کے مفہوم میں دو چیزیں تھیں، ۳۹

آخری میں ٹھیکر کا لکھنا ۱۵۱

نہی دہانم، لکھنے کا لکھنا ۱۵۱

تفسیر کا مدار شواہدِ ضمیمہ دکن پر ہے

آیت کی جامع تفسیر ۱۱۹ - ۱۲۲ - ۱۲۳

آیت عقیدہ ختم نبوت پر قطعی اور مسلم
ہے ۱۳۳

آیت سے نبوت بالاستفادہ کی بدرجہ
اولیٰ نفی ہو جائے ہے ۱۰

آیت سے استفادہ نبوت باعتبار ختم
بھی باطل ہو جائے ۲۹

آیت نبوت غیر تشریح کے انقطاع پر
بدرجہ اولیٰ نفی قطعی ہے ۱۰۸-۱۲۵

آیت میں (و) نہایت کثرت سے تفسیر کرنا دعویٰ جائز نہیں
آیت کا خطاب الہی جاہلیت سے نہیں ۱

۱۳۸

تفسیر آیت از ادبیں عباسی ۶۶

تفسیر آیت از علامہ ابی ۱۳۰

آیت میں منفی و مثبت جملوں کے جمع کرنے
کا نکتہ ۱۳۳

دونوں جملوں میں ربط ۶۱-۷۵

قرآن اعتبار مراد لینے سے ربط نفرت ہو جاتا
ہے ۱۲۵

مردم سے خصوص کی طرف اتصال کا نکتہ ۸۰

۱۲۵

تجنی کے بھانے ابوت کی نفی کا نکتہ ۲۰۱

۵۔ ختم نبوت اور قرآن کریم

آیات ختم نبوت

۱۔ ما کان محمد الا احد من رسلہ ۱۱۰-۱۱۱

۲۔ الیوم اکملت لکم دینکم ۱۳۲-۱۳۳

۳۔ ۳۸-۱۷۱

۴۔ واذا اخذنا منہ شیئاً التبتیب ۱۷۱-۱۷۲

۵۔ انما نعنی نزل الاذکر وانا انما نکتبہ ۱۷۱

۶۔ کہتم غیر امت افرومت فانس ۱۷۱

۱۵۶

۷۔ وکذالک جملہ انما ولسا امیہ ۱۷۱

۱۵۶

۸۔ تکلیف اذا ہما مکمل اتجہ بشیئہ الام ۱

۱۵۶-۱۳۹

۹۔ لیکون الرسول شیعاً جیکم ویکونوا شیعاً

طی الانس ۲۹

۱۰۔ ویرم نبوت میں کل آیتہ بشیئہ جیسہ امیر

۲۹

۱۱۔ والذین یؤمنون با انزال ایک وما انزل

میں تنک ۱۵۳

۱۰۔ وہاں ارسنہ میں تھکک میں رسول
دلالتی ۱۵۷

۱۱۔ وہاں ارسنہ تھکک میں الرسلین
۱۵۷ :

۱۲۔ اہبوا، انزل ایکم میں ربکم وہاں تبتوا
میں مدوہ اولیا : ۱۵۷

۱۳۔ و بشرآ بر رسول ایاہ میں بعدی
اسم احمد : ۱۵۷

۱۱۔ لکھی الا سمن فی العلم منہم الیہ : ۱۵۳

۱۲۔ یا ایہا الذین آمنوا انزلوا بقدر رسولکم : ۱۵۳

۱۳۔ ولقد اوحی الیک ذال القریح میں تھکک : ۱۵۳

۱۴۔ الم تر الی الذین میں تھکک : ۱۵۳

۱۵۔ کذا لک فی الی ایک ذال القریح میں
تھکک : ۱۵۳

۱۶۔ وہاں ارسنہ میں تھکک میں رسول
الذین : ۱۵۷

۱۷۔ نبوت کی نفی کرتا ہے : ۱۵۷

۱۸۔ قرآن کریم نے ختم نبوت اور اس کی طاعت
کو کیا بیان کیا ہے : ۱۵۷

۱۹۔ قرآن کریم مقام مدح میں بھی ہے، بیانا انزل
اعتقد نہیں کرتا : ۱۵۷

۲۰۔ قرآنی محاورات کو سو قیاد محاوروں پر اٹھان
جمل و ساقی ہے : ۱۵۷

۲۱۔ قرآن کریم میں استفادۂ نبوت کا مضمون اعلیٰ
کرنا خود غرضی ہے : ۱۵۷

۲۲۔ تعدد قرأت کا لکھ : ۱۵۷

۲۳۔ قرآن کریم میں توبہ کا مدکر ہے : ۱۵۷

۲۴۔ قرآن کریم میں خود غرضی کے لیے قیدی
نہا، محاورہ و مذکور ہے : ۱۵۷

۱۷۔ نبوت ختم نبوت کی تعداد سو ہے : ۱۵۷

۱۸۔ آیات قرآن کا صلح نظریہ ہے کتپ کے بعد
کرتی نبی اور کرتی دہی نبوت نہیں : ۱۵۳

۱۹۔ آپ کے بعد قرآن کریم قیامت تک کسی
نبوت اور کسی دہی نبوت کا پتہ نشان نہیں
ہوگا : ۱۵۳

۲۰۔ قرآن کریم کی تحریریں امت محمدیہ آخری امت
ہے : ۲۰۷

۲۱۔ قرآن کریم امت محمدیہ کا دامن قیامت مدیج
کرتا ہے : ۱۵۷

۲۲۔ قرآن کریم بطور طرد و کس کے ختم نبوت کی
دلیل پیش کرتا ہے : ۱۵۷

۲۳۔ قرآن کریم میں قبل کی قید سے اور ابجد

قرآن کریم کی مراد میں اجماع اُقت پر تھماؤ مذموم ہے: ۸۵

۶۔ ختم نبوت اور حدیث نبوی

قرآن حدیث کے درمیان قویٰ مشابہت کی نسبت

ہے: ۲۳ - ۲۱۳

شرح قول صدیقہ: "قولا فاعلم البیور ۲۱۱"

شرح حدیث سیاح: "ما جرت الامم زمانا" (۳۱)

شرح حدیث: "انما نزلت بالقرآن من ربی"

۲۲۱ - ۱۱۰

شرح حدیث: "انی عند اللہ کما کنت عند النبی"

۲۲۱ - ۲۶

شرح حدیث: "انما نزلت بالقرآن من ربی"

۱۹ - ۲۵

حدیث شفاعت اور ختم نبوت: ۲۶

۳۶ - ۱۹۳

شرح حدیث: "کانت جبرائیل تسمی"

۱۱۱ - ۱۹۰

شرح حدیث: "وما شئنا انما احکم"

۱۹۳ - ۱۱۱

شرح حدیث: "لو کان یومئذ حیاء"

شرح حدیث: "ان اللہ ورا بذالامر" ۱۵۲

احادیث ختم نبوت: ۳ - ۱۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۱

۳۶ - ۲۲۳ - ۲۶ - ۵۳ - ۶۶ - ۸۱ - ۱۰۵

۱۱۰ - ۱۲۶ - ۱۳۰ - ۱۴۰ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴

۱۵۶ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶

(دیکھئے اشکریہ احادیث)

احادیث ختم نبوت متواتر: ۱۶ - ۱۶۰ -

احادیث ختم نبوت کے تعداد دو بار ہے: ۱۱۰

بعض احادیث مطلقہ انتفاء نبوت کی دلیل

ہیں اور بعض علی التخصص نبوت محمدؐ کے

کے انتفاء کی: ۱۱۰

حدیث نے تمام شہادت کا اہتمام کر دیا

۳

نوار اللہ کے طبع لائق ہی نہیں ہیں

تامل نہیں: ۸۳

حدیث صحابہ میں: "ما حکم دہی نبوت ہے"

۱۱۰

تقریباً ہر کئی آیت ہوتی ہے: ۱۱۰

ملت نی از نقش بر نقش نبوی: ۱۶۶

شرح حدیث : لا یرث الذکر الماترکہ و غیرہ
۱۳۰ - ۲۱۳

شرح حدیث : فی الاخوان السابقین
۱۳۳ - ۲۶

۷۔ اجماع اُمت اور ختم نبوت

۱۳۲ - ۹۰ :
اجماع اُمت کے تعلق سے لکھنے والے ۳۰۰
اجماع سبیل الرشید : ۱۳۸۱ - ۸۹ : ۴
اجماع مسائل جہاد میں لکھنے والے ۱۳۸۰
حشرات کے اقسام : ۱۳۸۱

اجماع اُمت سبیل الرشید : ۱۳۸۰ - ۸۹ : ۴
سب سے پہلے اجماع اُمت نبوت کے قیام
تھا : ۹۰ -
قرآن کریم کی مراد کا تفسیر میں مگر جن پر اعتقاد کیا
ترجمہ و تفسیر کی تفسیر
مذہبی نبوت کے کفر و ارتداد پر ۱۳۸۱ - ۸۹ : ۴

۸۔ ختم نبوت اور صوفیہ کرام

شیخ اکبر قاری : ۱۳۰۱ - ۱۲۹۱ : ۱۲۵
نبوت حضرت : ۱۳۰۱

مکمل اہل کفر : شیخ اکبر : ۹۰
شیخ جیوٹی قاری : ۱۳۰۱ - ۱۲۹۱ : ۱۲۳

۹۔ عیسیٰ علیہ السلام

ذوال نون کا ترجمہ حضرت عیسیٰ کی وجہ سے
داخی ہے : ۲۱۳ - ۱۴۵ - ۲۱۳
ما تلوہ عیسیٰ بنی و نوحا شریعی قتل اور ذبح کے
درمیانہ واقع ہے اس لیے ذبح جستانی ہی مراد
نکلتا ہے۔ اس کے دلائل : ۱۲۱
حرف عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ختم نبوت کے
خلاف نہیں : ۲۱۳ - ۱۴۵ - ۲۱۳ - ۱۲۱

ذوال نون علیہ السلام : ۱۳۱ - ۱۱۳
ذوال نون علیہ السلام : ۲۱۹
ذوال نون علیہ السلام کی احادیث متواتر
ہیں : ۱۳۱ - ۲۱۳
تمام اُمت نے عیسیٰ سے مراد عیسیٰ ہی رکھا
ہے : ۲۱۳
عیسیٰ علیہ السلام کے ذوال نون کی مکت : ۱۱۱

حصہ دوم قادیانیت

۱۔ تحریفات مرزا

تحریف : ایم کلت کم دیکم : ۱۳۲ : ۱۳۴ : ۱۴۱	تحریف : و آخرین قسم : ۱۱۱
تحریف : یا بخدا ہم آنا یا نیکم رسل مکر : ۱۳۶	تحریف : قل یا عبادی : ۵۷
تحریف : مرا انا الزی نعمت یلم : ۱۳۲	تحریف : فادک الذی نعم الله علیہم :

۱۴۰ : ۱۳۲

۲۔ تمکیات مرزا

۱۔ نبوت پر استفادہ : ۹ تا ۱۶ : ۱۳۳ : ۱۳۸	۲۔ نبوت کو قوت مراد پر قیاس کرے : ۱۳۵ : ۱۳۶
۳۔ حرف نبوت تشریحیہ نہ ہے : ۱۳۵	۴۔ قتال الرسل : ۵۵ : ۵۶ : ۶۲ : ۶۳ : ۶۴
۵۔ انکسار نبوت : ۱۳۵	۶۔ خاتم المحدثین پر قیاس : ۱۶۱ : ۱۶۲ : ۱۶۳ : ۱۶۴
۷۔ خاتم المحدثین پر اعتبار : ۱۳۵ تا ۱۳۸	
۸۔ نبوت رحمت ہے : ۱۳۳ : ۱۳۴ : ۱۳۵	
۹۔ صرفیہ اصطلاحات کی آڑ : ۱۳۴	
۱۰۔ نقل و بدولت : ۱۳۳ : ۱۳۴ : ۱۳۵ : ۱۳۶	
۱۱۔ حقیقہ حق نبوت کے مقابلہ میں مرزائی جو کچھ پیش کرتے ہیں وہ رسوا کی منطقی	
۱۲۔ ۱۳۵	
۱۳۔ کہ قتلک مجاہد توحیدی کا اصل مثالیہ : ۹۶	

۳۔ کفریات مرزا

۱۔ کفر : ۱۳۸	۲۔ انکار پر حوالہ : ۱۴۱ : ۱۴۲ : ۱۴۳ : ۱۴۴
۳۔ تفسیر قرآن کریم کی : ۱۴۰ : ۱۴۱ : ۱۴۲ : ۱۴۳	۴۔ خرافات و تعلیمات کا انکار : ۱۴۱

ادھائے نبوت : ۱۰۵۰ ۱۰۴۹ ۲۰۵	تحریک کلمات : ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۱۳
ادھائے ہی مثل قرآن : ۱۰۵۰ ۱۰۴۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفریب : ۷۰
ادھائے شریعت : ۱۰۴۹ ۱۰۴۸ ۲۰۴	احادیث کا مذاق اڑانا : ۲۲۵
ادھائے شریعت جدیدہ : ۷۰ ۷۱ ۱۰۴۸	خود یا بہ دیج کا مذاق اڑانا : ۱۳۴ ۱۰۵۸
افضل العمل پر بننے کا ادھائی : ۲۱۵	تعلیمات کو دردم پر ہم کرتا : ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸
افضل انبیاء کا ادھائی : ۱۰۵	انبیاء اکرام کی قرینہ : ۱۰۵ ۱۰۴۹ ۲۲۳
خود کہ بشت ثانیہ کا مفکر کرنا : ۲۲۵ (۱۱۹)	حضرت عیسیٰ پر شراب نوشی کی تمت : ۱۷۹
آنحضرت سے برتری کا ادھائی : ۷۰	حضرت عیسیٰ کو پاگل کرنا : ۱۷۹
مہرات نبویؐ اپنے مہرات کو نیا دیتا : ۲۳۰	عیسیٰ اور یسوع : ۱۰
انبیاء کا دن بھڑک کی نسبت کرنا : ۲۲۶ ۲۲۷	مہرات عیسوی کے کفریب : ۲۲۲
حضرت ابراہیمؑ پر ناز کی تمت : ۱۰۹	مہرات انبیاء کا انکار : ۲۳۰

۴۔ دعاوی مرزا

خدا کا بیٹا ہونے کا ادھائی : ۱۷۵	نبوت کا ادھائی : ۱۰۵۰ ۱۰۴۹ ۲۰۹
پروردگار کے ہونے کا ادھائی : ۱۷۵ ۱۹۴	نبوت کی قرینہ اور اس کا طرح حصول : ۲۱۹
بے سنگ و درود گر پانی ہونے کا ادھائی : ۱۷۵	ہی قطعی کا ادھائی : ۱۰۵
پرہیز آئندہ ہونے کا ادھائی : ۱۷۳	مجدد سے زائد دو : ۱۷۵ ۱۷۶
اسرائیلی ہونے کا ادھائی : ۱۷۵	تمام رسولوں سے بڑھ کر ہونے کا ادھائی : ۲۱۵
	خدا کا ہونے کا ادھائی : ۱۰۵ ۲۰۹

۵۔ مناقضات مرزا

حدیث مرزا کے ادھائی کے مطابق محمدؐ نبویؐ	نبوت جاری کا ادھائی : ۲ ۱۷۵
--	-----------------------------

اور سابقہ بہت ثمرہ انجام دتی۔ اور قی

۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰

مرزا کی بہت ثمرہ انجام بھی لے نہیں بھی

مرزا کی شریعت جدید بھی نہ نہیں بھی

انکس بہت کے معارف بھی نہیں بھی

۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰

مرزا کا بھی سب اور نہیں بھی

مرزا بہت کھانے کے لیے بھی اور بند

کھانے کے لیے بھی

ہوئے بہت میں آپ کی حجت اور قی

۱۰۰

مرزا کی بہت ثمرہ انجام بھی

مرزا کی شریعت جدید بھی نہ نہیں بھی

انکس بہت کے معارف بھی نہیں بھی

۱۰۰ ۱۰۰ ۱۰۰

مرزا کا بھی سب اور نہیں بھی

مرزا بہت کھانے کے لیے بھی اور بند

کھانے کے لیے بھی

۱۔ عقائد مرزا

بہت مستند کا کہی بھی

بہت ثانیہ کا حقیقہ

ماہ قلم بالروح

امت محمدیہ کا فرسہ

بہت مستند کا کہی بھی

بہت ثانیہ کا حقیقہ

ماہ قلم بالروح

امت محمدیہ کا فرسہ

۲۔ عجائبات مرزا

الہامی بھی

عجائبات

عجائبات

شہدہ بازی اور سرگرم

استداتی پھر

مرزا عجائبات

عجائبات

عجائبات

استداتی پھر

استداتی پھر

الہامات مرزا

انت منی بمنزلہ ہدی : ۲۲۱	آخر کہ موت کا الہام : ۱۰۹
انت منی بمنزلہ ولہی : ۱۴۵	عہدی بیگم سے نکاح کا الہام : ۱۴۹
انت منی بمنزلہ اولاری : ۱۴۵	داشہ یسک من الفاس : ۱۴۳
انی مع الرسول اجیب : ۱۴۳ + ۲۲۱	پیشاپیش گیا : ۲۰۴
قرزل : ۱۹۴	کترجی کا بیڑا فرقی : ۲۰۴
جے سنگھ مبارک : ۱۹۴	دشمن کا دار خوب نکلا : ۲۰۴
برہم اوتار : ۱۹۴	خانہ ٹیلی : ۲۲۱
دودہ گہاں : ۱۴۳	میں نے بننے کا الہام : ۲۲۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

(از جناب مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب ثانی رحمہ فیض)

خاتم النبیین جس کے تعارف کے لیے یہ چند سطروں تحریر کی جا رہی ہیں۔
 حضرت استاذ شیخ الاسلام سید محمد انور شاہ قدس اللہ سرہ کی سب سے
 آخری اور نہایت محبوب تصنیف ہے۔ استاذ مرحوم کے قدیس حدیث کے
 غیر منک مثلاً کے ساتھ اسلام اساس کے بنیادی عقائد کے خطا پاک ترین
 عربی نبی قادیان کی طراز تعلیمات کے استیصال سے جو قدرتی شغف تھا،
 اس نے آپ کو بستر عیال پر بھی چین نہ لینے دیا۔ مرض کی غیر معمولی شدت
 اور تسلسل کے باعث اگرچہ تمام اعضاء صحت و توانائی کو آخری جواب دے
 چکے تھے، تاہم تحفظ دین محمدی کے جذبات میں ڈوبا ہر یہ وجود مقدس دم
 واپسیں تک دین الہی کی خدمت میں اس شان سے منہمک رہا گریحہ طاعت
 و تقابست کا کہیں آپ کے پاس بھی گذر نہیں۔ وفات سے چند روز قبل سالہ
 تصنیف و تسمیہ سے فراغت ہوئی، ایسی بیض کی بھی زہت نہ آئی تھی کہ

پیغام اجل پہنچا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توفیق کہ اس تحریر کو خاص اپنے مصاد
 سے طبع کر اگر کشمیر اور ان ممالک میں خصوصیت سے تقسیم فرمائیں جن میں
 فارسی زبان مروج ہے۔ اور جہاں ادارہ و مفلس مسلمانوں کی سادہ لوحی کے
 سبب قادیانی الحاد و ارتداد کے ناپاک جراثیم پھیلتے جا رہے ہیں۔ ایک دفعہ
 قائم الحروف کی موجودگی میں حضرت مرحوم نے مسودہ کی کتابت کے لیے
 ہمارے علاقہ کے ایک نامور کتاب کو طلب فرمایا حضرت نے انتہائی ضمنت
 کے باوجود کتاب صاحب کے سامنے جو رقت آفریں اور درد انگیز کلمات
 فرمائے ان میں ایک جلدیہ تھا تفری صاحب! اس وقت زندگی کی آفری
 منازل سے گزر رہا ہوں میرے پاس آخرت کا کوئی ذخیرہ نہیں ہے دو چار
 قرآن ہیں جو میرے لیے سلمان آخرت ہیں چاہتا ہوں کہ اس رسالہ کو خالق
 مصادف سے بہترین کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کروں اور کتاب
 مفت تقسیم کی جائے۔ افسوس یہ تھا آپ کے ساتھ بھی گئی اور آپ کی حیات
 میں پھر کہ کتاب جس کی سطر سطر میں اسلامی جوش و خروش اور ایمانی غیرت کے
 نقش و نگار چمک رہے ہیں منلیع نہ ہو سکی۔

بھلس علی کی استدعا پر ورڈمائے حضرت مرحوم نے کمال عنایت کتاب کا
 مسودہ مجلس کے سپرد کر دیا اور شکریہ کہ مہینوں کی مسلسل محنت کے بعد
 آج یہ مبارک تحریک مجلس کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔ مسودہ ایسی حالت
 میں تھا کہ اس کی قابل اطمینان کتابت حضرت کی موجودگی ہی میں ہو سکتی تھی تاہم
 امکانی کوشش سے جو کچھ ہر سکا وہ توقع سے بڑھ کر ہے جن اصحاب کو

حضرت کے طبعی تسوید و تصنیف سے واقفیت ہے وہ ان مشکلات کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں جو مضامین کتاب کی ترتیب و کتابت کے دلائل میں یہ پیش آتی ہیں۔ کتاب کے مقصد کے متعلق حضرت مرحوم نے وریاچہ کتاب میں حسب ذیل طور تحریر فرمائی ہیں۔

”اس مقالہ ایست در ختم ثبوت و تفسیر کبریہ خاتم النبیین کہ در رد الحاد و زندقہ و کفر و ارتداد کا دیانی علیہ ما علیہ صحت تحریر است۔“

قدیم و حدیث تفسیر کے ذخیرہ کو سامنے رکھ کر اندازہ ہو گا کہ عصر حاضر کے اس فقید المثال محدث و مفسر نے ان چند ادراک میں مدلول کلام الہی کی تفسیر و تسہیل میں محتاط و معارف کے فعل و یا قوت کس سخاوت سے بکیرے ہیں۔

ہمارے ملک کی عام زبان چوکر اردو ہے۔ فارسی کا ذوق عوام میں تو کیا ملتا ہے ہی بھی قریب قریب ناپید ہے اس لیے ضرورت ہے کہ فارسی ایڈیشن کی اشاعت کے متصل ہی اردو ایڈیشن کی اشاعت کا بندوبست کیا جائے لہذا مجاس کی طرف سے اس رسالہ کی اردو شریعت بہت جلد مسلمانوں کی خدمت میں پیش کی جائے گی اور فارسی ایڈیشن کے تمام منافع اردو ایڈیشن کی تیاری پر صرف کیے جائیں گے۔ کتاب کا اردو ایڈیشن خدا کے چاہنا تو قایمانی طریقہ اور احکام و زندگی کی فتنہ سمانی کے لیے پیام موت ثابت ہو گا اور اس کے مطالعہ کے بعد ہی اصل تحریر کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔ بالکل ممکن تھا کہ عام مذاق کے پیش نظر ان جواہر پاروں کو فارسی کی جگہ

اردو کے قالب میں سلیقہ قمارت رکھا جاتا، لیکن مصنف کے حقائق آگاہ قلم سے جو مضامین پہلوی زبان میں نکلے ہیں۔ نظم ہر قسم کے مگر محض قبول عام کے لیے اس کی حقیقی لطف اندوزی ناہی و سرسری ہرکت اور قدرتی زور و بیان کی کیفیت آفریںوں سے اربابِ ذوق اور وابستگانِ دامنِ انوری کو محروم کیا جاتا۔ پھر اس تحریر کی اشاعت کا اولین مقصد جیسا کہ استادِ رحمت علیہ السلام نے بار بار ظاہر فرمایا، تھا کہ باشندگانِ کثیر و بلوچستان خصوصاً طور پر اس سے منتفع ہوں۔ آخر میں، ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ جہاں تک فہم مطالب کا تعلق ہے کتاب کو ابواب و فصول پر تقسیم کرنا مفید ہوتا، لیکن اس خیال سے کہ اردو ایڈیشن میں مطالب کی تشریح کے ساتھ اس ضرورت کو بھی بطریقِ احسن پورا کر دیا جائے گا۔ اصل مسودہ میں، معمولی تغیر بھی مناسب نہ سمجھا گیا۔ کتاب کا دوسرا حصہ زیادہ تر ملت مرتبہ قادریہ سے ہنگامہ خیز سوالات پر مشتمل ہے ہر کسی تقریب سے جا بجا ضمنی مباحث لگائے گئے ہیں۔ وہ جواہرِ ریزے ہیں جن کا تئیس کتابوں کے دفتر میں نہیں لاطین کا سینہ ہی ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ علم و دولت کے اس بیش قیمت فرستے سے مسلمانوں کے دلی کو ایمان باغیاں بنائے۔ آمین۔

پیش لفظ

حضرت علامہ مولانا سید محمد یوسف بنوری مدظلہ

بہم خواہ از علی ہریم

الحمد للہ رب العالمین، والصلوة والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین، وعلیٰ آلہ الطاہرین وفضلہم اجمعین۔

المہمہ: دینی علوم کی اساسی پشت ختم نبوت کا عقیدہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے اس کائنات کی ہدایت کے لیے رشتہ و ہدایت کا جو سلسلہ جاری فرمایا وہ نبوت و رسالت کا سلسلہ ہے۔ اس کی ابتدا حضرت آدم (علیہ صلوٰۃ اللہ وسلام) سے ہوئی ہے، اور اس عہد کی تکمیل کی آخری پشت حضرت سید العالمین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ باوجود ظہور پر ہے۔ اللہ صلی علیہ صلوٰۃ و تسلیم بھارہا شواہد و تشرف بھارہا عقباء، و تبلیغ بھارہا یوم القیامۃ مناد و رضا، و دبارک و تسلیف۔ ختم نبوت کے اس عقیدہ پر خدا تعالیٰ کی سب سے آخری آسمانی کتاب قرآن کریم کی بے شمار تعظیمات موجود ہیں اور جس طرح یہ نبوت کے اعتبار سے قلع ہے اسی طرح اہل حق کے گمان سے بھی قلع اور ہر رنگ و شہد سے پاک ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی مستند محدث کا کلام کی ایک آیت کریمہ بھی اگر قلع اہل حق پر تو مضمون کی قطعیت کے لیے کافی ہے۔ چہ جائیکہ کلام کریم کی ایک سو سے زائد آیات ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس قطعیت کی نظیر قرآن کریم بھی کم ملے گا۔ اسی طرح عقیدہ ختم نبوت پر احادیث نبویہ بھی قازق کہ چوکی گئی ہیں، اور قرآن بھی ایسا ہے کہ جس کی نظیر احادیث متواترہ کے ذخیرہ میں نہیں، و دوسرے احادیث سے یہ عقیدہ ثابت ہوا ہے گویا قرآن و احادیث میں اس قطعیت کی نظیر کسی اور مستند میں نہیں ملے گی پھر

تہمت محمدؐ کا اس پر اجماع بھی ہے، اور صرف امت محمدیہ کا اجماع؛ بلکہ تمام کتب سادہ کا اس پر اجماع ہے اور تمام انبیاء کرام کا اس پر اجماع ہے۔ عالم ادوار میں تمام انبیاء کرام عظیم صلوات اللہ علیہم اجمعین کا یہ عہد و چہاں ہے۔

پس جس طرح توحید الہی تمام ادیان کا اجماعی عقیدہ ہے اسی طرح ختم نبوت کا عقیدہ بھی تمام کتب الہیہ، تمام انبیاء کرام اور تمام ادیان سادہ کا متفق علیہ اور اجماعی عقیدہ ہے۔ آغاز انسانیت سے لے کر آج تک اس پر جیسے اتفاق رہا ہے کہ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے، اور سلسلہ نبوت و رسالت آپ کی ذات گرامی پر ختم ہو جائے گا۔ اصولی و اعتقادی مسائل میں انبیاء کرام کے درمیان اختلاف نہیں ہوا، بلکہ وہ ہر دور میں متفق علیہ رہے ہیں۔ پس جس طرح دیگر عقائد، غیر تمام نبوتوں میں مشترک ہیں، ٹھیک اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ صلوات اللہ و سلامہ کا آخری نبی ہونا اور آپ ہی کی نبوت، دنیا کا خاتمہ ہونا تمام انبیاء کرام کی شریعتوں اور آسمانی کتابوں کے مسلمات میں سے رہا ہے، یہی وجہ ہے کتب سادہ میں اس کی ان گنت ہمیشہ گرنیاں کی گئیں، آپ کا نام آپ کے القاب آپ کا لقب آپ کے جائے ولادت، آپ کے دار بھرت وغیرہ کی خبر دی گئیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر اور تمام اقوام، عالم، اپنے حجت پوری کر دی۔

اور اسلام کی پوری تاریخ میں اس اجماعی عقیدے کا تصور اس طرح ہوتا رہا کہ جب کبھی کوئی مدعی نبوت کھڑا ہوا، اس کا سر قلم کر دیا گیا، اس عقیدے کا عملی ثبوت تھا جو اسلام کے ہر دور میں ہوتا رہا اور وہ جس پر امت کا کھال مسلسل جاری رہا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے دور میں اسلحہ ہمدان کا آغاز، یہی سیلہ کذاب کے مقابلہ میں جگہ یا مار سے ہوا، جس میں سات سو عرف، مخالف قرآن شہید ہوئے، جو صحابہ کرامؓ میں ابلی انفرادی کے لقب سے مشہور تھے۔ گویا اسی عقیدے کی حفاظت کے لیے سب سے زیادہ صحابہ شہید ہوئے، اور اسی بنیاد کو مضبوط کرنے کے لیے اصحاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلیفہ قرآنیاں چلی گئیں

سرکہ حق و باطل سب سے پہلے اسی عقیدہ کی نظر پر پڑتا تھا، اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس غرض سے اس باغیچہ کو سیراب کیا گیا۔ حق تعالیٰ کی حکمت باللہ تعالیٰ کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے مقدس اسودھنی اور مسیل کذاب کے قتل کی سرکوبی کر کے کیا صحت تک آنے والی امت کو دوڑک اور غیر محکم نواز میں بتا دیا گیا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور اس نبوت کے ساتھ اٹھیں امت کو اس سے کیا ملوک کرنا ہوگا۔

الغرض، عقیدہ اتنا بنیادی اور اتنا اہم ہے کہ اسے عالم ادراع سے لے کر آج تک ہر آسانی دیکھ میں مسلسل دہرایا جاتا رہا، اور قرۃ مجیدہ، احتشاد اس کی مسلسل تاکید و تنبیہ کی جاتی رہی۔ بد قسمتی سے بھارتی اقتدار میں جموٹی نبوت کا فتنہ کھڑا کیا گیا اور یہ بھوکہ کہ "نعم نبوتہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، اس کے متزلزل ہو جانے سے اسلام کی حرارت منہدم ہو جائے گی" اس بھاری ضرب لگانے کی کوشش کی گئی، اس کے لیے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی — علیہ ماحلیہ — کا انتخاب کیا گیا، متحدہ ہندوستان اسلامی حکومت کے سامنے سے محروم تھا، ورثہ مرزا کا شرابی اسودھنی اور مسیل کذاب وغیرہ سے مختلف ثابت، اس لیے مسلمانوں کے دینی بمشور اور مخالفوں کے کچھ نہیں کر سکتے تھے، بھارتی حکومت اپنے تمام محدود وسائل سے اس فتنہ کی پروان چڑھائی اور اپنے خود کا مشتہر پورا مرزا غلام احمد قادیانی کی مخالفت کرتی رہی۔

نعت کے جو کارہنے اس فتنہ کے استیصال کے لیے محنتیں کی ہیں، اسی میں سب سے زیادہ امتیازی شاہی حضرت امام العصر مولانا محمد نور شاہ کشمیری دیربندی و مراد اللہ کو حاصل تھی اور دارالعلوم دیوبند کا پورا اسلامی اور دینی مرکز انہی کے انکسار مبارک سے اس شہرہ نبوت کی جڑوں کو کاٹنے میں مصروف رہا۔ قادیانیت کے شیطان دماغ اور ہندوستان کا نام العصر نے جس طرح تجزیہ کر کے اس پر تنقید کی اس کی نظیر تمام عالم اسلام میں نہیں ملتی، حضرت مرحوم نے عوامی گراں قدر علوم و حقائق سے لبریز تصانیف رقم فرمائیں اور اپنے تکلف و حدیسی دیربند سے بچ

زبان فارسی جیسا کہ وہ علوم انہری کے جواہرات اپنی پوری زبان کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ ہر شخص وہ اس کی تہوں تک پہنچ سکتا ہے اور وہ علم اس کے بغیر نہیں آسکتے تھے۔ اس کے لیے عربی احمد کی ضرورت تھی۔

۱۔ عام فہم شہادت اور زبان ہی ترجمہ کیا جاتے۔

۲۔ مترجم کی عقل و تحقیق عالم ہو کہ کلی اشعار و لطائف کو بخوبی سمجھتا ہو۔

۳۔ حضرت امام العصر رحمہ اللہ کے طرزِ تحریر سے فضا بہت نکلتا ہو اور اس کے کچھ کچھ کی پوری صفا بہت نکلتا ہو۔

۴۔ قدانیات کے موضوع سے دل چسپی نکلتا ہو اور قاریانی مذاہب کے لڑکچرے پاری طبعِ انجیر ہو۔

۵۔ علمی دقائق کی تشریح پراثر و ہی قادر ہو اور کلی افادات سے عوام کو مستفید بنانے کی قابلیت نکلتا ہو۔

۶۔ ایلیٰ اندکی نکلتا ہو، تصنیفی نگار حاصل ہوتا کہ مناسب عنوان سے بھرنے کا آسان کر سکتا ہو۔

۷۔ حضرت امام العصر رحمہ اللہ سے انتہائی عقیدت و محبت ہو کہ شکوک حل کرنے میں بگڑا جائے اور غور و غوض سے نکلتا نہ جائے۔

۸۔ محنت و عرق و زہی کا مدی ہو، دل کا درد نکلتا ہو، قاریانیت سے بغض ہو۔

۹۔ اپنے علمی کام میں محض رضائے کمال ہو، ثنبت جاوہر و ثناء سے بالاتر ہو۔

۱۰۔ عام علمی مہارت اور دینی ذوق کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ عربیت و بلاغت کے کچھ کی قابلیت نکلتا ہو اور مولانی و بلاغت کی کٹھن بنجید سے واقف ہو۔

۱۱۔ دس احمد سے جوڑا تھوڑا زبان قلم کپا آگئے، حشرہ کلام کے بعد اب مترجم صحیح ترجمہ

۱۲۔ قدرت یا سکتا ہے۔ مجھے کسی سے لکھ نہ لکھی کہ یہ قدرت صحیح طور پر انجام دے سکے گا،

میرے خوجی بہت نہ تھے کسی کی ٹوٹی حوا میں قدم رکھوں، مگر چھ مصلحتوں سے احساس تھا کہ اس کے ترجمہ و تشریح کی ضرورت ہے، جس وقت غیبیاب تھا اور فرصت بھی تھی مانا میں تازگی تھی اور محمد انوری کی صحبتوں کی یاد تازہ تھی اس وقت ترجمہ ذکر رکھا اور اس سعادت سے محروم رہا۔ حالانکہ "نفوس العزیزات" ۲۵ برس پہلے لکھ چکا تھا کہ خدا کی قسم: انوری علوم کے باغ و بہار اور وہی علوم کا غمزدہ لکھنا بہتر رہا۔ خاتم النبیینؐ کو شک کیا جائے۔

الحمد للہ کہ سعادت میرے ہم نام اور میرے ہم کام میرے مخلص رفیق کار مراد، تحریریں من صاحب لریحانی کے حصہ میں آئی جو اس عشرہ کا نہایت حصہ تھے بالکمال۔ تھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کے ترجمہ و تشریح کے فرض سے نہایت کامیابی کے ساتھ حمد ہوا جس نے اور اس طرح دینی خدمت کا حق ادا کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل کمال و قدس میں قبول فرمائے اور تشریح کے لیے سعادت دارین کا وسیع بنائے اور حضرت مولانا انور شاہ رحمہ اللہ کی شفاعت جبر و کفر میں بنائے۔ آمین۔

محمد رفیع شہرہ خوجی حفظہ اللہ عنہ۔ کراچی

جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

امیر مجلس تحفظ ختم نبوت

۱۔ نفوس العزیزات کا حلقہ اقتباس حسب ذیل ہے۔

آوارح الشیخ فیما نکلت، اسراراً و بیقیناً، یرجع الیہاب والیضائر،
و یردع القلب و الخاطر، اعترت علی معانی سامیۃ ربانیۃ، و بذائق حکم
النبیۃ بہت لنا الخیال و تصور العقل، شتمت لہ من معنی ان المرۃ السامیۃ
یصل الیہا، اوان الہجرۃ الخیر من حبیب، وایم اللہ ان محاسن الجلیۃ تافد
بالقلب، و لای باقی و صفت الصفت، مدد فانی بہاتما، و غرر شایع ضرعا
و مستحقا، و ہر فاج و اجماع و رائی زبانی، قد صلی علی نبینا محمد و علی
آلہ من سعادت حیات خیرت من سنی کلہ۔

و: ترجمہ کو عام فہم بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ تحریکی افتادہ اضافہ اور سیر
کے درمیان کیا گیا ہے۔ بعض جگہ تشریح کا اضافہ دے کر شرح کی گئی ہے۔ اور بعض جگہ
پر اضافہ نہیں۔

کتاب کے ترجمہ و تشریح اور تخریج و تہذیب میں اس ادارہ کو جو کسب افتادہ پایا اس کی انتظامی
مرتبہ منظور نہیں، اسے افتادہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اپنی مضامین کا انفرادی طور پر
میں یوں سمجھنے کو کسی تعاون آدمی کی ایک ہمدلی پھر افتادہ ناموں کے دراجات اور وہ ممکن اس علم
پر اپنی ساری توانائیاں صرف کر ڈالے۔ اس کے باوجود اگر اسے کامیابی دہم تو طاقت کا نہیں بلکہ مفرد ترم
کا مستحق ہے۔ اسی طرح خاتم النبیینؐ میری استعداد سے بہت بلند و باوقیہ ہیں اگر میرے کرتاہم کو
کسی جگہ اداسے مطالب ہیں لغزش جاتی ہو یا کسی تعبیر میں کوئی غلط فہمی تو مجھے اپنی ہے بھلائی
کا اعتراف ہے اور میں اس علم سے مفرد اصلاح کا خواستگار ہوں۔ اور اگر کہیں افتادہ کوئی بات
نہایت غلط لگتی ہو تو وہ حوالہ شدہ کی غلطی اور میرے اظہار کے کثرت ہے غلطی: سو جاننا کہ اگر بہتر
مصنف الہام نے جگہ جگہ مرزا انعام امینؒ کی کوششیں نہ لیں اور یہیں سے ہیے افتادہ سے
دار کیا ہے۔ اور ترجمہ نے بھی اسی کا جمیع فوری کتاب بہتر ترم اس سلسلہ میں کسی مضمت کی ضرورت
محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ مولیٰ بہت کی وجہ سے جو حیثیت مسیور کتاب اور اسے دھنسی کی تھی وہی
مرزا تقیانیؒ کی ہے اور میں انتہا و خطبات کے مستحق تھے۔ وہی مستحق مرزا تقیانیؒ کو بھی حاصل ہے
نہ نام کی اس امانت کو اور وہ کتاب میں پیشہ کرتے رہتے ہیں اور اب وہ عزت
ہو بھلا جہت شکر بھاتا ہیں۔ اور اس کریم مطلق سے حتیٰ میں کہ اپنے مقبول بندوں کے طفیل اس
حقیر خدمت کو قبول فرماتے اور اسے اپنے بندوں کے ہدایت اور اس ناکارہ کی نہایت و مغفرت کا اذیہ

بناتے۔

مشہدیم کہ در روز اربعہ و نیم

چون نہ: نیکن بخشد کریم

بند محمد یوسف ندوی حاضرت و ناظر

خدم مجلس تہذیب و ترم بہت پاکستان

تعلق مدظلہ

مرزا تقیانیؒ

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

الحمد لله الذي جعل في هذا الكتاب من كل شيء حكمة

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۔ حمد و شکر نامحدود و ربّ مہجور اکو خانی کن و مکان و زمین و زمان است، و صلوات و سلام نامحدود بر سرور کائنات و ہر موجود کہ رسول اللہ و خاتم النبیین و غایت کنّ نکان است و برآل و اصحاب دے، و کائنات است مروجہ و انجباب دے۔

۲۔ خدا ہے کہ داد و دوز جہا است	بخود آئی خویشش، ہامش خدا است
دست دے ایی بست بالادست	بے بست شد ہرچ موجود بست
و گر نیک منی ہوں ذات او است	و گر جملہ ایی دفتر آیات او است
ایں بارگاہی کہ بانگ درا است	بس از نوبت خواجہ دوسرا است
خدا کہ بدست و خستہ پیام	علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
وجودش کہ خدایت و ذات است	برہد تسید و او غایت است

۳۔ پس بندہ بیک میرزا محمد نور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ بحالی خدمت کائنات اہل اسلام از خواص و عوام عرض می دہد، کہ ایی مقام است در ختم نبوت و تفسیر کریمہ خاتم النبیین، کہ در ربّ الحاد و زندق و کفر و ارتداد و کادایانی، علیہما علیہ۔ صورت تحریر بست، و اگرچہ ایی شخص بہرہ از علم و عمل نہ داشت، و از فرق با قدم از فضائل علم و فہم و تقویٰ و طہارت محض فارغ و عاری بود، و بیک حقیقتہً و از حقایق عرفانی صحیح نہ فہید، ترکیب دے از تجلید و غلط و جہل مرکب و نقل

و غوازی بوده ، یکی در حق نبوت و معیت کرده ، بلکه در آیت موجود گداشت
 ۴ — تا کنیکه در نظم قرآن حکیم و جوارفت غریب غریب دوستی
 دارند ازین مقدار مخلوط و مرزوق قرائت شد ، هر که اجمالاً نظم تنزلی در
 مفردات و ترکیب و تقدیم و تاخیر و تعریف و تکلیف و حذف و ذکر و انحصار و
 انصار و فصل و در صل و ایجاز و الطاب و پدید و فحیده باشد هر آینه در احاطه
 حق داور کبیر و ادشکور و غرور و باین دال هر چه است در پیر قدرت است .
 مَنْ يَحْبُدِ اللَّهَ فَلَا غَيْظَ لَهٗ مِنْ يَتُخَلَّدُ فَلَا هَآبَ لَهُ لَا يَنْفَعُ الْغَالِي
 حق دالی حق را قدرت و معرفت و باره

در دیو سر با جمعی سر با است باره که دوش است دوش است
 (۱۳۵۱ هجری)

حضرت حق ابروی حق اسرار دار باز سر کفر بر آرد بار
 نظم سپه بیج شیطانی فرست زیر زمین بجز غرطین فرست
 هست چه در دست می شستام بم تو کنی هر چه کنی به کلام
 می نه سپه خویش در آویختم بر رضاء تو سر انجمنم
 باز که در سینۀ گنجینه دوز از پنهان تخیس برآمد برون
 اسے جگہ انکد اسے به نیاز ! کار تو از تست نه از خار باز
 خود تو سپه دیو بخود اندو کنی پنج دینی ردت و الحاد کنی
 ۶ — باید دانست که در اجرائے سلسلہ ابوت و نبوت با فصل
 لازم عقل و دانش نیست ، لیکن شیت از لایة نبوت اولاد در ذریت
 نور علی النور خلوا ، سپس در ذریت ابراهیم ، و ایشان دعاء ہم کرده اند که

کہ میں جہد کئے نیاید۔ ولہذا فرمودندہ خاتم النبیین۔ یعنی خاتم اشخاص۔ و
 اذان لازم آید کہ خاتم نبوت ہم شوند، و چون تجدید مکروہ شود و ائمہ با نصیبانہ
 ——— داری ہم احتمال فائدہ کہ خاتم نبوت مستعد باشند، ولیکن اتباع
 ایشان جاری مائند۔ بلکہ خاتم اشخاص مستند، و اوشاں باہم با قبایر شخصیت تغایر
 دارند یعنی نبوت اوشاں اصلاً باشد و یا اتباع، در ہر حال من حیث الشخصیت
 اشخاص متغایرہ ہستند، و وجود متمایزہ۔ ذایکہ در صورت اتباع تغایر شخص
 از نظر مطرح شدہ۔ بلکہ در تعداد ہمناں ہستند کہ بودند، و نفس قرآن بنظر ختم ہیں
 و دو انتہای ہمیں سلسلہ آمدہ، و ہوسے تقسیم نبوت و اہدای اقسام اصناف
 و اتباعاً تعرض نفرمودہ، پس اہدای منطوق قرآن۔ و اعتبار آنکہ در نظریے مطرح
 است۔ اخلاء قرآن از محط و مقصود سے است، کہ اگر اکھاہ است۔

———— پس تقسیم نبوت ہوسے اقسام، کہ نبوت انبیاء و انجیل
 کہ بر شریعت موسوی بودند، ثمرۃ اتباع نبوت بخلاف سلسلہ نمونہ کہ ثمرۃ
 —————
 لے علامہ۔ روح گفتہ اند کہ قرآن سے تعالیٰ و خاتم النبیین، از جانب عزت حق و صیت است،
 و ایضاً و تنبیہ عالمیہ کہ ای پیغمبر آخری و پیر است، و آخری صحت کہ تمام کردہ شدہ و ای شے
 آخری دین و آخری پیغام خوار نشود کہ از سے مردم مانید۔ چہ قرآن مستہر قوم کہ ای
 کلام میں باشا آخری کلام و آخری مسدود صیت است، سہا داکہ خدا تعالیٰ کنید،
 و وقت فوت ساریہ۔ و معلوم است کہ رسول پرانے آفتاب خود ہستند و خاتم
 با قبایر مابقیہ۔ دای مکتہ کہ علامہ روح اربشاہ و گردنہ بنایت لطیف است، و انسلی نعم
 اذان واضح ہ شود کہ میں جہد ختم کئے غایت۔ منہ۔ (ماشیہ لکے صفر پر)

اتباعِ آن حضرت است، کلائے سبے معنی و توسیعی از جانبِ خود است۔
 خصائصِ فاضلہ در ہر جامہ موجود باشند، سپس آن خصائص و مزایا بمنزلہ شرط
 سببہ تاثیر و موقوف علیہ محض ہستند و یا بمنزلہ سبب و علت مژرہ و ای
 ہر امرِ فیہ است۔ و یہی سادہ کی کہ این منصب از مواہب است نہ از
 مکاسب۔ پس علیٰ ثبوت اگر من بعد ہم جاری ہوسے، یکساں ہوسے،
 چنانکہ در شریعت یہی من ہم بعد ہم من حیث لایندی التزام کردہ۔

۱۱۔۔۔۔۔ واجب از اہل ایکہ خدا را اسرائیل ہم می گوید۔ پس فرقی مبینہ
 دینی مخری، چنانکہ می سرازد از میان برخاست۔

۱۲۔۔۔۔۔ در ہر انبیاء، بنی اسرائیل کہ بر شریعت تورات بودند شریعت جدیدہ
 نداشتند پس ثبوت ایشان بنیر تشریع بود، و ہمچنین ای لمحہ بعد خاتم الانبیاء ہلکی
 دارد، فرستے در منصب ہرود کردہ، ایشان بنگردن نماند، و با اقامت ملاقہ
 سادی در خارج و میان من افتاد۔ اعتبار ذہنی را کہ او ایجاد کردہ باقت
 چہ کار و اعتبار کہ امر ذہنی در وی اذعان متبرعین است لا غیر، اندر خاتم
 خود ہرچہ تراشند تراشیدہ باشند، کہ کمادہ ہندی من مانی است،
 یعنی سخن کہ فقط دل فرض کردہ، و حدیث نفس را ندہ باشد، و متن داشته

تاثیر کہ منکر گشتہ و تاقص کہانی ہی مضمون از سلاخ لہذا من۔ (یہ اعتقاد کہ
 پختہ کہ ایک ہندہ خدا کا بیٹہ، ہم جس کہ ہرانی بعد سرور مکتہ ہی ہیں ہر یک مٹی رسول
 الشک شریعت کہ ہر وی کہ کے خدا کا عرب نام۔ من

نہ ہوانے پھر شرف ہنسا کہ کہی نہ نکلی ہیں ایک خط کا اذکار من۔ من

دیں؟ ذوالہشتمی غائبہ دگر ہے۔

۱۳۔۔۔۔۔ حدیث مشہور کہ نبوت را بحدیث حق تشبیہ داد و ہم را این اعتبار
و اختراعات ذہنی را استعمال کرد، و از ذہن بر حق رسانید، کہ حامل حقیقت
و اعتبارات نیست۔

۱۴۔۔۔۔۔ روح ملک محاربت محاربت را باقام رسانید، حق کند ہر دوران را
نمی رسد کہ بناش کند کہ حق محاربت تقید است۔

۱۵۔۔۔۔۔ بہتہ بقاء شریعت سابقہ دیا تجدید امر سے معلوم الحال و معلوم
است، و ہمیں بآمدن حق در بنی اسرائیل بسا ایک امتیاز و تشریف داد، و گاہ
ای ملاقا ہم تبدیل ہی توان شد، زیرا کہ بقاء و تبدیل ہر دو احتمال است۔
پس ملاقا بقاء شریعت و تجدید آن، و ہمیں ملاقا امتیاز کے ہر دو،
تبدیل توان شد۔ و ای فرق مقول المعنی ہستند و اثر سے دارند۔ بخلاف
فرق لہجہ کردہ ای ملاقا ایک اثر سے و اشارہ در وی سادہ ندارد۔ بعض
اختراع و ابتیاع ہواست، و کے راجع نیست کہ با تباہ ہوائ نفس خود ہم
بافسب کند، و حاکم آن شود، کہ سواء دلیل قاطع مسموع نیست۔

۱۶۔۔۔۔۔ در سابق ہم توان گفت کہ تہذیب اتباع ہد، و در لاحق ہم توان گفت
و در خارج و شاہد در میان ہر دو فرقہ نیست، صرف اعتبار سے ذہنی است کہ
ایجاد کے در وی داخل توان شد، و نہ تفریع بر آن درست۔

۱۷۔۔۔۔۔ الی حق ہم کلمات و فیوض نبوت را جاری گفتہ اند، و باب
نبوت را حسب نص قرآن و تراجم احادیث کہ غیر محدود ہوں کہ ام تقیید و

اشتراک آید، اندر، مصدور۔ پس چنانکہ ای ملکہ محلّی لفظ از خود تراشید، بزرگ
 مستعد را او ہم بحسب زعم خود ثباً بقصص منوع می دارد، و تفسیر از جانب
 خود برائے نفسی نمود پیاکنده، آیا املی حق را حق نیست کہ بتواتر احادیث علی
 رؤس الاشهاد و ملائین الناس بدون ذکر کدام حرف تفسیر، و
 اجماع بلا فصل از صدر اول، تخریص دے را مانند کالائے بد بر ریش می
 می زنند؟

۱۸۔۔۔۔۔ معلوم باد کہ در میان رسول و نبی تباین نیست۔ لفظ تمایلا
 وَحَكَاكَ تَرْسُولًا بَيْنَهُمَا وَزَنْبُوتِ مساوات۔ لفظ لقمه رَهَا اَنَّمَا سَلْنَا
 مِنْ قَبْلِكَ مِنْ تَرْسُولٍ وَلَا نَبْوَةٍ پس چنان ای دو نسبت نیست
 و بدگر نسبت است، و آن از چیں کریرَ مَا حَكَّانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ
 بَنِي اَبِيكُمْ وَكَلَّمَ تَرْسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ تہ مستفاد است اکرم
 نبی مخصوص رسول است۔ رسول نزد جہود علماء آن کہ کتاب دیا بشریست هدیه
 دارد، دیا بشریست قدیم بسوئے قوسے جدید فرستاده شود، چنانکہ اصل
 بسوئے جرم معنوی کہ صاحب دمی باشد عام از نبی قیوم۔ و چنان استفاد
 آن کہ اگر مساوات بر دے پس مقام مقام ارجاع ضمیر بود، و مقام انکار۔
 و در خاتم النبیین کہ اسم ظاہر آورند برائے ہمیں نکتہ آورند کہ لفظ خاتمہ بکلمہ
 محرم محرم انتقام باشد، و معی بعد انتطاریح کلی منطوق شود۔ پس ای صبیح
 و حضرت تہامہ القادر و مرشح اقرآن از سجدہ محرم فرمود کہ رسول آنست کہ کتاب

دارد، و یا امت۔ و ای مختص است۔ منہ۔
 ۱۔ سجدہ محرم ۵۱۱ گے الی ۵۲ گے الاحزاب ۲۰۔

بر عہد نبی و خصوص رسول ولایت کرد۔ و معلوم است کہ مادۃ الفراق این عہد
 خصوص صورت بی بدی شریعت و کتاب است، و بسبب همین ادوات فراق
 تبدیلی عزای از افساد بسوسے اظہار شد۔ پس بعد فہم این نکتہ جزیرہ ایت
 نقص ہر انقطاع ثبوت غیر تشریحی است ازینہ از انقطاع ثبوت تشریحی۔
 زیرا کہ اظہار بھاسے افساد ہائے افادہ بحال اول واقع شد، کہ این عہد
 بسبب قلت علم و کثرت جہل بسوسے آن ہدایت نیافتہ والحمد للہ الذی
 علانا ما ابتلا بہ

۱۹۔ و خاتم الانبیاء باقتدار خود انبیاء کہ جنی ہر تفسیر اشخاص است،
 و علی خود کہ خاتم مستند و چنانکہ الہیت ایشان بہت رحالی باطنی ہر قسم متعلق
 است، و نتیجتاً ہم البطل شد، ثبوت ہم در آنکہ ایسی قسم غایب و مقدر شد۔
 و قرائت استفادہ آن ماند۔

اہل ثبوت شخصی ایشان در بدل دائم و قائم است کہ محدث خود موجود
 است چنانکہ الانبیاء اخیاء ہف قبو ہر ہر یغسلون آمدہ
 و لذا در ہمیں سوسہ فرمود و آرزو اجاء ائھا تھم ہر ہر مطلق رہا
 داشت، نہ ای سلسلہ را۔

۲۰۔ و حاصل آیت صحاؤ قنہ یعنی آن کہ شاکر سلسلہ اہل ربانہ
 می فہمید، کہ مناسب اہل ثبوت است، و در تقدیر ما ختم ثبوت نہ اجساد
 بروئے است۔ و ہمیں وجہ فکراہت را گرفت، و فکراہت جنی را۔ و کلام فرزند

لے در دوا لیستہ و بی بیلا و البوروسہ صحت منقہ و صوابیست (فتح البدی ص ۳۳) ہر حال البیستہ را
 البیستہ تھم صلیح الزمانہ صلیح صلیح صلیح صلیح

بدوقتِ نزلِ مرجم نمود۔۔۔ پس ترکِ نظرِ بختی برآستے ہیں بکتہ است
لا غیر اور نہ حق مقامِ اہلِ بختی بود۔

۲۱۔۔۔ و شاید کہ قُوتُ حَاثِرِ حُفَّاءِ حُصْنِکَ از ہیں کریرِ باغِ
است، یعنی نہ کریرِ شبِ مالِ خواہ بود، و نہ کریرِ شبِ بُت، کہ از آبِ میرے
شود۔ چنان کہ یوسف و یوسفِ بنِ الِ یَعْقُوبَ سَ وَ دُہُوتَ سَلَامُ
اُنِ سَ ہر دو احتمالِ زُشْتِ اذالی ہا ہر دو نیستند، البتہ یک رسالت و
ختمِ بُت است کہ آخر کی ماند، و در سائے مانتِ دسے ہیشہ بر خورید،
و نظرِ قدیمِ ناید۔

۲۲۔۔۔ و شاید از ہیں تناسُبِ حقِ حضرتِ علیؑ حدیثِ اَنْتَ جَنُوبٌ
بِسْمِ اللّٰہِ حَاثِرُوتِ جِنِّ مُوسٰی اَلَا اِنَّہٗ لَ اَبُو جُنُبٍ
آید، کہ ماثِرِ استثناءِ تشبیہِ قاتِ علیؑ با قاتِ اردنِ نیست، زیرا کہ لفظِ
حدیثِ این نیست کہ اَنْتَ بِسْمِ اللّٰہِ حَاثِرُوتِ جِنِّ اَنْتَ جَنُوبٌ
حَاثِرُوتِ جِنِّ مُوسٰی کہ تہیہِ طلاقِ با طلاقِ اردنِ است، یعنی چنانکہ موسیٰ علیہ السلام
اردنِ طلاقِ انکسارِ خواست۔ مگر ترا خواست ام، و لیکہ ازین اغوت، بُت
مردوثِ نیست، و در خصائص ص ۲۴۹ از طرازِ اردنِ اَلَا اِنَّہٗ لَ اَبُو جُنُبٍ
و نہ تراشا۔

۲۳۔۔۔ از اثباتِ اہتِ توہمِ قریشِ بُت بود، و چون نفیِ آن کردند

لَا اَنْتُمْ اِلٰہٌ اِلَّا کُفُّوا عَنْکُمْ مَعَهُ ۚ مَوْلٰی ۙ لَیْلَۃُ الْاَضَلِّ ۙ

کے انجمنِ ایمانِ محمدی الی و کائنات مشکوٰۃ ص ۵۶۴۔

استدراک بختم آن مناسب افتد۔ و ظاہر است کہ لکھنوی حضرت علی مقتدر
بروے ہر آئینہ ابتیاج آنحضرت بروے، و لیکن آن ہم مقتدر نیست، پس اہل
ای قسم ہم محض اہلاد است۔ و ہر استے تفسیر ہر استے خود۔

[illegible]

۲۵۔ پس دو مجسمہ در سابق باقی بماند بر خاتم الانبیاء منتم شد، و نمانده آخر مشول، بجست لوشاں گردید۔ در منتم کردی کرام کار صاحب

انتہیوں سے معاف فرما کہ کام وقت ختم کر دے ؟ دسویں بعد سوال یہ تھا کہ امت
 کہ در حدیث آمد خلق الله کل شئ فمن خلق الله
 لا حول ولا قوة الا بالله۔

۲۶۔ انتہاء امر کا ہے۔ جبب فقہانِ قابلی باشد کہ نص است
وگاہے جبب ارادۂ فاعل کو بر کمال رسانید و ختم کند، ویں کمال
است۔

۶۔ کہ مراد جنت ہے تو اُمرِ خاتمہ الّا بیلہ و لا تقربوا
 لہ شفق علیہ یہ حدیث الی ہر پڑے۔ مشکوٰۃ ص ۳۰۔

لَا يَنْبَغِي بَعْدَهُ بَلْ يَجْزِيهِ أَنْ يَكُونَ أَمْرًا بِشَيْءٍ كَمَا كَانَ مَعَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَكُونَ أَمْرًا بِشَيْءٍ
 شد. و حکم دے باقی غاصد و یا مانتد زمانہ قدرت گردید. چنانکہ قتل است
 کہ بماند آمدن حضرت یحییٰ علیہ السلام فرمودہ باشد۔

۱۱۔ تعلم کنید علم استاذ و استفادہ کلمات حسب فطرت
 خود عادی عالم است، و همچنین استفادہ قریہ از قریش مرود و
 معهود۔ و انعکاس نبوت و استفادہ آن بصفت و ریاضت و اتباع
 و تادیب دین ساری سخیفہ ندارد، و عزائی است کہ تحت آن مفسرین
 نیست، و ذکام حکم مرتب است تا آنکہ بدو عزائی اتحاد با بادشاہ ادعای
 لقب دے کہ در سرانہ دینی را سزود دسد۔

۱۲۔ معلوم باد کہ اجراء تحت استفادہ از حضرت خاتم الانبیاء
 من حیث العبدیت ہم مدائی کریم باطل است، چه کلمہ 'لکن' برائے تصریح
 قلب است و نابعد آن در بدل باقبل می باشد، و در میان ہر دو تبادلی
 تدایع شرط است، تا بدل و تبدل من جمیع نشوونہ، چنانکہ در کتب معانی و نحو
 تفصیل مذکور است۔ و در میان ابوت و ختم نبوت بلا واسطہ هیچ تدایع نیست
 کثمانی در بدل اول افتد، و شرط استحالہ لکن مقرر شود، بکہ ہر دو جمیع می تواند
 شد۔ پس تفسیر آیت جلال است کہ از مانگشت کہ از ابوت اجراء نبوت
 متوہم بود، پس ابوت را نفی کردہ و بدل دے ختم نبوت نہادہ و چہ در
 بقا ابوت و ختم نبوت گرد حسب سنت سابقہ تدایع بود، فاعلم و افہم۔

۴۔ فی الحقیقت نبوت برائے تکمیل نفسی ذوات انبیاء نیست،
 کہ آن تکمیل دلالت است، کہ جزء مندرج در نبوت است، بلکہ برائے تشریع
 و حفظ و انقیاد آن دیاست است۔ و در اینجا شریعت خود کمال یافت
 و حفظ را خود حضرت حق مکمل کر اِنَّا لَا لِمَا يَفْضُلُونَ و اکثر از تشریع ماند،
 و حاجت حفظ چنان کہ می بینی کہ در خارج محفوظ است، و جزء تکمیل نفسی
 دلالت است۔

۵۔ و شاید لعلک ختم در عرف لغت باشخاص اُنسب باشد، و
 انقطاع بر وصف رسالت و نبوت، نه اشخاص۔ ختم امتداد و ماقبل را می فرماید
 و ای امر در مفهوم انقطاع معتبر نیست، پس قرآن فرمود کہ اشخاص ختم شدند
 و حدیث فرمود کہ ای محمد، باقی نماند، و یا منقطع شد۔

۶۔ صورت عالم از ابتداء کمال گرفته اند، و نہ بہ تامل ادا دارد
 اگر، بلکہ بطور تربیت از تمهید بسوی مقصود، چنانکہ در جواهر و انجم
 و نباتات و اشجار و حیوانات و انسان مشهود است۔ و چون مخلوق را از نفسی
 واحد آغاز کردند، سپس بہ ذوق و کمال رسانیدند، معلوم شد کہ ذات اکمل
 را همان وقت خواهند آورد، نہ برعکس این۔ و چنانکہ ابتداء بآدم صوری و
 نباتی است، ذکام اعتباری و اضافی۔ همچنین انشأ بخت تم الانبیاء صوری و منفرد
 ہر دو گز باید بود، یعنی من بعد انقطاع اصل نبوت و کمال آن ہر دو باید،
 نہ اضافی و یا منفرد فقط۔ و ہمیں است تَزَوُّی حدیث عربی بن ساریہ من

اثرش - در روح انسان ، سپس ، بیکل و سبب ، سپس دیگر کائنات مورا لید
درجہ بدرجہ حاصل باید کرد ، تا بتدریج کائنات متفرق نمیشوند ، و نہ ماتمہ عنان
که داده است ، و ازین جا فیلسوف می گوید که از ماده کثرت است از صورت کثرت .

۳۳ ——— تحت تمام شد و کار بنظام شد ، و بحث اندیش که آن درین
دین لغت کثرت کثرتی سازد نباشد ، امتناع سابقه را ہم با انبیاء خویش می
دید که در اختصاص شاپیدست . و همین تضرع الجلس با حضرت حق
جل و علالت را کرد که چرا انتباه امر بر اصطفا و اجتناب حضرت که باشد
که این بحث بطریق اثرش ، از الجلس بسوسنای این مذبح رسید . و حقیقت
الامر آنکه چنانکه ائم سابقه در تحلیل انبیاء سابقین می گذارند در حسب شیتب الیہ
را تپ ترتیب غیر از ثبوت می یافتند با انبیاء . هر یک شخص از آفت مبارات
نکرد و نیاوینت ، پس چنانکه نسبت آن نبی دران نمان با آفت خود ، که شکل
برای نمود ، متحقق بود ، اکنون شیتب الیہ این است که چنان نسبت
را در ، تا آخر زمان تا در این طلاق با هم آفت بود واسطه تا ختم عالم ماند .

۳۴ ——— و حدیث ترمذی از احمد علم و هم شفاء صدور کومین کرده
اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ عَنْ رُسُلِ بَعْدِي وَكَذَلِكَ
قَالَ فَشَقُّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ كَلَّا الْمُبَشِّرَاتُ
قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهِيَ الْمُبَشِّرَاتُ فَقَالَ تَرَوْنَ يَا السَّلَامُ
مِنْ جُزْءٍ مِنَ اجْزَاءِ النَّبُوَّةِ . ————— با حدیث حسن صحیح پس این حدیث
پس ہمین کثرت کرده . و صاحب فتوحات در باب ثالث و مشرود

و ثلثاته هم چیز سے دریں باب فرموده.

۴۵ — درین زیر رسالت آنحضرت همه انبیاء سابقین هستند، و در عشر تحت داء دے، و نیز نبی الانبیاء هستند، چنانکه علماء و عرفا تصریح فرموده اند. پس انبیاء سابقین در ماضی آمده دریں باب از انبیاء لاحقین مستثنی کردند، و دیگر عاصی نماند، و صادق آمد که بنی هستند که ماتحت انبیاء دارند، مگر سابقین نه بعد از ایشان. نقلی فرموده

کنت نبیا که علم پیش بر غستم نبوت بلکه نه

۴۶ — درین است مودعی حدیث تحت الانجرون السابقین و حدیث کنت اول النبیین فی الخلق و آخره ههنا البقیه که ابی الی شیب و ابی سعد و غیرهم روایت کرده. و تفسیر دے در حدیث و اگر آمده قال ابی جند الله مکتوب خاتم النبیین و ان آدم لمجدل فی طیبتم - در داف شرح السنة واحده فی مسندها فی الشکوة - در او از مکتوب نه محض مقدم بود نبوت است از پیرا که در همه انبیاء مشترک است، بلکه تشریفات باین خلعت و اختصاص الی است. و ازین معلوم شد که نبوت از مراهب بپایانیه است، و از ماسب و هر وقت که از نشأت خواهند این تشریفات ارزانی دارند و باین منصب استوار فرایند. و اخرج مسلم من حدیث عبد الله بن عمرو بن العاص عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال قال رب ان الله عز وجل قبل کتاب من الخلق قبل ان یخلق السموات والارض

له ان یخیر الخلق من حدیث ابی هریرة عن مکتوب من الله ص ۳۵

بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ - وَكُتِبَ فِي الذِّكْرِ أَنَّ مُحَمَّدًا خَاتَمُ
النَّبِيِّينَ : كَذَا فِي الْمَوَاحِبِ الدِّينِيَّةِ وَلَمْ يَجِدْ مَا كَذَلِكَ فِي
النُّسخَةِ الْحَاضِرَةِ مِنْ صَحِيحِ مُسْلِمٍ ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ - وَمِنْ
عَلَفِ شَاهِدِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ كَيْفِيَّةِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ
وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ : مِثْلُ مَا فِي الْقُرْهَنِيِّ فِي الشَّامِلِ - وَخَاتَمُ بَعْضِ مَا
يُخْتَمَرُ بِهِ الشُّرُوكُ فِي رَأْيِهِ وَدُخِيعَ آخِرِي آيَةٍ ، وَكَيْفِيَّةِ تَقْرِئَتِهِ فِي أَوَّلِ
أَقْدَمِ ، وَبِسُوءِ أَيْ إِشَارَةٍ مِنْ عِزَّتِ جَيْشٍ دُرِّ سِنْدِ طَالِسِي مِنْ ۳۵۴
أَعْدَدَ اسْت -

۴۴ — پس ای شبیه که دیو کالی آنست که نبی ساز باشد ، گفت
آید که اگر کار بر طیت با طبع و ایجاب ذاتی است ، چنانکه ابلیس بحث کرده
و بطبع و ادب اولاد و دوسه دار رسیده ، پس آن امری است که خدا آن وقت
تسلیم ذکر کرد - و اگر محال مشیت و اراده است پس آن تشریف و اختصاص
است که بر باطنی بر سکے راست نیاید - و این جا موردی دیگر است ، که
امیر نبوت را بر کمال رسانیده ، اختتام کردند ، و نخواهند که بر انخطا و ختم کنند ،
و این اختتام در ایان ختم عالم است ، و بر وقت ختم کار و ترک دوسه
بعد اتمام مقصد - و نخواهند که ملاقه اُمت با حضرت رسالت و نبوت واسطه
در واسطه باشد ، بلکه یک ملاقه فرا گیرد - و نخواهند که کام جز از اجزاء ایان
اُمت فرد گذاشت شود که با تکامل کام و گریه می کافر شوند ، بلکه تمام سلسله انبیاء
سابق باشد که ایان بر آن تر متحقق ایان بر هر باشد ، و کام جزء ایسان

عدم کفایت دے است در اعمل . و اینجا اگر تولید انبیاء برائے اعمل
ثبوت است ، ذات سرور کائنات کفایت فرموده . و اگر برائے مجرد
ذوات اوشان است . و با ائمت و اعمل ثبوت سرور کار نیست ، پس
آن بحقیقت ثبوت نیست . باقی ماند سیاست ! پس در حدیث ، ثبوت
را ختم کرده سیاست بر خلافت گذاشته اند . و تربیت روحانی بر ولایت
که جوہ مندرج ثبوت بود

۵۴ — و اینجا بحث الجیس را که شهرستانی در نقل و نقل تمیز کرده
که کلام در علم و قدرت نداشت بلکه در حکمت کلام داشت ، مراجعت باید
کرد . و نذر این بیجا مدال کلام در اصول مدیده داشت ، و اصل اصول کلام
دے در الجباب بالذات و بالعلم و یا ارادة یا اختیار و مثبت الیه است
که دے در علت ہر امر در آویزد ، و آدم دینی آدم تفویض امر ہوسے
صاحب امر کرده در اطاعت و تسلیم کوشند ، و وحدتیت را نگاه دارند
کہ عہدہ در رسول . و الجیس در اختیار ملک نزاع کند ، و آویزد بے و ازین قسم
عہ و ان قال ربک لللائکة ان جاہل فی الامر خلیفۃ .

فیہ مسئلۃ الفیوۃ بعد الايمان بالله ، و انہ یبعث عبداً مفترض
الطاعة ، و ان اطاعة الله یعقب بطاعة غیرہ بامرہ ، و ہی الفصل
فی حق اطاعة الله ، و هو قوله اطیعوا الله و اطیعوا الرسول - و قوله
ثم ما امر سلا من رسول الا لیطاع باذن الله - و حدیث کمل و من
یعص الله و رسوله - لا ینظر فیہا علی حدة ، اقتباساً من القرآن

لہ الخیر : ۱۱۱ و لا تعصوا الا ما احسن فی الجملۃ (ص ۱۱۱) ، صحیح حدیث قرآنی

ایں ہم معلوم شد کہ عقل در ایمان مثل نیست ، و تفسیر در اعمال قابل مغفرت است .

۵۵ ——— و چون خاتم اشخاص بقیاس مبتدئ اتحاد نمیکند ، در اجراء نبوت و ابقاء آن نفع ندید . زیرا که باعتبار شخصیت هر اشخاص متغایر هستند و لابد . و نفس بنظم همین عدد ، که بر همین قفایر منافی است ، وارد شده ، و بر وساطت و عدم وساطت ، که تخریف قرآن و انقراض مقصود دوسه به تسویل شیطان و اتباع بر منافی است . چنانکه استفاد بالغیر هم بودی از تعدد اشخاص متضاد نبودی ، و قرآن همین قصد را ختم کرده است ، و بنسبت با اعتبار عدد اشخاص فرا گرفته ، و باعتبار تقسیم اقسام نبوت .

۵۶ ——— پس اتحاد نمیکند و در اول عاشقان و فناء حریت و دیگر غیر مضلالت

و بعد اطاعة احد بحسب مقتضای العقل اطاعة لنفسه ، و انما تحقق
الاطاعة بمعرفته اطاعة للغیر یا امر بالطاع . وفيه مسألة الحسن
والفج شرعا او عقلا ، والتعديل والتجوير ، وكسواء والاعمال ، والحمد
والرصيد . على ما ذكره الشهرستاني . وفيه التقدير بالخير والشر منه
تعالى ، وان الانتهاء الى علم الله ولذا علم الاسماء وان الشرف
في العبدية والتوبة . وانه كويسأل عن شيء وهذا يسأل عن مسألة
المراحم الملكية ، وانها انحر الحيل وتامق على حكل عامر فان
وحدة صيقت تعجب وفيه تفضيل الانبياء على الكل ، ومسألة
الاجاب والاختيار منه

داد. و از همین سبب است که با اوقات چیزها فرموده اند که بفهم و گراں
 نرسیدند، با وجود آن که کتب بسط و مطلق نوشته بودند. و صاحب
 فی دانشمندی دانسته که اکنون چه بیرون از سواد و استعداد باشد، اگر
 واقع چنین نیست. صد یا صد درصد با امور از فهم بیرون مانده اند. و
 خود صوفیه کرام و صییت فرموده اند که کلام ما را بجانب که ذوقی حال ما دارند
 مطالعه کرده باشند. و اکنون بعد و صییت خود ایشان دیگر چه می خواهی این
 خلدی در مقدمه اندری باب چیزهای نوشته است

۵۹. — معلوم باد که خالق در میان ایمان و کفر همین یک حرف ایان
 بنیاد است، و قهر بر هدایت و تعلیم ایشان. و همین جز در میان اسلام و کفر
 میز است. و در جمله اقوام در ائمه انبیاء باری تعالی چیزهای چیزهای
 یاد کرده اند، لیکن بعد از ان انحصار بر هدایت و تعلیم انجانب ندارند، و
 ادله حقوقی عبادیت بر او بر خود می دهند، به خلاف آریانی ساری. و اینکه خیال
 بعضی ملحدان است که اگر تعلیم انبیاء صواب هم بوده باشد ایمان بر هدایت
 ایشان چرا جز از ایمان باشد، این خیال مسخ غلط است. زیرا که هرگاه انحصار
 بر هدایت انجانب داشتیم، لازم میسران در میان آمد، و گرفت
 ایشان افتاد.

۶۰. — و نیز معلوم باد که عبادت انبیاء و محتاجی عبادیت است، که
 غیر از راه تفویض و تسلیم و توکل بر رب العالمین از جانب خود گرفته میان
 نیست، و در غلظت از عقل خویش که عبودیت مطلق بغیر از ما چیزی دیگری میز

خود و تفویض امر و اختیار بسوئے خواجہ علی فکر ندارد۔ بر خلاف صائین،
 کرشنجین ہم از دوشان هستند، که عبادت ایشان از راه عقل خود و تفسیر
 طریقات باعمل سفلی است، از نصب بیگلر، و تاشیل، و خواندن افسون
 وغیره۔ گویا حاصل عبادت ایشان بزور عمل قیصر است۔ اینست فرق
 در میان ادیان انبیاء و غیر اوشان۔

۴۱۔ در هیچ طائفه در عالم از عصب و عله و فرقاء اختلاف رائے محو
 نشد، الا از انبیاء، که کلامیکه از ایشان بجوہ ردّ ذکر نکرده، پس سلامت
 در اطاعت ایشان بدون مطالبه کثر امور و بدون نهارات با اوشان واقع است
 در عالم تشریع که سلج عالم تکوین است بسا که سلسله ارتباط و علاقه نبیّیت
 و نبیّیت باهمی نظر نیاید، مکلف تطیع را مناسب نیست که خرق آن سلج
 کرده در مطالبه ارتباط باطنی در آویزد، و اختلال قلوب را تا و ضروب باطن و
 حکمت آن مسئّل کند، که این تحقیقت مبارکه ابلیس بوده، بر خلاف نسبت
 انبیاء۔

۴۲۔ چون سلسله اطلاعات صوفیه و مصلحات دسے سلسله علی
 حد و بر خود است، ای مجله بعض اجزای آنرا از آنجا سرقت کرده با بعضی اجزاء
 علماء ظاهر ترکیب دهد، و ازین قطع و تہید قیصر الحاد آورد، که کار ایمان و ثبوت
 مومن نیست۔ مردم ساده لوح و ساده خش و یا مجردم القست بر دعوی دسے
 که من بتابع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ای رتبه یافته ام، ایمان می بازند، و دانند
 که دسے از خدا تیان آنحضرت است، و ندانند که دسے تاویل و تحریف آیت

نبوت اوشاں ہم بعد اتباع نبودہ۔ پس اگر چیز سے تَعَدُّہ کنند ہیں تو اندک
ذات مومن را در میان دخل نبود، اسی سخن از کلام دسے دریں دین ہم لازم
است، من حیث لا یدری۔ چھی گوید کہ آن دین دین لعنتی است
کہ دوسے نبوت جاری نہاشد، پس اسی اجراء را نصیحت دین قرار داد،
ذات از میان بر طرف شد۔ عشرہ ص ۵۷ واثنتہ العذاب ص ۴۲ و ضرر و انعام
ص ۳، و رسالہ ترک ص ۳ ازیں ہم واضح تر۔

۶۵۔ و شرط قتال فی الرسول را ہم مرعی نہاشد، چنانکہ در ص ۳۳
درجہ دسے است، و نہ ختم نبوت را کلام تأسیس و تحریفے۔ سولے
ایک شریعت جدیدہ نہاد۔ و ہمیں از ص ۳۱ حرف ایک شریعت جدیدہ
نیست۔

پس تحریف آیت ختم نبوت دریں عبارات، کہ آخری ہستند بدست
تحریف و کفر منقل شد، و شرط قتال فی الرسول ہم ضروری نہاند۔ پس تا آنکہ
قتال فی الرسول مشروط بہ شریعت ہم تحریر تواند بود، اگرچہ جدیدہ نہاند۔
و چوں شرط شریعت نہ بودی علی فکر شد شرط اول از میان رفت، و ضرورت
دسے نہاند، و ہمیں در ان تسویات و تمکینات کہ آن را دینی نام نہاد،
چنانکہ در حقیقت لای ص ۳ و غیرہ، لقب نبی و رسول برائے خود بڑن کلام
و دریں دو چیز میں حرف اجدید شکی نہ دگر کے ایجاد کنند کہ در سابق اتباع شرط نبود
اکنون شرط است اسی ہم باطل است، ہر نبی پیش از نبوت بر کلام دین حق بود۔ و
خاتم الانبیاء پیش از نبوت بالہام عبادت کی کردند۔ منہ۔

تقیید می سراید. و ناخلف و سبب تصریح کرده که در وحی پدر تقیید نیست از
بروز ذلالت و انعکاس، بلکه هر از توضیح پدر و سبب است.

۹۶ — و تحریف سوم که خاتم نبوت برائے اجراء است، ذر برائے اجماع
در حقیقت الری صیغه ایجاد کرده. و حال آنکه در محاورات لغت خاتم بکسر تا باشد
که بمعنی ختم کننده است، یا بفتح تاء که بمعنی ایتختم به اشی است، در مثل خاتم
القوم سوائے معنی آخرین نیامد. و طلاء لغت تصریح کرده اند که چون این لفظ
با کسر و بفتح بسوئے قرء مضاف باشد، آنگاه بمعنی آن بزرگان قوم می باشد.
و اصل لغت آنکه خاتم با کسر بمعنی بانجام و اختتام رساننده است، چه حکم خاتم
صیغه صفت است، و خاتم بفتح آن چیز که بوسیله بانجام رساننده زیرا که اسم
است، نه صفت. چنانکه بر طلاء تصریح نموده نیست. و حاصل هر دو قرأت
انفراشیتین است و غیر. و در کتب تفسیر با هر فروغ هستند، پس ترکیب اصل با ذرات
است، و تفسیر ثانی فرعی در چنداں مزبسته دارند، و در قرء، الا آنگاه که
حق قطعی اسکے را مخدول کرده باشد، و بپیراست آن که بعضی مفسرین از
الوجهیه آورده که با کسر اصل است، یعنی مرجع مراد این مقام و موطوءه منقلب
تکلم کلام کتاب مقدم. و قول و سبب لکن التأویل انه ختمه فیه
خاتمهم: تأویل نزوای جماعت بمعنی تخریج وجه بیان آلی مراد می باشد
نه بمعنی صرف عن الظاهر. فی الجمله مراد آنست که در هر دو قرأت بحسب اشتقاق
و بدل مشترک اند. در محال التزیل آورده ختم الله به النبوة و
قرأ عاصم بفتح التاء على الاسم ای آخرهم و

پس می گوید که تفسیر قرآن و قبول حدیث، همگی منوط بر حجتی است، نه بر
 تواتر از صدر اول تا آخر، و اینکه بر آنحضرت صلی الله علیه و سلم مقتضی و تجالی
 و اباحت ناجوچ و دیگر بعضی احمد کلمه ای مکشوف نشود بود. چنانکه برای شکی مکشوف
 شده، تهمید مانتو دیگر مجتهدان دینی نماند، و از هر قیود سبک برداشته شد،
 و فراخ کلی حاصل کرد، و مضمون زمین و فخر شرمون از تو اگر چه لفظ شریعت
 جدید و زائد، مصداق دس و صریح یافت و چنانچه تهمید باده که کفر می کنند.
 ۱۱۔ و نیز معلوم باد که دعوی شریعت در مقابل آن علماء روح کرده که
 او شان آمده کلام شریعت را نامحکم فرموده بودند، و کلام شان در شریعت جدید
 بود، زیرا که شریعت مکتوبه و نقیصه و بی سابقه، چنانکه ای طبعی کند محکم
 نداشت. پس ای دعوی بمتناهی او شان مستلزم دعوی شریعت جدید است
 و طبعی گوید که جهاد با کفر منسوخ شده، و آنچه حاجت بستم کایان خواهد بود،
 و هر که چند کادان اداره کنند خدای از بیعت دس یعنی خارج از اسلام است
 پس زکوة همگی در چند دس انحصار یافت. کاره

۱۲۔ و نیز معلوم باد که تهمید مجتهدان مانند تهمید ایمان بکفر که الله اکبر
 الله یعنی تازه کردن بهت بود، و کلام اضافه در دین متین.

۱۳۔ و نیز معلوم باد که شریعت جدید بحدی دیا نبوده ای و در قلم منضم
 بودند، ای طبعی قسم سوم ایجاد کرده که صاحب شریعت است، و لیکن بطور
 تهمید، نه جدید، و ای راهم شریعت تمام شده اوقات شریعت کرده. و در
 قسم ۴ آنکه مصلحت تبلیغ ای طبع در میان نباشد، و موجب نجات نیست،

برائے تعلیم ایساں نقطہ۔

و مراد از اخذ یشاق الثبیین و مقصود از آن تسلیم آنهم ایشان است
که بوقت آمدن آن رسول عظیم الشان خارج نشوند، و در امور قرین و معادلات
بعض را قائم مقام نبی می دارند. پس اگر چه حضرت عیسی علیه السلام کافی است
و شاید تواند رسول لاحق بر رسول و نبی سابق نبوده، و در خاتم الانبیاء که فرا
گرفتند. و تصدیق از خارج اولی است. نسبت تصدیق داخل. و این
وصف و صفت مشر آن حضرت در قرآن مجید است. و همین تفسیر چهار است
از قرأت دیگر در این آیت و اذ اخذ الله یشاق الذین او توالکتاب
که هر اهل کتاب را و یک جانب خوانند، و آن رسول را بجانب دیگر. و در
قرآسته و اذ اخذ الله یشاق الذین او توالکتاب آمده، و معلوم
است که تعدد قرأت بهیچ تراجم کتابت بلاغیه امجازیه می باشد، که در
یک نظم جمع نمی شوند. و بهیچ تعدد آنها تعدد قرأت زود و دیر پس چه
است که از ظاهر نص عدول کرده بصدقه تاویل رویم، کدام دلیل قاطع بر
حرف حق الظاهر قائم شده، بر تفسیر سنت برائی نفس ایمان داشتن کابر
مومن نیست.

[illegible]

از فہم مقصود بکند است ، و در چنانکہ اصل رسالت ذکر کردہ اصل نبوت ذکر
فرمودہ ہے ، و گفتہ ہے و لکن رسول اللہ و نبیاء من المقربین
و الانحوائن ، چنانکہ در روح المعانی در قرأت ابن سعد و لکن نبیاء ختم
النبیین آورده .

۹۔ ————— و اگر آب ہم باعتبار مجموع ، نہ باعتبار فرد سے ، و باعتبار
اہوت منویہ گفتہ آید ، متعل است ، چنانکہ در اتم التمنین محاورہ رفتہ و ای
محاورہ ہم بسبب ایہام خلافت منوی مسلک نیست ، در عقیدۃ الاسلام
اناکیل من نقل شدہ .

۱۰۔ ————— مراد آنست کہ چنانکہ پہر گذار و سببے دگر ہم نیاید ، و چنانکہ
خلف گذار و پیغمبرے دگر ہم نخواہد رسید کہ خلیفہ شدہ ہے . پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ابو ربیعہ علیہ کثمت نیستند ، و لیکن رسول اللہ و خاتم الانبیاء
علیہم لقب ہستند ، و لهذا فرمودند و لکن رسول اللہ و نبیاء خاتم
النبیین چہ مجموع ایی عنوان لقب نبود . گریا قرآن مجید بابتہ اصحاب جمل لقب
ارشاہ کردہ . و ایی لقب باعتبار مجرد تأخر زمانی اتفاقی نیست ، بل منوی
کلام مزیتہ نیز ، و معنی ہل آنحضرت در آخر زمان آمدہ برائے ادا ہیں تأخر
زمانی ایی لقب نیست ، بکہ مراد الی آنست کہ سلسلہ نبوت بر خاتم الانبیاء
ختم کردیم ، و ایی سلسلہ را ایی حد نہادن بسبب کلام مزیتہ است کہ در ذات
آنحضرت است ، و بعض اتفاق کہ منضول را ہم توان بود .

۸۱۔۔۔۔۔ معلوم ہوا کہ مخدوم در فرق رسول و نبی جان است کہ اکثر سے از
 طہا۔ گفتہ اند، و گذشت، و ہمیں است حق گفت۔ چہ رسول بمعنی فرستادہ
 و پیام بر است، و فرستادہ بھی باشد سوائے کتب یا شریعت، و نبی
 بمعنی خبر دہندہ است، کہ ہر چہ نقلی خبری داد، اگرچہ شریعت جدیدہ ندارد، و
 ذلیقہ دے با اُمت یا سب او شان چنانکہ حدیث یا سب انبیاء نبی اسرائیل او شان
 داد کہ فرمودہ و چنانچہ مرہونہ باشد بقل و یا زبانون و مرہونہ کہ باو سے یک بقل ہم نباشد
 آمدہ کہ دلالت بر ملاقت نبی با اُمت او و ذلیقہ دے دارد۔

۸۲۔۔۔۔۔ قول قائل کہ حضرت شاہ محمد العزیز "خاتم المحدثین" بودند۔ و ہم
 این اطلاق و محاورہ آنست کہ کے خاتم بعض خصائص و کمالات مخصوصہ می
 باشد، پس با تقدیر آن، با و ہم عدم تحقیق حال زمانہ استقبال، و قدم علم آن
 و قدم علم غیب، و عدم ذرہ داری آنچہ در کتب غیب است، و با تقدیر علم خود،
 و با آنچہ در قرآن گفتہ کلام مشر و غیر مشر است، و پیشتر این گفتہ کہ نبی ہم شریعت آشت
 یک شخص بذات دے، و بوقت دارد تا ای بعد ہم نمود، و ہائے حکم و حجب حق دیگران
 گفتہ، و با اقتضا ہر او شان نمود، و پیش از لزوم انبیا، و مأمور رسول و ماضی و سبب ایجاب
 انکہ اگر ہر تقدیر نبی شریعت کلام خستے از نبی نمید، و ہمیں و بہرہ و بہرہ و بہرہ و بہرہ
 کہ گفتہ و دیم است، قسے افزود، و حال آن کہ خدمت نبی کہ مذکور شد، خدمت جلیل
 است، و علماء کہ ہائے نبی نبوت من غیر مکرر گفتہ از اہل اہل قلم و افتخار دے بے
 و دیم مستغنی شد، و ہمیں است منہ ہر قرآن کتب مہدی، و از اسرار انبیاء و نبی
 اسرائیل کہ ہر شریعت موعود، سہا سہو ہفت و اخبار ہر نبی کہ خبر با خدا و ذات بن
 کہ متعلق علیہ حدیث از ہر وقت مکتوبہ من ۱۴۱۰ کہ متعلق علیہ حدیث از ہر وقت مکتوبہ من ۱۴۱۰

و تخلف و قیام خود، بطور مسامحت و سهل انگاری، و اعتماد بر فهم مراد اطلاق می کند.
و بشرک لایق تمام هم می گزید، و استیفاء قیود و شرائط نکند و چون حاجت انظار
مزیت داشتند محاوره کردند، تا این مزیت را بدون ختم زمانی هم ادا
کرده باشند.

۳۳ — و نیز معقول است که گفته آید فلان عالم نسبت فلان در عدا و
و اعتماد نیست و معقول نیست مسلک نیز نه که فلان نمی نسبت فلان
نمی اعتماد دارد، چنانکه در لا اله الا الله تاویل نیست —
دارد در هیچ احمد بر جویای محاوره است، نه بر قیاس. و اگر چه
ثبوت جزئی عاده مزوری نیست، یکی ثبوت لزوم طلاق هم کافی نه. دارد بر
ذوق و استقراء است. و لکل معارفه مقال، این است تخریج این
محاوره.

۳۴ — و ترا گفت که فلان کس نمیدانی ختم کرده رفت، مثل دسے دگر
نیاید، و ترا گفت که فلان کس نبوت ختم کرده رفت، مثل دسے دگر نمی
نیاید. زیرا که ازل از خصایلی کبیر است، و امشب اگر در دسے و افراد در
حضر ممدوح هم بسیار دسے از مشادگان، پس فکر بر مراتب دارند، و حاصل
را منافی خاتمت انگارند، و نادان را. و تخمین در دسے سخن گفتن و لا اله الا
نقطه باب نبوت که از کلمات و بییه است، تخمین در دسے سخن زنند
و کتب لسان کنند. این باب باب اعتماد بالغیب است، که اندران فتنه
توقیف باید بود، و بر غرض و حد کس اقدام نباید کرد، و این محاوره هم در

عمر نزدیکی شایع نبوده، من بعد رائج شده، چنان که فاتح المحدثین
محمود، نکراند. تنزیلی را بر محاورات فخریه فرود نباید آورد.

۸۵. — و گویند که فلان کس جو د ختم کرده رفت، و گویند که ولایت و کرامت
ختم کرده رفت. چه رجم بالغیب است، پس این گزاف است بیلای محاورات؛
نه مقدسین و تلمیسات. گر یا در هیچ حکم رتبه حاکم ملحوظ باشد، و تبلیغ علم و فهم
—

۸۶. — و معلوم باد که اهل عرف. فاتح و خاتم هر دو رانی دانسته، ولی شایسته
الابتهائذ و غرض، یا بعد وقوع. مانند آنکه سلطان را دیدند که نصب سلطنت
کرد، و اقتدار بر قوی و تفاؤد بالغ داشت، سپس هاشمیان او آمدند، و قائم مقامی
کردند، اهل عرف میدانند که این منصب سلطان اول فتح کرد، پس او را 'فاتح'
خواندند، و این اورا که او نشان را بعد وقوع شد. و سکه را خاتم کلمات
تخلیص کردند، و خاتم گفتند، مشایخه حقیقت حقیقی ندارند، الا نادرا. پس
الفاظ خاتم اکثر بطور تمهید کنند. بر خلاف اطلاق فاتح که بنا مشایخه هم دارد.
و نیز نظر ایشان بر جزئیات منتشر باشد، و بر نظام کلی که در مجموع من
جست المجموع ماری است، زیرا که علم آن نظام ندارند، که باری تعالی در آن
مجموع داشته.

و دانسته باشی که اهل معتدل کثرت را چهار مرتبه نهاده اند، یکی و احد
و احد و کثرت محضه سوائے اعتبار بیات اجتماعی، و کثرت با اعتبار آن بیات
عروضاً، یا د خولاً. و در کثیر متکلم که وحدت تألیفی دارد و اهل عرف را اکثر تفاؤد

باز را که نیست، آنچه تجربه، و بیشتر مجاز فر کنند. و در چو کثیر متکلم خاتم در نهایت باشد. چنانکه محاور در تعمیر که سلسله دوسه بر می داند رعایت کند، بر خلاف دیگر امور، که نظام آنها ندانند، و این گونه خاتم و خاتم در نظام است الهیه واقعی شده، اگر خاتم خاتم کامل باشد، و معلوم آن در خامخ ختم نباش دارند. پس این ختم نهانی را که بنی بر ختم کامل است در کثیر ختم که در امور الهیه واقعی شده، دایمی ختم از آن غافل اند، خوب باید سنجید، که فرق محاوره ایلی ختم و محاوره حضرت حق بنی بر آن است، و مضائقه ظاهره در باب مشا اینشایی و شایان ماتحت. و قیاس بر آن در باب بنی سازه از خود می باشد، و برگزیده امر و مغز سخن شده حاصل می شود، و الله الموفق.

۴۴ — پس تحقیق می را که از حقیقت الامر سر مواعظت کند، بر فرض خواصین قیاس نباید کرد. و در طهه می را بر تخیل شعری. و از این وجه است که مَا عَلَّمْنَا الشَّيْطَانَ وَمَا يَنْتَبِهَنَّ كَذَلِكَ رَادٌّ اَوْ شَرَّ خِيَالِ بِنْدِی است که نوع محاوره شان جدا گز است، و مغز از طهه معارف بناس و مفاهیم ختم. و همچنان قرآن چنانکه در ترکیب ظاهر است در اختیار مفردات هم ظاهر میشود، که ادنی با ستمه، و سیما اگر حقیقت از مشکلات باشد، بشا پشه در طوی بشر نیست، پس حرام قرآن را بر محاور است عامیانه و سوجیه و فرد آورده نهایت جمل و غنق است، و باب محاوره را بر تخیل است می حل کردن نهایت ضلال و اکاذ است.

لیکن دافعہ کفر دے نیست^۱ و بسیارے از گفتار تصدیقی مجل نبی کریم و دین مای
کنند، و لیکن می گویند که دین مای هم صادق است۔

[illegible]

۹۶۔۔۔۔۔ معلوم ہوا کہ طریقہ قرآنی حکیم در اصطلاح واجباً اسوہ بودی
 قامت خود است، پس ایستے کہ چینی بردے وجعلنا خاتم النبیین ۔
 لیکن مقصود آنست کہ بطریق لقب برائستہ جہاد دعو ۔

۳۔ عجب شہرِ بشت نہیں تُو پیدا شد کہ مہند کلماتِ یزنا فیہ تُو در
 انجیلا طائفہ، دایں اعتبار و نظرِ حق باری تعالیٰ مفقود است، مناسب بارگاہ
 دے نیست کہ گو یہ ظن ہو پیغمبر کلمات ختم کرد، دیگرے ماتہ دے نیاید و اینکه
 بر ظن ہو پیغمبر کلمات را تمام کر دیم، دیگرے ماتہ دے نیاریم، اگرچہ مناسب آن
 بارگاہ ہست، لیکن حدِ تعلیم آیت نیست۔ و قول دے تعالیٰ ظن ہو پیغمبر آخری است

وگاہ در مراتب۔ و در باب مضافۃً مضاف ہیں اخیر مراد می باشد، نه اول۔ زیرا
که حق حکم اندهاں نذر نماند صاحب اختیار۔

۹۹۔ و مخفی مبادا که الی حرف خود ہم از تسامح خود درین محاورات مطلق
هستند، و تعالی او شان از اصطلاح ایشان خبر می دهد، که اگر در زمانه کس را
بخاتم المحدثین یاد کردند، چون من بعد گر کاسی غاست احدی ہم ہیں لقب می دهند،
پس معلوم شد که باعتبار ختم کمال ہم آخریت حقیقتی مرادند استند، بلکه باعتبار
زمانه خود، بلکه در یک زمانه ہم متعده سے را خاتم می گیرند، و نفی کمالی اگر مرادند
کلام در دائره مخصوص ذہنی خود و سابق و قحی دارند، نه بجامع استیعاب
آزیدہ اشخاص، که این امر در ذہنی او شان مطلقہ ہم نباشد بحکم کلام باعتبار دائره
حرف مختکم و حرف عام باید گرفت، نه محکم غیر مقصود، مانند آنکه متعینان متعینان
لتکلیف و ثبات است غیر مطلقہ، بلکه برند مع هذا المطلق الی حرف تمسک معنی از
بماخذ آخریت نشده، و در زمانه که مقصود او شان است فرت خواهد شد
مانند و ان حال باقی مانده که آنکه آخریت سے معلوم نیست، بل کمال او را
آخر گیرند۔ این است المطلق الی حرف باعتبار آریه دانشمندان۔ و از دیگر جانب
صنیع حضرت حق را باید دید، که در حدیک زمانه و در زمانه مقصود تمام فروع
لقب کے سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماند، و در بر کے دیگر
المطلق کرده، و در اجازت داده سایر شقیار که ام معنی میمازی و تسامی را دیده
نقد را برائے ماں مجاز موضوع گردانند، اگر با صاحب استعمال حقیقی اکنون نماند،
و از دوسے بجای مصلح گیرید، و وضع جدید پیدا شد، که استعمال معنی در حقیقت

آنکه جانزیم نیست. و این غایت جمل و شهادت است که در حرف قرآن و حرف مایه از آیتها نگویند، و احتیاط از زند، و هر چه پیش آید بے خطر و می ترسند، و سبب گزافه، بحقیقت این تئور و شواهد را آنکس است که در اصل ایان بر قرآن نداده، بلکه بر فهم سقیم و طبع مغرب خود ایان آورده باشد.

۹۴ ————— بارے این احقر سطر ذیل نوشته بود. معنی نمائند که قیاس قول باری تعالی و کتب رسول الله و خاتمه النبیین بر قول او ساطع ناس که ظلال خاتم متعین است، از غایت جمل و عبادت است، زیرا که قول این قول نموده عاید است، که تحقیق نیست. و بیایم از محاورات در مقامات خطایه استمال می شوند و مدار آنها تحقیق نباشد. بر خلاف قول باری تعالی که سراسر تحقیق است، و از حقیقت امر سر مژده شواهد نیست، بلکه از وجود اجماع این هم است که بجای یک کلام و سبب دیگر از خلق ممکن نیست، زیرا که حق آن مقام و حقیقت فرض آنگاه نتوانیم نمود.

۹۵ ————— دوم آنکه قاتی و سبب اراده تحقیق خود نموده، زیرا که او را علم غیب و آنچه در کتب مستقبل است، حاصل نیست، که کلام بر عایدت و دوام گردید بر خلاف باری تعالی.

۹۶ ————— سوم آن که این قول بر کس بر طبع خود می گوید، و در یک مصرع متوجه می گویند، و از یک دیگر خبر ندارند، بلکه یک کس هم با وجود اطلاع این که در این مصرع در آن هم هستند، این لفظ المطلق می کنند، و اعتماد بر قرینه قاطعه می کنند که دیگران مشاهد هستند، و سامعین من در مخالفه میقتند و باره آن چنین

۱۰۔ — ہم اُن کو بڑھیکے از انبیاء آئندہ برحکم الٰہی و تعالیٰ ہائے خدا خاتم باعتبار سے الملاقا تو ان کہ ، دوسری حال مضمونِ آیت محلّ کے ندارد ۔

۱۴۔۔۔۔۔ ختم النبیین ما بری تقدیراً مقصود سے زائد باقیست
مرحوم فائدہ، و سابقاً آنست کہ در پہلی ابواب مطلقہ ختم نبوت است۔ و شاید
اولام ذکر برائے ہمیں فائدہ کہ طبع نبوت بعد از ان بجلی فائدہ۔ یعنی مطلقہ
اثبت مطہر، بلکه مطلقہ نبوت، و ان هم ختم آن۔ و بدون عدم بقاء اولاد
ذکر اشارہ بسوئے عدم بقاء سلسلہ نبوت، چنان کہ از الفاظ بعض صحابہ
ابن ابی اوفیؓ و ابی جہاش غیوہ می شود، راجع شرح الواجب من الثابت من
ذکر ابراہیمؑ و در اثبات نبوت ادائیج مریم جامع البیان مع الدمش باید دید، و
ماسبب از خصائص۔ و شاید مراد نقلی اثبات بذریعہ تعنی باشد، و اشناج مطلقہ
رسالت و نبوت، و تعقید بر حال برائے آن کہ تا از صورت نقطہ بدون مراد نقلی
نقلی اثبات اولاد و صلی نشود، یا مراد نقلی مطلق اثبات است برائے و حال یعنی

بالحقیقہ، شرح مواہب اللہ — در روح العالی کلام شفیق نودہ، غرض انکار محاورہ
 حانیہ کلام تحقیق نیست، بلکہ جہنی برکاتی و تسلی است، و نظائر آن در باب آفات
 لسان از احیاء باید دید، و نیز کلامیکہ در القاب فافرو، مانند ملک الملک کردہ
 اند، ملاحظہ باید کرد، و نہی از تزکیہ در وجود محمد صلی علیہ السلام است پس این محاورات
 نہ تحقیقہ ہستند، نہ شرعیہ، چہ جائیکہ شارع علیہ السلام اسم تبراہ را پند نغزو
 باشد۔

۱۰۴۔ ششم ایکہ مدلول کلہ غم این است کہ حکم و تعلیق خاتم برما قبل
 دسے جاری شود، وزیر سیادت و قیادت دسے ہاشند، مانند بادشاہ
 کہ قائم موجودین باشد، نہ معدومین، و ظہر سیادت و آغاز عمل دسے بعد اجتماع
 باشد نہ قبل آن گویا انتظار قوسے بعد اجتماع ہوسے کے ظہار توقف بر دسے است
 بر غفلت عکس این کہ محض معنوی و فنی است و لہذا ماتبت و ما شروعتی ہمدراست
 گویا آمدہ اند نہ بر کمال و بعد و ارادہ ما بالذات و ما بالعرض قرین غلطہ است نہ عرف توانی
 حکیم و حمار عرب۔ و دقلم و ایچا گرد ایچا۔ و دکلالت بر آن، پس افشاذا استفادہ
 نیرت زیادت است بر قرآن بعض اتباع ہدی، البتہ سنت اللہ ہمیں واقع شدہ
 کہ خاتم زمانی کرام منصب عالی ہماں کس نہادہ کہ لادہ مزیستہ دارو، و سابقین و انزیر
 سیادت دسے دادند، و انبیاء و ابرائے آفرین بہ نبوت نعتہ اند، بلکہ برائے
 سیادت و قیادت و سیاست و ریاست۔ و بعد اجتماع قوم برائے صلوة طلب
 نصب امام نمودہ۔ و ہمیں است قول لوقلے یوم ندعوا ککل اناس
 یاہا مہمہ و در پیشیاں انبیاء تحت دسل برائے تکلیف کار می بودند کہ اشد و پام

اَزْهَرِي وَاشْرَكَ فِيْ اَهْبَرِي وَنَزَّالْ مَنْشَدُكَ بِاُخْبَلِكْ
در مقام خاتم الانبیاء کدام جز از کمال فرونگه اشته اند

حسنِ مُشَفِّ دَمِ حِلِّی بِیَضَلُحِ آن چه غریب هر دارند ترشندای

۱۵ ————— دَازِیْ طَرَفِ الْاَنْبِیَاءِ لَعْنَاءُ فِيْ قَبُوْبِهِمْ يُفْلُتُوْنَ

ثابت شد، که مراد از حیات احوالی حیات هستند، نه مجرد بقای روح، که در
هم مشترک است. و شاید تربیت روحانی است از انبیاء و تکمیل باطنی ایشان از انبیاء

جز ولایت، که مندرج در نبوت است، بعد از ولایت خود جاری است پس

یک جز اختصاصی است، و در جز اکتفا می. و در آنها بحث ولایت نبی را در مقام

مُخْلاَفَ باید دید. فرض آن که نبوت از مناسبت ظاهر و باهره است که با متکلفان

الهی و اخذ یشاق و رحمت از آئین بود، مانند خلافت در شرح که بتقدیریت

باشد نه تربیت و سرایت. و نیز از فضائل و اهره است، و از فاضل تقدیر

مانند ولایت که ترویج باطنی و رحمت متدی می شود. و مانند فرق مجرود و کرامت

که اول بدن متدیست نبی باشد و در ثانی متدیست ضروری است، همچنین در

مالکی یه.

۱۶ ————— اِنْجَا اِذَا جَزَلْنِ نُبُوْتِ قَابِلِ تَصَرُّفِ لِهْدُوْنَا وَوَلِیْتِ مَنَاجِ

در نبوت است متدی و ساری شد. و آنچه قابلِ تصرّف نیست لازم ماند، و

آن نفس نبوت است که با ستمات و تولیت الی و اخذ حد و یشاق و

تخصیص منقذ شد اتمام می باید، و تکمیل ظاهر است منوط بر است. و لازم

و نه ظاهراً ۳۱-۳۲ ۱۶ القصص، ۳۵-۳۶ و با هر جلد و مزار (نخ) ۳۱-۳۲

از تکمیل ظاهر تکمیل علمی نیست، بن تکمیل غیر مستند و علی بیل الاشتبار. پس
 حصہ ثبوت برائے تکمیل کلی آیت علی بیل الامکان است، و حصہ ولایت
 ازاں برائے تکمیل خاص. و آں چنان است، ز ظاهر. و ماری است. پس جزء
 اخیر ثبوت، مانند جزء اخیر علت عام، ہمیں استخلاف و تولیت است،
 کہ فعلی الہی است، لا غیر. انکہ اگر ایی کتہ را فحیدی و بنجیدی از ہر مادی
 واجبہ اہ خواہی یافت، واللہ الموفق.

و اگر در خارج مثال می خواہی پس در تحصیل کمالات امارت نظر کن
 کہ کسب اند، و لیکن کسے دانی نشود تا آنکہ سلطان اور انصب کنند، و گمان
 نبری کہ کمالات ہمگی پیشتر مانند، پس ایی استخلاف و تولیت الہی منہ
 بالائی است، و چندان گرامی نہ، زیرا کہ نفس ایی استخلاف الہی مرستی است
 کہ از ہر مزایا و خفائی دو بالا است. واللہ یجیبہن جن ترسلہن فی شأ
 واللہ واسع عليم.

۱۰۰۔۔۔ معلوم باد کہ در ثبوت و رسالت باقتیاد مفهوم قیام است و
 اجتماع، و نسبت کلی و جز، و باقتیاد صدق عموم مخصوص، بشأ انک حکان
 جسد یقاً بنیاً پس در اصل دو وصف است متضاد، کہ در یک محل
 جمع تواند شد، و استلزام است. پس تراں گفت کہ خاتم النبیین است
 نہ خاتم الرسل، و نہ در آیت خاص معانی عام آمد، بلکہ بسبب کتہ کہ گذشت
 از خصوص بسبب عموم توحید نظم فرموده و بس، کہ ایی گوید نظم یا برائے

۱. سینا، عموم اشخاص آید، و یا برائے استیغاب کدام جزء حقیقت. و نتوان گفت که خاتم نبیین هستند که از خدا خبری یا قند و خاتم اوشان که فرستاده شدند. زیرا که فرستاده نشود بدون خبر دادن. و در عرف عام این وقت نبی مقابل رسول شایع شده، چنانکه در وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا نُمَدِّبُ آید، بنیاد و لا محدث در قرآن شایع شده. و از صدر کلام وَمَا أَرْسَلْنَا این نهم لازم نیست که بر مطلق ترسل اطلاق شود زیرا که در تالیف چیز را مقتضاست.

محصل آنکه محمد صلی الله علیه و سلم رسول الله دائم و با اعتبار مستقبل رسول علی الاطلاق هستند، و با اعتبار ماضیان خاتم و آخر، و این وصف غیر منقطع است. ۱۸. — این شقی اذعاه و محی مادی قرآن در دست، اگر چه اذعاه نبوت نکرده اوست، و اذعاه نبوت، و امانت انبیاء موحفیه امانت حافیه کرده است. و در بسیاری از حدیث است، و در حدیث شریعت، و اذعاه مصلحتی انبیاء و تحاکات ایشان و تحریف در متواتر، و تفسیر بعضی شریعت متواتر نموده، که بجای وجود کفر و اکاذ و زندق با اتفاق ملت اند.

۱۹. — گاهی انعکاس را مضاعف نبوت غیر تشویشیه هم می گفت چنانکه در کافیه ص ۱۱۱ از بدو ص ۱۱۱ آورده. سپس اذعاه شدیعت بر تفسیر و تفسیر نموده، و اگر چه جدید گفته، لیکن آن هم لازم اخلال و احوال و است و گذشت که در صاحب شدیعت قسے سوم افزوده، و آن قسم خود را صاحب شدیعت، چنانکه در اولین ص ۱۱۱ از متن و حاشیه تفسیر کرده، و امانت

۱۱۔۔۔۔۔ آیت هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَقُولُ
وَأَعْلَمُ بَيْنَهُمْ لَمَّا يَلْعَنُونَ مَا سَأَلَ تَعْدُو بَشَرًا أَلْعَنَتْ هُمْ نِيسَت
کہ ایں محمد مسوخ الفطرت الحاد کہ وہ تعذو در محلی عمل بَعَثَ وَ مَعْلَمُ بَيْنَهُ
است ذ و نفس فعل۔ و آیت بَاتَهُ الْمُبْعُوثُ إِلَى الْأَسْوَدِ وَالْأَحْمَرِ وَ
المُبْعُوثُ إِلَى الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ است ، و درینجا حاجت آن ہم نیست کہ
نَمَاءً کَفَّةً اَنَّهُ کہ در ثَرَانِ مَقْشَرٍ است آنچہ کہ در ادائی نیست ۔ شاہ حاجت
در بابت آیت احقاف باشد و اذکر انھا عَادَ إِذَا اُنْذِرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ
وَقَدْ خَلَّتِ النَّذِيرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ وَ قَعَا وَ تَعْدُو بَيْنِ وَ
وَصَبَّ أَنْ مَرَّ شَاكِنًا إِكْرَاهًا اَنَّهُ هَدَايَتِ هُوَ سَأَلَ كُهُ السَّالِينَ مِنْ قَبْلِ
وَبِئْ هَذَا أَجْوَافٍ كَفْتِمْ وَ دَرَجَاتٍ مَرَّزَا دِيمَ کہ در وَ اَخْبَرِيْنِ مِنْهُمْ
تَعْدِيرِ عَدَاتِ رَسُولًا مِنْهُمْ لَعْنَةً وَ دَرَجَاتٍ مَرَّزَا دِيمَ کہ در وَ اَخْبَرِيْنِ مِنْهُمْ
است کہ ہر کسے را کہ ادائی ماس ہم با عربیت باشد پیش نیاید کہ در
آیت اَخْرَجْنَا مِنْ اَنْزِلَ اَتَيْنِيْ فَرَمَدَ کہ فارسی صاحب کتاب نبودند و رسول را
ذ اَخْرَجْنَا۔ پس با وجود ایں انکسوطی منہ در نعم جارات از دسے چ تَوَجَّحَ دَارِيْ
ہست از دین و فہم دسے یک سر بردار ، و لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
بِالْعَلِّ الْعَلِيمِ۔

۱۲۔۔۔۔۔ و بسیار زندہ یقانی ہمیں کردہ اند کہ بعد کرام مشہور شمسے ، کہ
ہمیت دسے نافذ بردیا دمرائے ملول و بروز کردہ اند ، مانند باب ، و یادگار

در میان مُر اعتبار نبوت بودن هیچ گز نیست تا دل نیست، بلکه با هم جمع تر اند
 شد، و این امر مفقوتِ اتساق است، که شرط بود. شرط اتساق را در کتب اصول
 و تفسیر قلب را در کتب معانی باید دید. و در متنی این هشام تصریح کرده که لازم کنی
 بعد نفی بمنزله لازم نیست سوائه بسوایه.

۱۱۰ — در نفی ماحکمان مُحْتَمَلٌ اَبَا اَخْبَرِ قِسْ تَرَجَا لَكُم
 متوهم بود که معلوم و که چه چیز نفی شود، و فرموده و لکن ترسوا الله نَحْنُمُ
 السَّيِّئِينَ یعنی این ثبت است، پس شرط است در آنکه مؤخر شد، و در اثر
 که متضمن تدریث است، و تدریث نبوت که متضمن عدم تدریث است، تا اُلج
 است، پس شرط تفسیر قلب مؤخر گردید.

۱۱۱ — البته آن کس که تا اُلج شرط کرده در صورت عدم اعتقاد مخالف
 چیزی را تفسیر تعیین اضافی کرده. چنانکه خطیب. و سکاکی چون از تا اُلج سکوت
 که از تفسیر تعیین هم سکوت در زید. و زید و اقر و تا اُلج همین حد کافی است که
 در تدریج بجز اَقْبَا لَكُم، که برائے اَحَدِ الْأُمَمِینِ است، می باشد.
 یعنی تا اُلج که بحسب مقام در مجاوزتِ تسکیم و مخالف منعقد شد، تا اُلج
 گئی. معنی اَقْوَلِ نَسَاکِی اشبات شیء درن شیء یا اشبات شیء
 مکان شیء باعتبار غرض قبکلم و مسوق لاشبات صادق و مطر است،
 در خارج بر چه گز که حال باشد.

۱۱۲ — در دماغی فیستے دیگر هم است، که نبوت نفس دسے متضمن
 و مستلزم تدریث است، پس مقابله در میان دسے و تدریث نهادن هیچ گز

است۔ فی الجملہ ترکیب محب و دولت وضع و افادۂ عبارت از جانب حکم و
یاد برائے عقاید است۔

۱۳۲۔ پس نہر کے استعمال کو دن خیانت است، خود صاحب نہر
استعمال ہی کند، و کندہ دے دگسے را جائزہ، لہذا فی از نقش دے آمد
و بری تقدیر کہ نہر خود آنحضرت باشند صاحب نہر حضرت حق است۔ و خاتم
نبوت مسوس ہم بود، کہ بر ظہیر نبی کریم ثبت بود، و از روایت ابو داؤد طیالسی
مستفاد می شود کہ علامت ختم نبوت بر ایشان بود، و برائے مابعد ایشان، و بر آنکہ
بر ذات ایشان زودہ بودند۔

۱۳۳۔ و خاتم یعنی نہر برائے حفظ مضموم و منع غلبہ ہستے دگر است
کہ از لوازم دے تقدف است، و واحد بالعدد ہون، اگر زود دگر دے برآمد
خاصی است و زود، زیرا کہ خاتم کے قائم مقام شخصیت و اسمیت دے است
و اصل یعنی طلوع است، مانند گل مضموم، عام از نہر، و در زمان قدیم پر پشت
و بیرون ملفوف می زدند، و زود از دون پس روح تہریل شد، و برائے
مجموع حفظ و سر بہر کردن و تعارف بود، و ازلی مجری اعتبار ملفوف لازم می
آمد و آنکہ موضوع برائے اعتبار بود، و یعنی انگشتی ہم اصل نیست، بلکہ فرع
است کہ مناسب مقام نیست۔

(حاشیہ مروجہ شد) زمین دے اشتہاد کن دفع است کہ آن وقت ہوا شد، و انعم و چہل سنگ گشت
فلینہد شہیداً، و زود بر سر تہی شام ہستہ دگسے دگر سرور و فانی قویشنی متوسل شد

کہ معنی موت نیست، بلکہ معنی فکر و اندازہ است خودی، لہذا حکم دگر بعد از دے دے ہوا است، و

لے متعلق دے بر سر دے دے حاکمہ صمدہ دے تدفین سر دے دے حاکمہ صمدہ دے کہ ص ۳۵۲ ۵۹

۱۲۴۔۔۔۔۔ خاتم قرآن مجید باقیدہ باغی ہو، اسی مژدول باقیدہ مستقبل نسا
دبقیقت جس شد، و جزئی۔ زیر اگر باتبار انبیاء سابقین نزد دے ہی ہم
شدہ اندو محنت ہم، پس خصوصیت خاتم الانبیاء علیہ السلام۔ در ہدیان خود خاتم را گاہ
برائے اجراء نہند، و گاہ برائے انقطاع۔ سودا ہر زمانہ و رسالہ ترک
منہ و منہ و حقیتہ الہی منہ

۱۲۵۔۔۔۔۔ اصل اُن کہ تحریف انکاس بااگو در خارج محداتے دارد
و لفظی است سبے معنی، بنا و تکلیف حکمران ایں طہ ہر دے موجب کفر خود
دے بعد حکمران کہ کل اُفتب طفرہ است خواہ شد۔ و تحریف ہجر
نہت تشریح نہ غیر تشریح خلاف نص قرآن است کہ در ذکر ختم از کلام رسول
ہر دے کلام نتیجہ تحریر قلم فرمودہ، و محکم فائدہ ہیں مزیت را اراہ نمودہ
چنانکہ تقریر اُن بوضوح پیرست، و تحریف ہر اقباب نہت ضلالت اگاہی
نظم با وجود محدود است باطلہ مذکورۃ الصدراست۔

ذلت و بڑھ و اتد اُن اگر انکاس است پس حال دے گذشت
کہ سرب از راہ برنہ نہتاد و جہد است و اگر چیزے دگر است تعلد
محض سال است، کہ تجد اہی مرید خود را با شالی ایں دعاوی بیط و جہل کہت
راہی نہتند۔ پس ہر تحریف ایں شکی ہر دے دے و گد دے کہ با رہ
است و فی شدند، و قلوا الحمد للہ الذی ہدانا لهذا و ما کنا لنہتدی
لو کنا ان ہدانا اللہ۔

مہر ترک مسک و گزنی ہر دے کا کھی کا خلیفہ عدو ہذا نہتیت کہ با ایں ہی تہذیب و ہدایت

۱۲۹ — پس باید دانست که عالم قدیم با توح نیست، چنانکه این
و ناخلف دس می سرانند، بلکه باعتبار ادیان ساده از هر دو طرف ماضی و
مستقبل محدود است، چه مستقبل بگی از قوت فعل برآمده، و ماضی از قوت
عقل، که معرفت عرفا است، هم ماضی درست است، باقی ماند ماضی
پس اگر چه با هست و هم حکمی کند که غیر قنای با فعل است، و تحلیل فعل
نامعقول، لیکن حقیقت چنین نیست در عالم از هر دو جانب غیر قنای یعنی لا یقف
هند حقیقت است لا غیر، چه در وقت تقدم را به بطور حوادث، غیر قنای به دس
چیز کردی، چنانکه مذکور است، نامعقول است، چه در هر حادثه ای
در ازل و تقویم قدیم با کالوت، لیکن است و خلاف مقدمه حقه که ما ثابت قدم
اعتنای جدم، نیز، حقیقت امری است که چون از برای تعالی زادش
کیم که متفق علیه در میان عرفا، و حق است، حوادث در عالم خود، کمالی است
است، از هاست می آید، و بجانب بگی روند.

در ازی در دراست و ازی در نعام

و جانب ایست را مستقبل نام نهاده ایم، و جانب اولیای ماضی
پس هر دو ماضی و مستقبل کدام حقیقت و واقعیت دارند، بلکه محض اعتباری
و اضافی نیست، مگر حوادث ستم هستند، و زمان هم حقیقت و واقعیت ندارند
بلکه اینها از قوت عقلی حوادث است لا غیر. سبحان الذی
بنفیر و دیندیز درین حال اگر اراده ازلی هم با حادثه حادث متعلق شود
آن حادثه بحسب مقتضای حقیقت خود در مفاک عالم حدوث خواهد افتاد

ما القلوب حقائق لازم نیاید، مانند آن که واجب تعالی اگر کلام مخلوق را
پیدا کند لا محاله ممکن باشد، ذواب - و این، هم ممکن نیست که هر فردی
باشد و مجموع من حیث المجموع قدح، بلکه اینجا حکم کلی افرادی دخیل مجری حقیقت
نیست.

۱۲۶ - چون حکم تصریح کرده است که هر چیزے را که پادشاه است

نهایت لازم است، و از دوام مستقبل جواب دادیم که تهنید و امثال است
و غیر. پس حسب حدیث نبوی عمارت نبوت هم آغاز و انجام داشت که
از آدم شروع کرده، بر خاتم الانبیاء که آخرین پادشاه ازان عمارت بستند،
انتهای فرمودند. و اکنون صدق آنست که بر عالم طبل رحیل زند، گویا نظام عالم
مانند جلست بود که مجلس استقبال منعقد شد، و از قدوم صدر جلست خبر داد
که وَ هُبَيْرُ بْنُ سُرَيْجٍ يَأْتِيهِمْ بِقَدْوٍ اشْتَدَّ لُحْمُهُ وَ صدر
کبریه قدوم میمنت لزوم ابدانی داشت، و خطبه خواند، و جلس را چندی در گذشت
و منتهی اشته اشته آن را به گرامی است که نام این اسم مهدی و تسبیح پس از آنکه آنرا

و این اسم مهدی و تسبیح است «مهدی» اسم محسن - و در آیه پادشاه میمنت اعظم
این لقب گرامی است، و منتهی است «یا مگر گرامی» اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ
يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَكَ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا نَجْوٰى نَفْسٍ فَارْتَأِنِ

«همان ایشان را بخبر ده - و هم بر منوال اسم از جانب اللہ بگفته» يَسْمٰى يَحْيٰى
اِنَّهٗ يَنْبَشِّرُكَ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ النَّصِيحُ عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ - و تسبیح تسبیح

۱۱۸۔ آخری دین دے گئے گئے۔

اے انگہد رکت نندہ قیری ۱ ہارن صفت دہرست ابرہیری
 سراپ تو کرسی شد، دوسچ ہوتا ۲ فرشی قدمت و شش ہری سہری
 ہرق جہاں پایہ پائے توشہ ثبت ۳ ہم صد کیری دہر ہر ہیری
 تہم ز نسل نجم شہل فتح بایت ۴ خاکہ بشری تو دالحق غوری
 آدم صفت عشر و ذریعہ آدم ۵ درختی لایت کلامی و امیری
 سینا کہ لہر کوہر دانہ بکت ۶ کارکر عالم آئے سب شہل و قیری
 کس نیت ازی است انگہد ہاقر ۷ ہادے سیاہ آمدہ دستہ ندیری

۱۲۹

گفت حرف راستی و درست ۱ ان کہ دہر دی نسانی ست
 نگہزاری مرا بہ دردم فسر ۲ زانکہ ای دیہ داحہ محنت
 الہی حق را ہمیشہ فتح قریب ۳ بہت مرد کار باید بہت
 می و تو در میان بہاد شہیم ۴ ہر از بہت واپسین نہت
 ہم کہ اندہ سہانہ دنیا ۵ خدو گل درچین بیک جہانت
 درشب کہ مشک کاٹاری ۶ گم کردہ انگہد سنے خوش را بہت

(ما شہ منو گزشتہ) گرامی است غرض از یہ آیات صراحہ دین ای اسلام بھی است، ۱۲۹ تا
 مبداء نیز قوم طاعنہ شہد، و اگر سلاہم میں منہ بدن و یا غیرین قصیدہ باشی ہیں درہ آیات غیرست

و در محمد رسول اللہ والذین معہ علیہ

لے الفخ ۱۲۹

دوش در گوش می سرودن دید ، که نگذار ای دعوتِ درست
 رایت حق بندگی باشد ، در پیر مستند می باشد
 هر که ادراک مقصد خود خواست ، اگر رسید آن رسید از دوست
 یارب این بنده طاعت ما ، نبری راه چپ قیامت را
 بلفظ **تَحْتَ عَرْشِ عَزَّوَجَلَّ** غاتم الانبیا رسول و نبی
 بهر عالم بام نیز خاتم ، باذن حق برد صلوة و سلام
 رحمت عظیم بر رحمت ، اولی خلق و آخر بهشت
 سیر بلا خلق در عشر ، سرور کائنات و غیر بشر
 صاحب حمد و عظم بجز ج ۱۵ ، هم ز جوش عین مقام در
 آنکه زیر و زده بر خلق ، آدم و من سوا تو سه فرق
 فاتح و خاتم نبوت دوست ، اول و آخری رحمت دوست
 اقتضای که بود بر مقام ، مختار صد جلد بود و خاتم
 الی مرتب ای خاتم نشاند ، تا که ز اول تقام نشاند
 بود خاتم ج ۱۱ در مراتب ج ۲۰ موشی نیز بود آن زود
 از شرف خاتم کمال بود ، هست احوال کمال زوال بود
 سابقین ج ۱۱ در قیامت ج ۱۲ هست کافی سینه سادات دے
 قضا بود در کسالتش ۱۲ در ظهور ای بود عطا شد
 آنکه پیشین بر کب دے ۱۴ نبود راسته منصب دے
 چون کے کار را تمام کند ۱۵ هست دارد که این تقیید بود

پیشتر ہرچ بود بد تسمیہ ۱۸ آخر اُن غایت کمال رسید
 بہت فی نفسہ ہرچ سوال ۱۹ بالبدایت کمال ختم کمال
 ایں کمال از معارضہ دیگر است ۲۰ نزد حق جو ذیجہل ہر است
 منصبے بہت از حدیث حق ۲۱ نے تولید کاوقاد قسلی
 تولیت از حق است شرط مقام ۲۲ بھوکز بیت است نصب امام
 ایں بود معنی و لَمْ یَعْرِفْ ۲۳ اسے امام نہاں دمانہ غرور
 مژدہ نش جاہلی است بے بیت ۲۴ چرعل اوقادہ در ظلمت
 بنکر سونے جاہلیت راند ۲۵ بھوکز عیون کہ بھوکز ایشاں ماند
 ہم امامت کہ بعد دسے موصوف ۲۶ جتہ آید ز نزد شاں موصوف
 بعد تنفیذ سلطنت از قسم ۲۷ کی غایہ ترا بعید از فہم
 باطلے نیست غیر ایں مقصود ۲۸ بہت امام اُن خلیفہ معصوم
 از نبی ۲۹ کامل استحقاق ۳۰ پس ز اشکال آمدہ اطلاق
 متعدد فتنہ کدجیاں ۳۱ حق شناسی ترا رسد ز مہیاں
 باز ہر کس بدوقی خود نرود ۳۲ حق دعتد زماڈ ندرہ
 میرتب انبیاء است بر فطرت ۳۳ نے تعلق نہکف دشترت
 داند اُن کس کہ فرق چیز کند ۳۴ محل و علم شاں تیز کند
 پس ز قرآن کہ در خطبہ جب ۳۵ تزلزل دیتی شاں در باب
 نے بھیج خطاب کوزیا فکر ۳۶ نے ناقص بقول دھوکز
 ہرچ باشد برائے دیں باشد ۳۷ میرد اخلاص و برہنہی باشد

فضل او مسئلہ سرایت نیست ۴۸ ہم نہایت بجز غایت نیست
 هست فضل جناب زمانی ۴۹ چون لقب یا خطاب سلطان
 و آن لقب نفسی دے چہ دالید ۵۰ از کلمات خود دو بالا شد
 هست ابداع نیز در تحت ۵۱ نے پیش بساۃ و صورت
 پس ہیں ترکیب دہر ہوں ۵۲ پھر ارشاد دے کہ کن فیکون
 دی نہ فی کہ فضل قلیب است ۵۳ آنچہ گفتہ ہر بتقریب است
 در کمال و نہایت از تحقیق ۵۴ اختلافی است زحی از تفریق
 فاتح و خاتم آن کے را کہ ۵۵ هست ایماں کہ با خدا است ہر
 فتح و ختم این دو از مشیت است ۵۶ ہیت در دے سوال ایماں در
 نہایت دے بحد یکساں است ۵۷ پس چہ در دے سوال از مان است
 سابقین جلا اند زیر برا ۵۸ پس چہ بحث است ازیں زیادہ ترا
 بہت کموب یا کس وہاں است ۵۹ زیں خضریٰ ترا چہ مطلب است
 بریادت ہر تو ایماں دار ۶۰ کار حق را بسوئے حق بیار
 در خصائص چہ شرکت و انباز ۶۱ از فاضل کہا فضائل باز
 آنکہ گفتہ نبی نبی ساز است ۶۲ در مشیت شریک و انہاز است
 گر نبی در زمانہ اول خاست ۶۳ بودے این حرف نے در آخر است
 ترکیب چہ کہ است جزء اخیر ۶۴ بر ترش اختیار شاہی گیر
 گر نہ فہیدی این مقام دگر ۶۵ قصہ آدم و رحیم نگر
 ہاں دلایت کہ در نہایت است ۶۶ مثل جز و آن نصیب آنت است

آن خطاب و لقب حضرت حق ۳۳ نیست دروے مسامت مطلق
 مستفاد از بود کمال مناسب ۳۴ کہ خطابات نیست نے از القاب
 قطب جیل بایں اشارت کرد ۳۵ گفت او یتیم مقتب آن فرد
 در فتوحات این چنین آورد ۳۶ در یاقوت لفظ افراد کرد
 و آنچه بعدش بگفت لم تثر ثرا ۳۷ یعنی آن حصہ کاں بماند فرد
 آنچه داماد وقت قسم ثما ۳۸ پس عنایت ہماں نوربا
 نواہم از حق کہ بر حتم دارد ۳۹ و زنی کامتی ام بشہاد
 شوکت دیجے دے فرادار ۴۰ بندہ از بنو غم شود آزاد

۳۱۔۔۔ دریں جا رسیدہ سیرت شریفہ انبیاء از قرآن حکیم کہ در
 خطاب و جواب اوشان می آید و از کتب خاص و سیر مطالعہ باید کرد کہ
 چگونہ بنا ہر شان بر تکل و یقین و صبر و استقامت و ازالہ العزم و
 شہامت و وقار و کرامت و امانت و اخلاص و فضل و اختصاص و ہر
 یقین و شجاعت و اعتماد و انشراح ماتہ تہا شیر فہ و امانت و صدق و امانت
 در محبت خلق و طہارت ذیل و تقاضا جیب و اخبات الی اللہ و سائل
 نجیب و زہادت و در حکومت و دنیا بہر حال و انقطاع و تہنیل بسوئے ایزد
 متعال و سبے التفاتی در زخارف دنیا و بے میل در اموال و توریش
 علم و عمل و عدم توریش مال و مال کہ لا فوثر لک ما ثرک کما صدقہ
 و ترک فضول و صوبہ لسان از اں و متابعت و مطاوعت حق و ہر شان
 و مراقبت ظاہر و باطن بدن و بی انحراف و انشلام و جدول تراشیدن اعتبار

۱۔ ابراریت و ایمان عشران مراقبت خلق طبعی و صحت الی کتب مشکوٰۃ ص ۵۵۰

باطل و تاویلات فاسده و عقل و عقل در اتمام مرام، کما اُخْصَرَ أَحَدٌ
 فِي نَفْسِهِ شَيْئًا إِلَّا أَنْظَرَهُ اللَّهُ عَلَى صَفَحَاتِ خَلْقِهِ وَ قُلَّتْ بِنَا
 و بدون طرق تماثل و تماثل و تعارض و تماثل در کدام امری از امور
 بل و نسب حق از پرده غیب و کمن تضاد و قدر بدو حق انشراح صدور ،
 و بدون کدام رجوع و براه خیال در تحقیق اطلاعات الهیه و مراعیه قاعده اولی
 و صفاء بشر و سریر و و افراد و اتحاد طریقی بدون کدام عقل و عقل در تعارض
 و آفرین ، و ایشار جانب خدا بر جانب اغراض ، و از و مصلحت و مصلحت تسئل و
 و اغراض ، و استقامت محمد و شک و یا بدو حق و ذکر در هر حوادث اغراض
 و تربیت ایشان بحسب فطرت سیر ، و علم لدنی زیر عنایت رب العالمین
 بدون کدام تفلسف مزاجی و اختراع مخترعین و تکلیف تشکیفین و تسلیم و تقصیر
 و محبت کمال ، و طایب زائد ، و استقامت شامه ، و ظهور درین ایشان
 برافروان و نشر ایان و خصای ایان در اگرین بوده . و هیچ گاه رابر لایه و چاهری
 شویم ، و نه هیچ گاه در محله گنار و جاپره از کله خود تنزل فرموده ، و یا
 تخلف و تمسید و بجزم ایشان از جاده خود انحراف نموده ، و یا لسته از طبع
 و جمع از حطام دنیا به امین ایشان رسیده ، و یا حرص و جود و حب ساسا
 بسوئے خود کشیده ، و در باهم اختلافی در علم و یا در عمل و در دقت و در
 بریک دگر آورده ، و یا بجزویرین شان کرده . و نه گاهی بادل و نجیب
 بکلمات خود و یا بجز نفس و نفع و دیگر حالات . باهم هر چه بوده از مواهب
 ربانیه بوده . نه از دائره ریاضت و مکاسب انسانی ، اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ

۱۳۱۔ از احادیث بزرگ معلوم می شود که حقیقتی ذی اجزاء کثیر است که تفصیل آن اجزاء مقرر شده اند، و بر بعضی از آن اجزاء حکم انقطاع فرموده، و چنانچه از جبرائیل بآتی است، و این حکم با اعتبار جزء اخیر قیاس آوست، و آنکه کلمات متشده که بزرگتر بر کبریا آید، و یا مانند صورت براد، یا نقش بر لوح سلوه و یا مانند شرط و موقوف بر شرط و موقوف علیها، آن کلمات جاری و جاری هستند و صراط الذین اَنْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الْعَاقِلِینَ مع کریم خاوندک مع قیاس اَنْتَ اللهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالْعِمَادِ یَقِیْنِ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ مانند و اِذَا تَعَوَّلَ بَلَدٌ اَنْتَ اللهُ عَلَیْهِ وَ اَنْتَ عَلَیْهِ عَیْزٌ و صیغت مانند حدیث اَنْتَ مَعَ مَنْ تَجِبَتْ لَهُ و اِنَّ اللهَ مَعَ الْقَائِمِیْنَ و خود در آیت فرمودند وَحَسْبُ اَوْلَیْكَ رَفِیْقًا و این آیت ناس را در موضع خوب نماینده، که کثران را با کمتران ننند، مانند آن که خدا را با ابرار نزدیک و صراط است که در طاعت و سباحت و عبادت کاین جور از غفلت اندام نهاده، و تقدیر بزرگتر شود.

۱۳۲۔ و اگر کسی بخلست بر سعادتی گوید که بخل حقیقت است که در غیر اینها نمی باشد و درایت گردید، و چنانچه در وحی و الهام، و صحت و مغفولیت و مجزاة و کرامت مانند جنایات شمس که در کار قمر نور شود، و یا مانند اشیا که در خارج اعیان هستند، و در ذریع صور اود را یا اشیا، و یا مانند تفاوت و جودات اشخاص که تمیزی رفیع آن جمل است، این بخلست، هم قابل و ثرق را محال

چندانے نیست ، چہ ہر اشیاء مذکورہ از مرتبہ قطعیت منقطع شدہ
در مرتبہ نفییت آئندہ ، کہ توان گفت کہ از وجوب ہستے امکان رسیدہ
پس این اختلاف ، اختلاف عوارض است و یا اختلاف حقیقت مانع
تفاوت اشخاصی فرع است با وجہ اتحاد حقیقت و یا چہ ؟ این امرے است
کہ جز مقام الغیب کثر آں را کہے نداند ، ندانی کہ در زیادت و نقصان ہای
کہ آیا در عوارض است و یا در نفس حقیقت ؟ کا حال انفصال نشود .

۱۳۳ — و چون متاخر بہ الہی معقول در حصول اشیاء باشد ہا متاخر
کردہ ، مانا کہ در حصول صفات نفسیہ غیر جزئی راہ نیست ، الا آنکہ حصول
باستحقاق خود باشد ، و بطور استفادہ ، پس استفادہ کہ الہی نزدل
سرایندہ راجع ہستے ذات خود گردید ، و در واسطہ فی الثبوت کہ واسطہ
و ذلک واسطہ ہر دو موصوف باشند عتلا را در ان ہم معرکہ است ، بعضی
از ایشان فہمیدہ اند کہ فعل از فاعل صدور یافتہ و گر سرورے بر مفعول بہی
رسد کہ آنرا بمفعول مطلق تام کردہ ، حقیقتہ جدا گانہ نیست ، البتہ اثر فضل
چیزے جدا گانہ است ، پس درین انکسالات افتادہ و ضروریست درین
متواترات را بر ہم شکستن کار الہام و زندہ است .

۱۳۵ — و معلوم باد کہ ہر اجماعے نبوت و الہی اُمت ہیج نتیجہ الہی
اُمت و یا مرتبہ انخزرت علی اللہ علیہ وسلم ظاہر فی شوق و پیشینان نظیر
وے موم و است ، و ذوق استفادہ و عدم استفادہ ، چنانکہ گذشت ، لغو
است ، تمیزے و اثرے در خارج خداداد ، صرف انحرافے زہنی است کہ

زاده از طفل تسلی نیست. پس بچه معنی خاتم النبیین آنحضرت صلی الله علیه
و سلم را فرموده اند ؟ مگر گفته آید که خاتم کائنات نبوت هستند که مسافت کائنات
و اجزاء نبوت را با خاتم رسانیدند و پیری کردند ، اگر چه دوره و زمان نبوت
هنوز باقی است . پس در تلم قرآن بجا است که خاتم کائنات خلق فرموده
باشند ؟ و کدام کس را حق است که از حق کبریا بگوید که خاتم اشخاص
انبیاء فرموده اند ، و این امر فرج ختم کائنات بهم است . و علامت آن که
بختم نانی ختم کمال نمودند ، و ای گوشت ختمیت در عالم تقدیر مقرر و موعی است
و مسلک و مآقی ، که ختم صوری را علامت ختم معنوی می گردانند ، و این امر
در شاهد با بفتح است و با بختم ، در آنحضرت بر دو معنی فرمودند ، خود فرایده
شاه و شمس و شمع . مُرْسَل

خورشید پیدای نور اول

و تفسیر آن در سابق نیست ، پس مزینت این اسب با بر منوال

سابق بودی ؟

۱۳۶ — مگر صاحب اختیار و مالک امر گوید که من فلانی منصب را از
آنها آغاز کرده بر فلان کمال انتقام کنم ، آیا این امر نزد اهل معرفت جدا باشد کمال نیست
کوایی ملاحظه در پیری تشکیک انداخته اند ، و گذشت که قول کنی خاتم المحدثین
یعنی خاتم کائنات می بین المحدثین نیست ، بلکه خاتم اشخاص و یعنی بر مسامت
عنه منتظر بودید صاحب و معالی در صفت فتح یعنی عبادات ای المحدثین معنی نقل

و مجازاً کہ کلام ملکِ مہم از ازاں پاک است۔ واللہ یحیی من یشاء
المرابط مستقیم۔

۱۳۴ — بآفر محض آیت کریمه بازآمده کردن مناسب است، اگر فهم مزایا و امتها را به نسبت و طاقت و شکایت کلام معجز نظام ملک مدام بمایل زمان خیل و دشوار افتاده، بلکه از طوق طاقت بشود. الا من اقر الله بقلب سليم.

۱۳۸۔ پس جان کہ آیت کریمہ ہذا خطاب باہی جاہلیت نیست
 زیرا کہ مرید است، و نہ بر مؤمنی، اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کہ کیا است
 و در ردّ الہی جاہلیت آمدہ، البتہ در اصطلاح مفسرین۔

ساز رسوم عرفیہ آمد کہ تہنیتی و انصیب تودیت می نمیدند ، و ایی عرف
دری نهاد ہم چیزے بست ، و نہ بوقت ذول کلام فرزند موجود بود ،
حضرت ابراہیم ہنوز مولود نشدہ بودند ، و دیگران پیشتر گذشتہ بودند
پس از ابطال تہنیتی کہ بایں لفظ بود ، گفتنی یہی نیست مگر ہاں رب
نہ ، بسوئے احم و حقند ، کہ محمدؐ پدر کے از مردانِ ثنائیستند ، و نہ برائے
احماء سلاۃ ذریت پیری ، و الباقی ایں خاندان و اولاد دینی ، البتہ رسول
خداستند ، و خاتمہ انبیاء .

۱۳۹۔ در سند کلام با اقد کا از چیز سے ہونے چیز دیگر
مناسب مقام دیا از انحص ہونے اکم ہونے ، پس ای آیت در خصوص

تَبْنِي نَاهِدَهُ، و در سلسلہ تدریثِ خاندانی رسیدہ، انحصار مناسبت قضا
 نزولِ شانِ آن «وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَ كَثْرًا أَتَاءَ كَثْرًا وَرَدًا لَّكَ لَا
 يَكُونُ عَلَى الْقَوْلِ عَيْنَيْنِ خَرَجَ فِي أَفْرَادٍ أَدْعِيَاءَ هَذَا تَامَ شَدَّ،
 پس کلام بسوئے تدریث کشید، چنانکہ از این جاس از معالم التنزیل
 گذشت. ابوت دو جز مراد داشت یکے ملاقات پدری و پیری، بدل آن نکات
 نهادند. دوم تدریث، بدل آن ختم نهادند، پس این است وجه ذکر
 ۴۴۔ معلوم است کہ در بقاہ خاندانِ پیری و ابتداء سلسلہ نبوت
 ایشان کدام تلازم شرعی و یا عقلی نیست، لیکن اہل عرف و تمہانِ حادق
 می خوانند کہ در خاندان سلسلہ تدریث باقی ماندہ درین حال مخلوط بود کہ شاید
 کدام سلسلہ از نبوت و یا خلافت و ولایت حمد و یا تدریث مال و مانند آن
 در خاندان ماندہ اگرچہ لازم هیچ گز نہ بود، لیکن تناسب داشت، و بسا کہ
 مقتضای تمہانِ مختصر از این می باشد۔ چنانکہ در علم ہم تدریثِ خاندانی لازم
 نیست، و لیکن اگر در خاندان باقی ماندہ از عالم خاندانی می گیرند و مناسب دارند
 و برین منوال است: یَرْثِيهِ وَ يَرِثُ مِنْ آلِي يَنْقُوبَ تَعْدَ عَمَرَانِ
 آلِ اِبْرَاهِيمَ دَآوُدَ آلِ يَعْقُوبَ وَ آلِ عِمْرَانَ وَ آلِ يَاسِينَ وَ آلِ دَاوُدَ وَ يَحْيَى
 آدَمَ۔ در مریخ از سورۃ اعراف چیز سے از منصب خلافت و امامت و
 بودنِ امامت در خاندانِ ہاروی ذکر کردہ۔ و همچنین وَ يَرِثُ سُلَيْمَانُ
 دَاوُدَ تَعْدَ وَ دَرِیْخَالِمْ آدَمَ وَ دَرِیْخَالِمْ عِطَاءَانَ اَللّٰهُ لِمَا حَكَمَ اَنْ يَكُنِي

بعدہ لے دیلے۔ ولذا ذکر ایضاً یہ رجلا۔

۱۴۱۔ پس فرمودند کہ محمدؐ کہ در اذان خطبہ خوانند بود کہ برائے اجرا خانہ ان پیری بستند و ابتداء تدریث کہ ام گند، ایں گونہ نخواہ بود۔ در تقدیر ما برائے ختم سلسلہ ثبوت اند۔ پس سلسلہ ولایت بعد از خانہ ان پیری نخواہ ماند، و بالادنی سلسلہ ثبوت ہم نخواہ ماند و گذشت کہ سلسلہ تدریث ثبوت بالاستفادہ انہیں قلم بالاذنی منقحی خواہ شد۔ بہ نسبت نبوت بہ واسطہ، زیرا کہ الہوت در صورت اولیٰ اذخل است۔

۱۴۲۔ حاصل آن کہ محمدؐ برائے اجرا نیست، بکہ برائے ختم و منقحی قلم آیت بر لزوم نیست، بکہ بر تناسب و وقوع آن ہم بعد از خطبہ بود و اذان اگرچہ از سلسلہ باشد، و در محضر کلام فرمودی است کہ در خانہ ان محمدؐ اَبَا اَحَدٍ قَبْلَ تَرَجَائِکُمْ اذ اولیٰ از اجراء سلسلہ ثبوت را محض گردانیم، بکہ بطریق اولیٰ منقحی و در سلسلہ سائے منقحی شد، و ختم کلام کہ وَ لَکِنْ تَرَسُولُ اللّٰهِ وَ خَاسِعٌ لِلنَّبِیِّیْنَ است متضمن اشارہ خصوصی بسوائے ارادہ آن در صدد کلام شد۔

حكما قتل التعارافی فان قلت اذا تحقق تنافی الوصفین فی قمر القلب فاشبات احدہما یکون مشعراً بانتفاء الغیر فما فائدة نفی الغیر و اثبات المذكور بطریق الحصر ؟ قلت الفائدة فیہ التنبیہ علی ردّ الخطأ، اذ المخاطب اعتقد العکس، فان قولنا زید قائم و ان دل علی نفی القعود، کنتہ خالی عن الکلافة

در نصی ختم ایجاد کرده بودند. معنای شیه از غایت خباثت و کجاندازی است. حق تعالی قصه آدم بیان فرموده و در میان کدام کدام جمله بجز قتل درباره آن امور، که در بعد هم به وقوع آیند، خاتم الانبیاء را خطاب فرموده، و بر کدام فائده ضمنی ارشاد و تنبیه کرده، که باز حاجت استیفاء کلام و از سر گرفتن پیش نیاید، و دست بدست انجاماز شود، و چهار بار بعنوان یٰبَنِی آدَمَ ارشاد کرده، که یکی ازان همداست. و استیفاء با عاده خطا اول. و استقبال هم با تقابل آن همداست. سپس قصه نوح و هود و صالح سر فرموده، و با بعد خاتم الانبیاء آیت رسل را نهادن متعارف با حضرت حق است، که یک پدر را خود بنصرت ختم آموخته بود و در ابتدا و آخر هم قریب بای نظم ارشاد شده قَدْ أَفْضَلْنَا مِنْهَا حَيْثُ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هَذِهِ آيَاتُ اللَّهِ وَنِزْلُ رُوحِي بِحَقِّ آدَمَ وَابْتَدَأَ آفْرِيْشَ استقبال مناسب بود، همچنین آورده. بچشم خاتم الانبیاء افعال بقیات ذکر فرموده و در میان کدام دگر است نهاده، همین ماقع بود، و همین گزند نظم آیات.

باز حق تعالی را این هم می رسد که در لایق خطاب از سابق گیرد، چند حکم مناسب این صبیح باشد، و همین یکی کس از امت دیر آیات بسوسه کدام تو هم زودفته، و در دنیا کدام راستی ازان. این ملحد را در حق نبوت بتعلیم شیطان جداگانه کرده بود، بعد ازان این کجاولم سگالیده، و

اُذُنِیٰ وَ اَنْفِیٰ وَ لِسَانِیَ وَ حَلْمِیَ وَ نَفْسِیَ بِحَقِّ عِلْمِیْ وَ اَنَا اَزْکَرُ وَاَعْلَمُ
وَاَسْبَغُ حَقَّ دَالِیِّ حَقٍّ، وَ شَرْقِ قَادِرٍ، وَاللّٰهُ یُعِیْتُمْ تَوْبَهُ۔

۱۳۷۔ ومانند آنکہ در دُاشْتَمَتِ عَیْنِکَدَرِ بَنَسَبِی نے انکاوا کہتے ہیں حال
اُن کو مراد واضح است، کہ کلام جزو نعمت نگذاشتیم کہ شمار احسانیت نکردیم
وایں معنی مانندی کلام جزو جہید است کہ هنوز ندادہ باشند، نہ بقاہ اُن
نعمت را کہ دادند۔ برخطب خاتم النبیین کو خاتم اشخاص فرمودہ اند، وایں
معانی آمدنی کلام شخص دیگر است، ہاں خاتم الانبیاء ہستند، کہ دورہ شان
باقی است، وچنانکہ وہ حیثیت او شان نبوتی دیگر نبود ورمابعد ہم نیست،
وچنانکہ گفتہ آید کہ ہرفلوں کس اجزاء سلطنت اقام کردیم، ایں مضمون ہے است
مکشوف المراد۔ و اگر گوئیم کہ فلان کس را خاتم سلاطین گویاید نیز ایں مضمون ہے
دیگر است کہ بجائے خود مکشوف المعنی است۔

اجزائے شے چیزے است، و غیر شے چیزے دگر۔ باتمام اجزائے
مخبر دے تمام مگر وہ، بلکہ ناقص نمائند و ختم اشخاص عمر ختم شد و سلسلہ باقی
نمائند، و ان کار گذاشت۔ و چون کے کار گزار دباوے چ معارضہ و د
تحریر مراد دے چگونہ

۱۴۸۔ غرض انکو ختم نبوت ایک بار آموختہ عقیدہ مستزہ باید فہمیدہ و مفروض عندہ۔ سپس ہر چہ کہ از ذخیرہ مسیح و نقل پیش آید موافق دے شرح و تفسیر باید کرد، زیرا کہ از مذہب و مانیست دین است۔ یعنی از اہل امور کہ بہ

کہ آغاز ہی آدم است، پر خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ۔ کہ بر خاتم دنیا ہنند
 تمام فرمودہ و احادیث الہی و ختم نبوت نموده، و مقصود این ختم، چنانکہ
 ابن کثیر باین معنی رسیده، ہمیں است کہ من بعد کے محمد و زندگی و دجال
 و کتاب در میان محمد و ایزاز ختم چیز سے نہ پر آرد، و تا آن کہ امت
 بری حقیقہ مانہ مشمول رحمت باشد، و چون انحراف کند موجب تفریق و تزیق
 گردد، و ہیج ذوق در تشریع و غیر تشریع نیست، زیرا کہ چوں اضافہ ایمان است
 مکن بودے در اعمال چو دشوار است، پس اگر دگر پیغمبران آیند و کفر
 حکمران کنند، ایں اختلاف اختلاف رحمت نیست، بلکہ اندر ان استیصال
 بیضہ امت موحود و ابطال خیر و برکت و اہل شان، و اہدام اصحاب و تلاح و
 نہاج ایان، و تخریب کفر یک دگر، و متباب اتفاق و ایلاف است
 و محاذ و مناقضہ مقصود الہی است، کہ بعد از ہی کلام و تجالس در میان
 محمد ۔

ارواح وقد ختمت حل قوی

بہتک ان یحیٰ بہ سوالک

و ہمیں بسبب احادیث ختم فرمودہ کہ حق دجل و زندہ قلع کند، و امت
 تزیق و تعلیق ایان کند، و در ہرچ درج و حرب و ضرب و شک و شک
 و اتفاق و اتفاق نیست، و موجب نادانی اورض و غنہ طول و عرض گردد۔
 ۱۵۱۔ پس ایں کتب باہرہ را با دوسوہ ایں شتی کہ نبوت نبی ساز
 باید بود بسج، و انصاف وہ کہ حقیقت رحمت بحق امت موحود ایں احادیث

بود، که از احوال و عبادت آن را نفیید، که تکفیر مکران با وجود ایمانی کامل بر خاتم الانبیاء
 اعدام رحمت بحق اوشان می کند، پس بعد از آن اشتیاق که اوشان را انبیاء
 آفرید، و بعد از ما میر را بنی که چه موازذ است؛ رحمتی که بحق اُمت تران
 گفت این است که بیک دین و ایمان، و یک کتاب و نبی، و هدایت
 مشدده و قلب واحد، و یک سبیل المومنین، و یک راه روزه که باقیین
 مقدر نبوده. این کثیر همین معنی را فهمیده می گوید و خدا من شرف
 صَلَّی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّہٗ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّہٗ مَبْرُورُ
 الْمَخْلُوقِ حُكَاةٌ - و نعم نبوت را بر فائز گرامی شرف قرار داده
 و گذشت که این بدی است، و تشکیک این مذبذبان تشکیک بر بدی است
 است، و بجز این از الهی تشکیک بدایت کرده اِنَّ اللہَ بَدَأَ هٰذَا
 الْاَمْرَ نُبْرًا وَ رَحْمَةً وَ حُكَاةً یَّخُوْفُہٗ وَ رُحْمَةً
 و فی الحقیقت در رحمت خیر عام مقصودی باشد که در جنب دس تشکیک
 چند کس محدود و زسنے نذارد، و چون نمی بر موازذ رحمت رسیدن می نکر
 را باید بنجید.

۱۵۳ ————— بانی مانند محلا نزول میس، پس از ایمانی است سابقه است
 نامرے مزید. و مقصود بالذات هدایت عاقل و تربیت کا و است
 و بیشتر ارسال رُسل مقصود بالعرض و معلوم است که برکت تجاوزت جنب
 و تعارض مصالح رعایت افلا رفیق و خیر نیستی از میان امور می کنند
 (وَاللّٰهُ الْمَوْلٰیقُ)

۱۵۵ — سپس معلوم باد که این نبوت بن غیر تشریع، که عبارت از فیوض و کمالات و ولایت و بشارات است، نزو شیخ از اجزاء نبوت است، نه از اقسام نبوت — و همچنین نبوت تشویع از اجزاء است که کل تا آنکه هر جزء متحقق نباشد صادق نیست مانند تقسیم کلی که اقسام صادق باشد که این طمأنینه فیه اند، و شیخ تصریحات باین معنی فرموده: فی الجمله نزو او شان جزء باقی است، که صادق کل نباشد، نه کدام جزئی، و یا کدام قسم نبوت.

۱۵۶ — در سه دیگر از آیات که در این حدیث این است تا آخر فرموده:
 اَتَدْعُوهُمْ خَيْرًا مِّنْ اُخْرَجْتُمُ النَّاسُ اِلَيْهِ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا
 كَذْرًا مِّنْهُ وَطَعْنًا لِّتُكْفَرُواْ عَنْهُ ؕ عَلَی النَّاسِ وَ يَكُوْنُ الرَّسُوْلُ
 مَعَكُمْ شَهِيدًا كَيْفَ اِذَا جِئْتُمْ مِنْ حَقِّ اَمْرِ شَهِيدٌ وَ جِئْتُمْ
 عَلٰی هٰذَا شَهِيدًا

۱۵۷ — در سه دیگر در نحو آیات و مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ
 اَوْيٰٓةٍ مَّا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلٰی هٰذَا وَمَا
 اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ الْمُرْسَلِيْنَ اِلٰی هٰذَا وَاَمَّا طَرَفٌ مِّنْكَ اَتَقْبَلُوْا
 مَا اَنْزَلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَاَلَا تَتَّقُوْنَ اَمْ اَنْزَلْنٰهُ
 ۱۵۸ — و معلوم است که اگر می بعد کدام قسم نبوت مقدر بر سه

که آل عمران: ۵۱ که البقرة: ۱۳۶ که النساء: ۴۱

که الانبیاء: ۲۵۰ که الحج: ۵۲ که الفرقان: ۲۰ و المائدة: ۱۰۵

و با بھار او شان تکفیر دفتے ہر آئینہ وحیت بودے کہ من بعد انبیا۔
 خواهند آمد مبادا کہ آن وقت ہلک شویہ اند و ذکر سابقین ذکر لاحقین اہم
 ہر کہ بر سابقین ایمان اجمالی کافی است ہرچہ کہ تعداد باشد، بر خلاف سابقین
 کہ باو شان معارف ایمانی در پیش است، و ازیں ہم چہ کم کہ قید من قبل را فرو
 گذاشتہ ہے، کہ بے موقع و موجب مخاطبہ است، و مدد باین نوع آیت
 بسیار از بسیار است، اجمالا از مفتاح کنز الہرآن باید دید کہ یکے ازیں
 آیت ۱۰ در مقابلہ ایہام غلو کث مع الذین انعم اللہ علیہم لا یؤید
 کہ تراشیدہ اند، کافی است، و مدد زائد بر اسے الی حق و الی ایمان
 حاصل ماند، واللہ المستعان۔

۱۵۹ — پس ای قدر آیات ینصت کہ جنی بر خاتم النبیین ازیں مرام
 بستند، کہ تا غرض مدد آشنائیک صدہ سانیدہ اند، نازل کردن، و اہلئے
 و انسانی بسوئے ما بعد مکرمی از سطح فکر الہی نہر می مد، کہ من بعد نبوت
 بھی قسم باقی نیست در نبوت و وحی متفق بآن من بعد در قرآن گم و ناپید
 است، و مدد ای طریق ہدایت و ارشاد جہاد نیست۔

و لہ ارفی میوب الناس طراً
 کفمن القادرین علی التامہ

۱۶۰ — و پنہیں در ذخیرہ احادیث، کہ زائد از دو صد و زعم نبوت
 آمدہ اند، و علی رؤس المناثر و المناہر و علی اعلین الناس در رؤس

الشهاد شترانیده شده . ایاستے واثارستے نہ . و بعض آنها در
انقطاع نبوت علی الاطلاق ، و بعض در انقطاع خصوص غیر تشریف ، مانند
حدیث بخاری و مسلم و احمد و غیر ہم ، از ابی ہریرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال حکانت بنوا اسرائیل تسوسہم الا نبیاء
کلما خلک نبی خلفہ بنی ، و انہ لا نبی بعدی ، و سیکون خلفاً
فیکثرون ، قالوا انما نأمرنا ، قال فوا ببعہ الاول فما الاول ،
اعطوہم حقہم ، فان اللہ سائلہم عما استرعاہم

و این انبیاء کہ یاسست بنی اسرائیل کی کردند بر شریعت توراتہ بردند
تشریحی دگذاشتند ، و درین حدیث بعد تصریح انقطاع نبوت آن امر
ماہم ذکر فرمود کہ بدل نبوت باقی ماند ، و آن خلعت است ، ذکرام سے از
نبوت .

۱۱۱۔۔۔ دگذاشت کہ نبوت استخف است ، و لهذا در نسخہ نبودہ
ذہانتہ تکمیل ذوات انبیاء ، کہ آن جزا است مندرج تحت نبوت و
ماری و متعدی . پس کمالات کہ بطور تمہید متعدی نہادہ اند ، اکنون ہم
متعدی اند ، و سابقہ نیز . بہ خلاف استخف و اختصاصات و تشریف کہ
مستقر بہ موجدیت ہستند ، و نفی این حقیقت احتیاج اکیباب بالذات و
بالطرح است ، کہ از سر مخالف دین ماری است .

۱۱۲۔۔۔ پس انمارہ نبیات ، مانند اینکه در میان مسیح ابن مریم و ابی
دین بیگانگی و اجنبیت نہادہ ، و تفریق مسیح نامری و مسیح محمدی پیدا کردن ،

دایکے طولِ حیاتِ دے ورنج دے موجب فضیلت دے بر خاتم الانبیاء
 است، وغیرہ تا ایں را قبول کند، بعد از تعلیم شیطان است، کہ در سبب
 فسادِ دل مرتجع نشسته بقاری کند، و ایشان بہ ہر شہادت الجہاں را
 ایمان جدا آند، و نہ ہی امید موجب فضیلت اند، و نہ با خدا منازعت
 در اختیار نہ

تبارک من اجری الامر بحکمة کما شاء لا یدری الاہل ولا العباد
 فمالک شئی خیر مما لہ شادف کان شئت جلب فساد ان شئت کف
 ۱۳۳ — پس باید فہمید کہ آخرت و غایت کے اگرچہ ہر دو تواند بود،

مانند آنکہ مردم در قصرے پس و پیش جمع شوند، پس آنکہ در آخر ہمد رسید
 باعتبار آمدن از ہر آئندگان آخر است اگرچہ باعتبار آمدن اول مانڈ چنان
 کہ در سخن الآخر و النہی السابق اشارت رفت، و آن ہر کہ بر مفسون
 زند ہم چینی است کہ در وضع مؤخر است، و در فرج مقدم و بسوئے ہیں
 حضرت علیؑ در حدیث مسند طحاوی بھی خاتم الانبیاء اشارت فرمودہ اند، کہ
 باب شفاعت را از ایشان فرج کند۔

۱۳۴ — و از حدیث شفاعت و احادیث انبیاء بر خاتم الانبیاء معلوم شد کہ
 حق کمال باعتبار نماں ہم مؤخر ہونے سے است در نسبت الیہ بر حق ہونے
 دے و ہمیں ہر مرعی است در خاتم الانبیاء کہ در حجب و اقصاء شدہ شدہ و نہ
 بر ذات گرامی اوشان پدید آمد، و ختم نماں صورت و پیرایہ ادا کنندہ و حقیقت

در گذشت، که آن مفتی بودی در کمال است، و همچنین در صلواتیله الاسراء و امامت حضرت ایشان۔

۱۶۵۔ پس بہت نہ صیغہ تولید است، چنان کہ این طبعی سراید بکہ استخلاف و دایب حمد از دست العزت است، و در حقیر غفلت و اغتر بیعت اقام مقصد است بر خاتم الخلفاء، و در تولید استخلاف مطلق می دانہ کہ منصب اعظم بود و اختصاص انجم۔ و در استخلاف احضار اہل حل و عقد سابق باشد، کہ تولید باعتبار تکرار باشد، و حق استخلاف آنکہ می گویند استخلفنا علیہ، و ہمیں امر در کبریا وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِنْكَ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَ اَوْفَا ظَاهِر شد، کہ بر حسب تحویل سلسلہ بنی اسرائیل بسوئے بنی النہیل بکار آمد۔

۱۶۶۔ و آن مضمونی از بیرون آمد و از میان ایشان، و ہمیں اسوددن تاراج، بای مقرر بخ شیخ کا مخرج یا قم لا الراج الا تشا من۔ اے نبی من قد ربك من اخيك كذاك يقيم لك الهك اليه تسعون۔ و اسکندران، کہ از اخبار یہود پس مشرت باسلام شد، «بشارت و نقد حقیشان آمدہ کہ تعزیر السعیل علی السلام است۔ و اگرچہ یسعی ہم سے فرمایند مَصْدُقًا يَأْتِيَنَّ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ مَا لِي لِيکن در ما نحن فيه ہر نتیجہ را یک طرف نہادہ آن رسول آئندہ را می آرد و مصدق ہر ما معہدی دارند، نہ کہ نام کتاب مخصر۔ و این بہ تمام انبیاء

صادق است چنانکه در جرد و کتابت قرآن عِنْدَ اللَّهِ مَوْجُودٌ
 لَنَا مَعَهُ ثُمَّ دَلَّ مَا جَاءَهُ هُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا
 مَعَهُمْ وَهَذَا مِمَّا أُذِخِرَ اسْتِمْشَاقُ بَدَنِهِ بِمَنْبِتِ قَبَائِلِهِ نَزَلَ كُلُّ
 قَبِيلَةٍ بِأَمْرِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ كَمَا كَانَتْ كِتَابِ اسْتِمْشَاقِ
 بِأَمْرِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهَذَا الْحَقُّ مُصَدِّقًا
 لِّمَا مَعَهُمْ ثُمَّ دَلَّ مَا جَاءَهُ أَمْرًا بِأَمْرٍ نَزَلَ
 مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ثُمَّ دَلَّ مَا جَاءَهُ أَمْرًا بِأَمْرٍ نَزَلَ
 مِّنَ الْكِتَابِ ثُمَّ بَارَأَهُ عَمَّا دُونَ حَقِّ عِلْمِهِ أَمْرًا بِأَمْرٍ نَزَلَ
 مِّنَ السَّمَوَاتِ ثُمَّ مِّنَ الْكِتَابِ . پس در عزرائل مباح و نوحا بین یذیه
 مِّنَ الْكِتَابِ هم فرق است کمر می خورد.

۱۹۶ — درگاه در شان ذکر، که اجتماع در قمر است، کسی که نشیند
 بیرون آمد و بازگشت، پس اگر باعتبار حرکات ایاب می شمریم، اگریم که آخری
 ایاب این کس است، و چون این ایاب در مقاصد معتد به نیست در احتفال
 محاسن، هم ایاب اول را می شمارند، گویند که آخر آنگاه غلبه است دانی
 و چون گویند فلان خاتم النبیین است پس این باعتبار پیدایش و هدیست
 اشخاص است، که چنانکه در بعضی ذکر کرده شد، و شکیک درین امر

لَهُ ابْتِقَاءُ ۱۹۷ لَهُ ابْتِقَاءُ ۱۹۸ لَهُ ابْتِقَاءُ ۱۹۹ لَهُ ابْتِقَاءُ ۲۰۰

لَهُ ابْتِقَاءُ ۲۰۱ لَهُ ابْتِقَاءُ ۲۰۲ لَهُ ابْتِقَاءُ ۲۰۳ لَهُ ابْتِقَاءُ ۲۰۴

تشکیک در بیبیت است، کہ قابل انتفات نیست، و چون سخن بر اشخاص
رسید و تقدّم او شان بتایید و حمود و اشکال است، نہ بقبار سے ذہنی و منوی
از استقلال و اشباع کدہ تمایز وجه لغو است، لا تخم آمد ہی شخصے زنی فی آیت
خاتم النبیین است، کہ شخصے دیگر است، و کالبد و چہرہ دیگر دارد، و بہین اعتبار
آیت ختم آمد، و تخریج ای مراد زندہ و الحاد است، اہتہ اعادہ کے از سابقہ
کہ حضرت مسیح ہی برہم اند، اعادہ است، کہ ہمیں شخص است کہ ہوا، و اعادہ
و سے طوطی ایں است کہ کے دیگر بعد خاتم در سلسلہ نماند، حاجت بکار
اناد، و نہ غایت ختم متحقق قندہ سابقہ است، چنانکہ لفظ آخر الہاجری و آخر
اعادہ و مسکوم قندہ سابقہ نیست.

۱۶۵ — پس تشکیک در بیبیت تشکیک در امور ہر بیبیت است، کہ انما
ارہاد ویر جیم ہریش البہا و سبہ ایان و شہد می زند، قال فی الکھاتہ
فوجب حمل النفی علی انشاء النبوة لكل احد من الناس لا علی جزء
نہی کہ ہی قبل ذلک شاع اللہ یخص بر حتمہ من یشاء.

۱۶۶ — بعد از بی معلوم یاد کہ علماء کلام را در تفسیر فضیلت بحث است،
اکثر سے بعضی کثرت ثواب گرفتہ اند، و شاید ای حتم چیز سے اگر فہیدہ، کہ ہوا
از دای طہرات را با مختصک در یک منزل از جنت نقل کردہ تفسیر سے برو کردہ
کہ جمہور علماء تسلیم کنند. اشتہار کہ در منزل ہر چیز سے است، و اشتہار کہ در
منزلہ مکانت چیز سے دیگر، و چون ای حقیقت فی نفسہا موجودہ و مقصودہ است
الغایہ سے و اخلا و فقر سے از زوجیت خود بر آید و تحریم است، و ہمیں
لہ اصحاب فی معرفۃ الصحابہ: ج ۱ ص ۲۵۴ ترجمہ حضرت علیہ السلام

صَوَاطِئِ الَّذِينَ أَلْفَعَتْ عَلَيْهِمْ حَقِيقَتِهِ بَرَاهِنًا اسْتَكْمَلَتْ نُبُوتَ دَا
نَوَاجِدِ، وَاغْرَاجِ دَسِّ اَزْ مَوْضُوعِ خُودِ اَعْدَامِ حَقِيقَتِهِ مَوْجُودِ، وَثَابِتِ اسْتِ، كَرَبِ
دَلِيلِ نَسَبِ اَلْحَادِ اسْتِ، وَبِهِنِي رَجْعِ وَتَزْوِيلِ كَرَبَطِاقِ مَكْشُوفِ اَلْمَرَادِ اَنْدِ، اَنْهَ اَوْ كُنْهَ
اَزْ مَوْضُوعِ وَنُوحِيَّتِ خُودِ اَكْمَالِ اسْتِ۔

۱۱۔ اَگرِ سُلْطَنِ رَا دِ مَوْكُنْهَ خُدْمِ وَخُشْمِ دَرْ مَنَزَلِ وَ مَلْکَنِ مِہْرَاہِ خَوَاہَنْدِ مَانْدِ
نَدَرِ عِزَّتِ وَ دِجَاہِیَّتِ وَ مَنَزَلِ وَ مَلْکَانِیَّتِ۔ پَسْ اَشْرَکِ دَرْ مَنَزَلِ وَ ضِیَافَتِ ہِم
حَقِیْقَتِ اسْتِ کُہْ سَارِی وَ مُتَعَدِّی اسْتِ، دِ دِجَاہِیَّتِ وَ مَنَزَلِ۔ وَ مِہْمِیَّتِ رَا مَرَاتِبِ
تَمَرُّ مَرِیْدِ اَشْدَنْدِ، دَرْ کَرِیْمِ قَاوَلِ اَنْتَ خَیْ اَلَّذِیْنَ اَلْفَعَتْ اَللّٰہُ عَلَیْہِمُ
اَیَّاتِ۔ ہِیْ مِہْمِیَّتِ مُتَعَدِّی اَرَادِہِ کُہْہِ اَنْدِ، وَلَکِنْ ہِمِ مَرَاتِبِ کَثِیْرَہِ دَاشْتِہِ اَشْدَنْدِ
وَ جَاہِیَّتِ مُتَعَدِّی۔ دِ کُہْہِ رَا ہِ کُہْہِ دَاشْتَنِ دَرْ مَعْلُومَاتِ دَسِّ خُرُوجِ عَرْضِی عَرِیضِ
دَارِہِ، دِ اِیْنِ مِہْمِیَّتِ بَا اَخْتِصَاصِ مَرَاتِبِ خَاصِ ہِمِ جَمْعِ قُرْآنِ شُدِ، پَسْ چُنَاکَرِ اَتِیَا زِ
سُلْطَنِ دَرْ ثَنَائِی نَذِکِہِ بَا دِجَاہِیَّتِ خُدْمِ وَ خُشْمِ مَحْفُوظِ اسْتِ، وَ بَہِنِیْنَ عَالِیِ فِیْرُغِی نُبُوتِ
کُہْ مُتَعَدِّی ہِیْتَنْدِ، وَ اَصْلِ نُبُوتِ کُہْ مُتَعَدِّی نِہِیْسْتِ، بَا اِیْرِ غَمِیْدِ۔ تَرْجِیْمِ نُبُوتِ دَرْ مَابَقِیَّہِ
ہِمِ ہِیْرِہِ، بَلْکِ اَزْ جَانِبِ حَضَرِی عَنِ بَشَرِیَّتِ مُتَعَدِّی بَا مُتَقَسِّمِہِ اَزْ مَانِ، دِ وَاِیْ مُتَقَسِّمِہِ
اَزْ مَانِ، دِ وَاِیْ بَحْسِ تَقْسِیْمِ دِلْکَاہِیَّتِ وَ اَحْمَلِ ہِیْرِہِ۔ وَ ہِجِہِ خَاتَمِ اَلْاَنْبِیَا اِیْنِ اَمْرِ مُتَعَدِّی ہِیْرِہِ،
وَ ہِیْرِہِ کَاہِیَّتِ دِ مَعْلَامِ اَخْلَاقِ وَ مَحَاسِنِ اَخْصَالِ ہِیْرِہِ کَاہِیَّتِ گَامِی جَمْعِ کُہْہِ اَتَامِ کَاہِیَّتِ کُہْہِ،
پَسْ اُنْ چِیزِہِ کُہْہِ دَرْ چِشْمِیْنِ مُتَعَدِّی ہِیْرِہِ، اَلْکُنْ ہِمِ مُتَعَدِّی اسْتِ۔ وَ نُبُوتِہِ
اُنْ دِلْکَاہِیَّتِ مُتَعَدِّی ہِیْرِہِ دِ اِیْنِ وَ قَہِہِ۔

سولات تفتیش مذہب دین ایشاں و زمین مکاند دعوت عقائد ملت ایں بد کیشاں

—۱۶۲

① دین شاپیت ؛ ② طریقہ وصل آن بسوئے شاپ ؛ کو اتر دیا کلام
دگر تری ؛ ③ قرینہ ایمان و کفر پیست ؛ ④ وہضات آن بطور معیار ؛
⑤ زیادتی دسی کا ایاتی بقصد بست جو چکھارہ ؛ ⑥ باوجہ تصدیق دسے قید
ماچہ احسان برقرآن وچہ اختصاص بآن ؛ ⑦ دباوجہ محمدی بودن بزرگداشت
غیرہ بودن چکھارہ ؛ ⑧ دہوذرارہ عاصیہ تریاق القلوب بجمہ تفسیر کردہ ،
فرق در دسے در تناہخ اندر پیست ؛ بعض یعنی او تکر در عشرہ کلام ۴۱
و کاوی ۴۲ نیز گفتہ انت منی منزلات بودی در عشرہ ص ۴۸

—۱۶۳ ① حکم کو اتر و حکم آن نزد شاپیت ؛ ② دواتر قرآن چکھارہ
③ وقلیت مراد را نزد شاپ ضابطہ ؛ ④ وکلام شے از دین محمدی ویا

کے سواہ مرزا کا کہ فی الحقیقۃ السود علیہ السلام کا تھا " نیز پھر صوفیہ کا پنج کا نام دیا اور
حیدر علی صلیک و القرب اذان و ضرورت امام صلیک " ہم یہ کہ کئی خدا کے کلام سے ملتے
و خدا کے تعظیم کے موافق ہذا پختہ اعتقاد ہے کہ یہ انسانوں کا اختراع نہیں۔ ہم خدا سے شکر کہ وہ
کو خدا کا کلام جانتے ہیں۔ پیغمبر صلیک تعظیم خود کو دینی صلیک " قریب ہر کہ دسے از کلام دینا

ص ۵۰ دتا دین مرزا ص ۵۰

از انصافِ ظلم میں جیت اُٹرتا ہوں یا نہ ؟

۱۴۳۔۔۔ (۳۰) مرزا دروغ ہم ہی گفت یا نہ ؟ و اقرار مرقی بدن ہم کردہ است
یا نہ ؟ (۳۱) و کلامِ نفس ہم کی کردیا نہ ؟ (۳۲) و قرآن حفظ داشت یا نہ ؟
(۳۳) و حج ہم کردیا نہ ؟ (۳۴) و الہام و اللہ یصلک من الناس ہم
شائع کردہ یا نہ ؟

۱۴۵۔۔۔ (۳۵) و الہام انی مع الرسول احیب اخطی و اصیب
تاویل کن از اشد العذاب کہ حق دے ہے است ، و اصل ماخذ آن از قبیل
باب سادس اخبار الحق۔ (۳۶) و الہام ثبوت خدا شائع کردہ است یا نہ ؟
مع اعداد آنکہ و عادی دے ہر حقیقت است شاعری نیست۔

۱۴۶۔۔۔ (۳۷) و عینی ثبوت کہہ است یا نہ ؟ (۳۸) و ہمیں دعوای
شریعت ؟ (۳۹) و تکفیر امت حاضرہ کردہ است یا نہ ؟ (۴۰) و ہم چہیں
قرین انبیاء۔ (۴۱) و شفاء خیر خود تشفی صد پر بیانی بطور قرین تحقیقی و
تقریبی کہ بر زبانِ نگرانِ نفث صد خود کند۔

اخبار بد مذکورہ ۹ مئی ۱۹۰۷ء از کادیانی نقل کہہ (فرمایا ایک دفعہ
حضرت مسیح زمین پر آئے تھے تو اس کا تہجد یہ جانا کہ کئی کر در دنیا میں شرک
ہو گئے دوبارہ اگر وہ کیا بتائیں گے کہ لوگ ان کے آنے کے خواہش مند ہیں)

۱۴۷۔۔۔

۱۔۔۔ (۴۲) و کوئی انسان نہ ہے جہاں ہم تو اس کے لیے اس سے ہمارے نہیں کہیں دعوای
میں طرح میں سے جیسا کہ اس نے آنحضرت کی ثبت کو (۲) مہاتما مرزا صفر ۱۱۔۔۔

مروری شمار اللہ صاحب، وجہ اپنی تفسیر متعلقہ پیر صاحب گزرا، دراصل
محمول راہر مخالفی خود معجزات غریبش گفت، و مانند تخریر لزلہ و طاعون
بکن مسیح اخبار لغو گفت، و بکن خود مہرود، و در تو احادیث کن وقت کلام
تحریف حاضر نشد، و چون ترجمہ صحیح گردید استہلال بہان احادیث، و
قائد ہا برائے تو دگران تراشیدی و تخصیص خود از آنها، و نقیض و ضد
آنها، و استثناء شخص خود برائے نفس خود، چنانکہ در آخر حقیقتہ الوری
عکس برقراری عقل و نقل و آدمیت و اخلاق برائے دگران مستند، و سبب اعتبار
سلطانی دارد، و مانع و علم است۔ و برائے دگران فلسفہ و تعلیل، و برائے
خود اختصاص و اصطفاء، و چون فتح باب تسلیم سے کہانہ ہزار ٹیل مسجبات
ہو، و چون کلام سے کار رسید یک شخص مخصوص ویسے برآمد، و ہنگام یک گروہ
از انہاں سربر آورد۔

۱۰۔ — در مناقب شہنشاہی و شاہی با آنکہ مناقب فاضل است، نیز
کہ اگر بعد شہنشاہ است پس از ان سبب است کہ خود موجود نماند، و کار
ہاری داشتہ است، نہ ختم کردن، و اگر در حمد شہنشاہ است پس اگر
استعداد در احوال است بسبب دست نارسا است۔ و اگر کے تعظیم سلطنت
گوید تا ہم از دست نارسا، و مع لطافت قیاس سے دلکب با مانع نہ گاہے
لمہ ہم می گفت (اگر آپ کے بعد بھی اُمت کے فیوض اور صلہ پر نبی کا
لفظ بولا جائے گا۔ جیس کہ موٹی کے بعد کے لوگوں پر بولا جاتا رہا تو اس میں
آپ کی ختم نبوت کی چک تھی) اخبار اکمل کا مئی ۱۱، اپریل ۱۹۳۱ء ص ۱۰۱

از رخ مبین مفتوح عبادت صاحب لوحی است حج نقول و گریه دینی صغی -
 سپس تقیض الی ایجاد کرد ، معذرت درت دوره اقامت عمری تا حال
 جز نفس کا خود را در منصب نبوت جانده -

۱۸۱ — و واضح و متین است که در سلسله شهنشاهی و شاهی هم شهنشاه
 امتیازات و خصائص و اختصاصات یار گاه خود به گریه تجویز کند ، بلکه
 در محاکات و سبزه مزاد - و در اینجا نفس نبوت از اختصاصات است پس
 کلام درمی است ، و در عدم تحقیر آن اختصاصات و لزوم آنها چه در محل است
 زیرا که با بعضی اختصاصات و امتیازات موجود هستند ، و اگر آنها متعین شوند
 را متعین نشوند و لیکن احتیاج کرده باشند ، باز کلام تصدیق آنها آید ، و علم جود
 پس آن اختصاصات همان محله و شرفا مود هستند ، چنانکه در مقدمه زوال الحاق
 سطره از آنها نگاشته ، و اضافت رسول الله و نبی الله مانند اضافت صلی الله
 است ، پس آنها را از خصوص و سبب جسته باشد یا از احوال و آرام و از
 جانب خود هم با غیب درمی با عین قاطبی اتحاد است و یا افاده ملک و
 صاحب اختیار -

۱۸۲ — عبارت حق تعالی در آخر مضرعات در ذیل قوله عاشرا بیتم
 لکن جدیدا نبیا . که مراد انقطاع نبوت تشریح است - معلوم یا که صوفی
 نبوت را تشریح نموده اند ، گویند از نبوت تشریح نبوت شرح و نبوت
 غیر تشریح نبوت غیر شرعی است و ای اقرب بوسه فهم حرام است .
 و حافظ این تیرت نبی و صفت ذنب اصل مانند تقیید مطلق ، و تقیید

۱. آخر ج ۱۰ ص ۱۰۰ ... حدیث ابی جاسر

عام، و برین محل، و تشریح جزئی و کلیه انبیاء سابقین قرار داده، اگر علی قدری از بی اصطلاح تفریح خود گرفته باشد امری است که خلاف اصطلاح مشهور است که نبوت غیر تشریف یعنی انشاء و بناء احکام نیست بل تعریف محار و اسرار و اطلاع بر آن دادن.

۱۴۴..... و همین است محط قول شیخ حجتی مداحش الانبیاء و اوتینا لاسر و اوتینا القرب یعنی اسم بدین کلامی و مصعب خاص باشد، و مسلخ از تفسیر بر خلاف لقب که علم عارض و طاری بلحاظ کلام و صفت بود، گویا علاوه از کلامی اطلاق و تفسیر آن القاب زانی هم می شدند، چنانکه القاب خلفاء عباسیه بعد از حران که کسی امیر المومنین گفت، پس انبیاء ما هم لازم و واهی داده شدند، و مطلق. و اولیاء عارضی و مقید و مکسوب، که زانی هم توان شد. و اوتینا مالمه تو ترا. ای بقیه که از منصب انبیاء فرو برده نه ارفع، و یا محض مختار و همچنین قول ایشان نحننا بهو المریقت علی ساحله الانبیاء.

۱۴۵..... صرفیه نبوت یعنی انشاء را قسم نماده شعبه انشاء ولایت نیز تحت دسے درج کرده اند، و بیس دسے شاید مانند حدیث لعلی من النبوة الا البشارات لا بر تقدیر استثناء غیر متعلق، و مانند جزو من متنه و اربعین جزو من النبوة که و چنانکه در یوم نحشور لتسین الی الزلزلن و فدا که تفریح کرده اند که مراد بارگاه رحانیت است. که
 لے مشکوٰۃ ص ۳۹۲ لے مشکوٰۃ مشکوٰۃ لے مشکوٰۃ ص ۳۵۰

که تفریح نبوت یعنی تفریح در خصوص از وصل حق بآب انوار و السبعین
 السؤال مع عشره فمده و نیز تحت عزیزی را از خصوص باید دیدند

مانند انقطاع اجتماع. فی الجمله ادبجائے استثناء اشخاص باحوال هم عنوان
 ندارد، تا محض استثناء غیر موقوف نباشد، و آن عنوان در نیت دس
 در شخص مختص است مگر محقق، و دو مفروض. و باز با هم در دو اجتماع
 متعارف، سپس ثبوت تشریح رازیر عنوان انقطاع ندارد، و نسبت غیر تشریح
 رازیر عنوان فرض کشید، تا تصویر استلزام کرده باشد. گویا در انقطاع
 «در مرتبه پیدا کرده» و نهایت گفت که در امکان عقلی مراتب ندارد ازیه اگر لفظ
 ضبط نیست، و موهم است، بلکه برعکس انقطاع اطلاق کرده، و بر عکس
 فرض. زیرا که ای فرض نزد دس هدایت کرده شده است، پس
 دس خواسته که در مرتبه انقطاع رازیر یک عنوان فراگیرد، و چنانکه ضبط
 دهمی بودن ثبوت و مصاحب ریاضت و کسب بودن غیر است. و
 فی الواقع دهمی است، و لیکن سبب استحقاق نیست، و در اراده جانی
 هم چنین ضبط مراتب امکان عقلی غیر است. و اگر بر اصطلاح جبریه رفته
 باشد ممکن است، چنانکه در مقاله از احتمالات تحقیق روشن مراد شده، و
 اکثری ای عنوان از ایشان مرزده تا اطلاع ظاهر رسیده، و چون ای هدایت
 فی الواقع ثابت نیست. صواب آنکه تفسیر انقطاع ثبوت علی الاطلاق کرده
 شود، که من بعد احداث نشود.

۱۵۱ — و معلوم باد که در بخار و مضمون هستند، مگر آن که ای غمسه
 منقطع شد، و دم آنکه نجی خاتم اشخاص انبیاء هستند، ای سر و مضمون
 در نصوص وارد شده، انقطاع غمسه در نحو حدیث عائشه رضی الله تعالی عنہا

ذَهَبَ النَّبُوءَةُ وَبَقِيَتِ الْبَشَرَاتُ وَرَجَاعُ تَرْذِي وَغَيْرِهِ ، دایں منافی
آمدی کے برعکس نبوت است ، خواہ از سابقین باشد و یا لاحقین
و حضرت عیسیٰ بروقت نزول اختیارات نبوت ندارد . و اما ختم اشخاص
پس منافی آمدی کلام سابق نیست و ایں مقابور از خاتم النبیین است ، و
برہن است قل عائشہ صدیقہ قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لک نبی
بعدہ یعنی تا کلام محمد بر نبی نزول عیسیٰ علیہ السلام استدلال نکند .

۱۹۲ — آمدی حضرت عیسیٰ و تجدید نبوت است ، چنان ذات است
کہ ہر ، وہاں صفت کداشت ، البتہ حرکت مہبط و نزول فرستادنند
تر و دہی در اشغال و آورد رفت در عرض عمر خود ، آمدی و سے علامتہایی
است کہ سلسلہ انبیاء ختم شدہ است ، بوقت قتل و قتال کہ منصب مسیح
گرفتہ بود مسیح ہدئی را آوردند کہ تکرار و اعادہ شے بعینہ است ، نہ ابتداء
ایں محمد از نزول عیسیٰ از قسم افعال و خروج یا جرج و ماجرج از منتخب
کنز العمال ص ۵۶ لفظ ادرت ابن مریسواء در کلام کتاب از حاشیہ نقل
کرده ، و بردہ یا فرو آورده ، و حدیث از فراس بن سحان است کہ سلم
بر آوردہ گد در سے هیچ مغایرہ نیست ، و سرود قصہ تمام بعینہ اعتبار
منافی دویا است ، بلکہ اخذ بالقیاس است .

۱۹۳ — نیز قول لا علی قدی فلا ینقض قولہ خاتم النبیین
اذا المعنی انہ لا یأتی بعدہ نمی یسخ مکتہ و لیریکن من اعتقہ اغلب

آنکہ قرآن سے اذ المعنیٰ اور معنی حدیث ہی گریہ ، نہ معنی آیت ۔ زیر اگر کلام وہاں قبل در حدیث کردہ ، دای معنی از معنی بر آوردہ ، آیت برہاں معنی است کہ اُقت نہیہ ، البتہ معنی حدیث خفی بود کہ ذکر کردہ آیت کریمہ بسوئے فرض وغیرہ ایاء مکررہ ، البتہ حدیث از یہی فرض آگاہانیدہا پس محتاج یہاں معنی اذوقہ ہمکن است ، یا مراد مقام ۔ دای حضان ہم تاخر بسوئے جیسی علیہ السلام است نہام ۔ واللہ اعلم وعلیہ احکم

۱۹۴ — (۳۹) و چون بر دوز کر کشی او تار بود ، و دید کلام حق دانست
ہند و گفتش سزا است یا نہ ؟ و چرا محمدی بایہ گفتی چند ؟ و بحسب
الہام سے چرا اور بے فکر رہ گئی ہو گئی ، و ہمیں ادکار ، کار و مصلحت
حقیقۃ الہی سے ۸۵

۱۹۵ — (۴۰) و اگر ہنواہ کہ در قرآن تکفیر طائفہ کنند ، و اوشان
با جود اقبل تلیل بود تکفیر لی ہر جامعہ ، آیا اوشان ہر دیک قوم ہستند ؟
(بقول مولانا شاعر اللہ صاحب امر تری تعداد ایشان از اخبار ایشان ہر دو
طائفہ ۵۵ ہزار است)

۱۹۶ — (۴۱) آیا نبی در نماز اعتدال بہت دوی مشرک ہم تواند بود ؟
و اگر در فہم معنی دوی خود ، و قوت موت در مفاصل ماندہ در ادعای دوی چگونہ
یقین اصابت است ؟

۱۹۷ — (۴۲) دت ادعای بہت مرزا خود سے چہ گفتہ ، و آنکہ بہت
و سے الہام فرزد دل آوردہ یعنی تا خلف سے چہ گریہ ؟

۱۹۸۔ (۳۴) معیار نبوت مرزا اوچ نہادہ، واذاب دسے چے ؟
 دیا ہیں کہ مشارکت انبیاء در ایرادات کافی است، یعنی دلیل نبوت
 دسے ہیں است کہ ایراد است کہ ہر دسے وارد اند ہر گران نیز وارد اند۔
 ۱۹۹۔ (۳۵) ۱۹۹ و ہائی کہ در دعوائے محدودیت و نبوت ہ مرزا شریک
 و در اکثر تعلیم شریک اند، بلکہ تعلیم مرزا مروج اذو شان است، چہ وجہ است
 کہ شہ تصدیق اذو شان نمی کنند ؟ یا آنکہ تعلیمات اوشان و تحریفات مثال تعلیم
 و تحریف شہاست۔

۲۰۰۔ (۳۶) مرزا کہ در بعض کتب خود مانند براہین وغیرہ بعض حقائق
 موافق مسلمین گفتہ، و در ان کتب دعویٰ امام دائر کردہ، سپس نقیض
 دسے آوردہ، و کفر و شرک قرار دادہ، معیار فصل در حق و باطل از کدام
 وقت است ؟ و مریدین دسے را تیز از کیا ؟

۲۰۱۔ (۳۷) مرزا کی گویہ فقیر در رنگ جمالی آمدہ است، و در رنگ
 جلالی، ممکن است کہ ہذا مسیح در رنگ جلالی آید، و تائبانے مروریان تمام گردد۔
 و اینکه ہ تسلیم من مسیح کہ ام تقاضای حکیم افتادہ، جہاں میری است کہ ہر پس
 آن علوم و معارف چہیتند کہ آوردہ است، کہ محققان ندانستہ اند، فرست
 آن علوم باید داد، کہ نمردہ آید کہ اگر سنے مسیح گفتہ محققان پیشتر گفتہ اند،
 دایم دون ہمت سرور کردہ، و الا باطل و لغو است و کلامی بہ بیش
 خاوند۔

۲۰۲۔ (۳۸) خیالات دسے در ہر ذاکر گاہے نا فہمیدہ و بحال نریدہ

چیز سے گفتہ باشد، بالآخر راجع بسوئے تناسخ اند، کہ اصول بنیادی
 ہنود است، کافی کتاب التفسیر دینی پس سے راہند و چراگوئیم، تفسیر
 ہندو کاویہ ص ۱۹۱ از براہیں۔

۲۰۳ — ۱۰ شہد اباجہود الی اسلوم دو کرام کرام عقیدۂ اصولی
 اعتقاد است؛ دو حکم زکوٰۃ و حج پیست؛

۲۰۴ — ۱۱ المہات دے کے کہ الہام وحید ہستند، و مقول لہ ذکر
 نیست، یعنی نفس دے چہ انگوئیم؛ چہن المہات و عدرا ہنس مینہ
 خطاب ہم کی خود دارد، بالخصوص چہن آن وحید بلغتر خطاب باشد،
 دی گوید کہ فاسقان ہم مرد و اخبار غیب ہستند، و الہام ہاند پیست پیست
 گیا؛ از رملہ ترک ص ۱۰۰ و خود مرد و رملہ و حشرہ کاد ص ۴۴، و سورت
 مرزا ص ۲۰ اکثر ہی کا پڑا فرق ہو گیا۔ تو شمس کا خواب دار نکلا۔

۲۰۵ — ۱۲ خیانت دے کے کہ آئنا را علوم و معارف ہم نہاد اکثر
 از جنات است یلہد و استبعاد است عقل و فلسفہ مزاجی ذاتی و طبی است، و
 مثلاً، علوم انبیاء، کہ اخبار جنیب بدن تخیل عقل و قیاس کی کنند۔ و ہر چہ
 و کشوف کو نیاس گفتہ اکثر غلط و دروغ بر آید، و اکثر المہات دے
 و عقلی و مناظر خود، پس او را جنسی غش و کاہن و جزاء چہ انگوئیم؛ چہ
 کانت خلقی و جیتی ہم باشد، چنانکہ ای عقلی نوشتہ نہ دیا مرقی کہ خود
 معترف است، و یا خود و زندق کہ خود ہی و اکثر بہت ضمیر خود کہ و حشر و حشر

کہ وہ علم کہدہ کا حکم مراد فیہ ہیں بلکہ یہ قسم ایضا۔ خود ہی عقلی ص ۱۰۰

نموده و دارد ، چنانکه در حمایتِ حجتی بوسنِ امامِ مکتب ، و امامِ بخاری و حافظ
ابن حزم و حافظ ابن تیمیہ نسبتِ معتقد و متکلم ، و چنانکه در خلافِ واقع است . و چون در این
نقل از کتب ایشان اعتقادِ حمایتِ نموده شد از تائب دس در محاسن
منتفی می شوند ، و میدانِ خالی دیده باز از انکار و مضاطع باز نیایند .

۱۲۲ — دس از مناصبتِ قرآن چندین مردم آمده که بتاییدِ کثرتِ آیات
را محزون و غلط نقل می کند ، و ضمناً نسبتِ قرآن نسبتِ کند که را از آنرا
قرآنِ مروج نیست ، و در مثل کتابِ صحیح بخاری اخرا — هذا خلیفة الله
نموده که موجبِ غیبت است ، و در صحیح بخاری خود دانسته اخرا — بار بسته
و امر ای آنرا را نقل می نماید که در شایع کردند ، لیکن از تائب دس و دیگران
باید دست بردارد . ومن کثر یجعل الله له نوراً فضاله من نور .

۱۲۳ — آیات کثیره را از قرآن در مروجِ حجتی می نهد ، که محاسنِ هر مرتبه
حضرتِ ایشان بخارند ، و از جهلِ تمام و عاقلِ نماند که احادیثِ نزول که در
متن خود بکار داشته از حدِ قرآن مستفاد اند و از کلامِ اجتهاد و یا اسرائیلیت
پس فرود است که حدِ قرآن چسبیده از بی فرموده باشد ، و آن عاقلِ تعبیر
نزول باشد ، و متن فرسوس ذکر نموده است ، زیرا که منارِ حق
اسلوبِ نقلی هم در میانِ قرآن و حدیث تقیض است عظیم ، و مضاطع نیز
حدیث و قرآن را نسبتِ شرح و تفسیر باید بود ، و این از عالمی . و در ایکه قرآن
موتِ اعلان کند ، و حدیثِ رجوع ، که بدین بیان مراد متکلفینِ قرآن شد
ثُمَّ عَلَى بَيَانَةٍ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا تَبَيِّنَ لَهُ

الَّذِي نَحْنُ نَحْنُ نَحْنُ نَحْنُ

۲۱۴ ——— حدیثی را لازم است کہ ابتداءً أسلوب قرآن کند، و اگر مخالفت کند اطلاع ده. و بناءً کلام بر افراض کنوز کہ بمطلب شش ازان نشید، و عصبه نداشته باریت نیست، ای دانست افضل است، و در معالجم از کدام سلیم لفظ بر قبح آمد، و ما در احادیثی نظر آن واقع شده، اگرچہ ہمیں یک مرفوع است فقط کہ اُمت تہا شد، و ہمیں ہا کہ ہائے اہادیہی ملحد و اتہاج ہوائی و خواہشی نفسی سے است کوتاہی رفت و و برائے ای ملحد گناشتند،

پہنچا اس قوم در احادیث متعارفہ ، کہ بتواتر رسیدہ اند ، و علی
مرئوس الکشفہاد و علی اعین الناس رسانیدہ اند ، ایک بار ہم بستے
مراد اشارہ فرمود : و آنست ما ہمگی بر باطن گذاشت : و ای امر خلیج ردا
داشت : و کاسے کہ بیک نظر کے برابر دو پر او مانند ہے کرامت کس اہل
پسند نیست . و علی آنکہ در رنج و تحمل در قرآن و حدیث بیان است ،
و تحمل مقابل مصداق رنج . با فرض اگر ذکر نزول بعد از ذکر صفت بودے آنگہ
حمل دے دیانت کہ وہ شے ، و آنکہ ذکر شش بعد از ذکر رنج است
و شرطی از یک ملکہ است .

۱۵۴۔۔۔ فرض ایکہ ای اسو کا ذب جمع و معجزی حب و نقائص است ،
و شاید کم کے چنی ماقدا از حواس و دماغ باشد ، و معتدا و حرقی افضل الرسل

بودن دارد ، والله عز و جل ذوا انتقام و قتل و قتی و سے بقیہ مرض پیشہ
 دے تے و اسہال و پے خوری کہہ کر بقول ناخلف دے بعد از دعوی نبوت د
 حدود ہفت سال بود

۲۱۶ — مخفی مہارہ گھوڑی لیں زمانہ الحاد سے دوسرے شیطانی از غیہ
 آفریدہ آنرا حقیقت متقرّہ علیہ سے سازند ، بعد ازاں از اہل حق مطالبہ
 کنند کہ دے از قرآن برآید ، و چون ایی امر ہر جا یسر نیست کہ
 قرآن ہا ہر دوسرے کہ آفریند و در کند ، در ہا حسرت خود ریشخند ہا ی زنتہ ،
 گر یا نفس ایجاب کلام الحاد کافی است ، اثر سے و الذمّہ از علم دارد ، و یا ندارد
 دگاہ و دیم کہ مطالبہ کنند دے ایی از علماء سابقین ہمیش کہید ، و چون پیش کردہ
 شد گویند کہ در حدیث نیامد ، و چون از حدیث ہمیش کہید ، شد گویند کہ در قرآن
 نیامد ، و چون از قرآن پیش کردہ شد گویند کہ یک بار آمدہ است ، مزید تاکید
 نظر مودہ ، و ہمیں از مرطہ برطہ فرار کنند ، چنانکہ با حق و نظر نزول الہی
 باضافہ ای قیدہ واقع شدہ ، کہ از کتاب الاسماء و الصفات بصیرتی پیش کردہ
 بود ہم پس یاد باید داشت کہ ہم ہمیشہ دے از قرآن برائے صواب بود
 دے کافی نیست ، و دہلی حق را اضطراب باید ، بلکہ گاہے نفس ایجاب
 دے الحاد است گاہے عنوانے از جانب خدا خراج کردہ مطالبہ کی کند
 کہ بایں لفظ و عنوانے خاص از قرآن وغیرہ پیش کہید ، و در خیال ثابت است
 و فی الحقیقت برائے بطریق کہ ام الحاد مدیم و جوداں در ذخیرہ دین کافی است
 نہ ایکہ دے ہر جا در قرآن باشد ، وہاں لفظ باشد کہ خواہند ، و نہ ایکہ

نبوت بحسب تصویر خود راست ندیدند، و محروم ماندند۔ کسے را می رسد گنبد
در عالی التباس یقین فسخ نیست، و چنان اگر هست چنین ہم است نہ سراسر
مشورہ مشورہ فسخ و اخلاص نیست، بلکہ برائے فرض خود تلبیس و دغا است

اسے بسا ابلیس کہہ رہے ہیں۔ پس ہر دستہ نہایت داور دست
۲۲۱۔۔۔ آیا الہام یا کلام انشا پر دازی است و سلیقہ و آید طبیعت است؟
اکثر وید و شدہ کہ در کتب سابقہ کلام چیز ویدہ و آخوختہ مانند۔ دسے الہام می تراشد
مانند اخطی و اصیب و مانند الہام مخالفی کہ در تاریخ ہم برآمد، و گاہی
چیز سے می تراشد کہ کلام حقیقت محض ندارد، سپس موافق دسے الہام
نیز می ناپد، مانند انت حق بمنزلہ ہر و نوری و حقیقت دسے در کتب
سادہ، بلکہ نیست۔

۲۲۲۔۔۔ آیا با صبر محدود، مشککہ کہ، کہ با طبیعت آنها معلوم نبود، و یا
گمان باشد کہ کلام پدید و شرط از سلسلہ فرو مانند، و رادی فرو گذارند
بر تعلیمات احقرین کہ در وہم آنها کلام ایزداری است کہ ای فرقہ دہا
حسبت انبیاء پچھنی کردہ، و با صبر بھول کمال تعلیمات و متنازعات ہم
نزدہ، و حال آنکہ در استراق و تقصیر عمد، کہ آزاد می نام نہادہ، تعلیق تبار
دسے می کند، و چون فرجی لی تمہد ہم زوی و یی بود، و یی دانست کہ در
پیشین گیتھا ذیل در سواہ خواہم شد، اذکذا تدبیر کہ کہ انشاء انبیاء را کہ تبار
کردہ، تا بہ وقت حاجت بگذر آید، و مقدمہ نموده ماند۔

۲۲۳۔۔۔ تو ہی انبیاء اذکذا ابلیس کردہ، دسے با حضرت حق منازک کردہ
کہ وہب تو تشکیف کے بدن کلمات کہید حق نیست۔ حق فرمود کہ مرا

اختیار فضل و تشریف و داد از خود است، البیس این اختیار جائز داشت
و ناضل از نیل کرام و اجزائے اعظم کردن مقول گفت، گریہ و زاری و
سلاطین بود۔ سپس این شقی بر قدم البیس بکھد و بجانان از مس آمد،
و مزید انحصار کفر کنونی خود در توجہ حضرت جیسی علیہ السلام بکار ببرد، و
عرض دے آنت کہ غلبہ او شان از قلوب مسلمان آرد، و چلتے او شان
گیرد۔ ۵۔ کجا بیسی کہا و تہل تا پاک

و لہذا با پیشوایان بنود این ملامت کرد و توجہ و استمال او شان نمود۔
۲۲۳۔ استدلال بہ تشابہات کہ ذہن بسوسے آشنا نرود، و ترک
محکمت و باب آیا اتحاد نیست، اگر ای طرح اسوسے پاک کہ کتب از مساوی
و تشابہات بے ایمانی آورده اند، اتصاف کرده و بی خود ساخت، و چون
مضی کے خواہر ائمہ تشابہات شیطانیہ کند، و چون جلب خواہد البیاد تشابہات
مزودہ نماید، و دخل بہ استعارہ و مجاز آوری کہ موضوع ذخیرہ خود ساختہ
از اکثر محتاط اسلامیہ و بعض احکام شرعیہ، مانند زکات و حج و ہجرت فراخ
یافتہ است، و از نام دے حق قریب از دیگر احکام ہم بیان خواهند
شد، و معرفت گردان انصاف کنایت خواہد کرد، و ذخیرہ آخرت و ہدیہ آن
بارگاہ مادی چہ نخواہند ماند۔ زیرا کہ دیدیم او خود افعال ما ہم استعارہ می
گردد چنانکہ در کشتی نوح ص، ۴۱ می سراہد در سیم کی طرح بیسی کی روح بجز میں نفع
کی گئی۔ اور استعارہ کے رنگ میں سبھے حامل ٹھہرایا گیا، اور آخر کی بیسی کے
بعد ۱۰ دس بیسنے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس العلم کے سبھے ہم سے

جیسی بنایا گیا) اسی استمداد فعلی را شنیدہ، باش کہ از علوم مختصہ و سہل کتابے در خارج حامل قرآن شدہ.

۲۲۵— در تحصیل نظام دنیا کی دقیقہ از جیل فرو گذار شدہ، مانسہ فروختن تصویر خود، و جہل زکوٰۃ در امراء خویش، و اتقاء مصارف شریعت دے، و ایجاب دے تبلیغ بر مریدان، و اخراج اوشان از رحمت اگر بر وقت نہسد۔ دور تذلیل مخالفان تصویر اپنے اوشان بوقت موت اشاعت کردہ خبر از غمیر ضمیر خود دادہ، کہ مانند قبر ظالم شگ و تاریک است، دور اتقاء تاثیر بر خطبان محاکمہ انبیاء و تعبیر و مطلب ایشان و کتب ساری نمود، از کشیر حلقہ، و نگاہ بر اندر دینی بنی نوع انسان، و دور مخالفان جانب دعوت اوشان، و اکتفا بر نفع اوشان، و دلزدی بر پیشانی و ابر از مظالمی خود از مخالفان، و تکرار و اصرار دے ہر اہ داشتہ۔ وجہ اپنے مخالف خویش را ب تشبیہات و تشریحات قبیر، و ہر گز کہ امکان تمغیر بود تہقیر کرد، ابلہ فریبی نمود، اقتضای بر دائرہ علم و دین خارو، چنانکہ در تعلقات جیسی علیہ السلام در احادیث قتل عزیز و شہل آن تسخیر اوردہ شمرند اکرود، کہ از ارباب انصافی فاضل مہر شیخ نیست، و در طبیعتانہ لکین ہست، کہ مستقل نظر اوشان بمر و مطلب بر آری خود داشتہ، کاراد شان اسف کہ در حق اخلاقی فاضل متقیہ نماندہ۔ و اصحاب دے کہ ما دیدیم بگل از اوصاف دیانت و ایمان داری و حیا و اخلاص خال و ماری دیدیم، و خود دے مطالعہ احوال متقین سابقہ کردہ، و طریقہ نقاد دعوت اوشان بگل

داشتند، دور تعبیر کوشش هر چه تواند در انوار اثر صرف کرده، از محالیت کتب ساده و تشبیه بانبیاء، و تکلف از حقیقتین. ولیکن این برصورت تعبیر است، و ترقیق کلام. حسب آن صورتی که ماده از دلیل و سخن حق برآمده نیست، بل انبثاء شباهت و تدریج در استزلال و استزال. چنانکه در تحفه اثنا عشریه از مراتب محبت باطنیه آورده و دوگان غالب آنکه ماده کتب باب و بهار کتب شیعیه متصرف، که فلسفه را تصوف ساخته اند دیده و در دیده که ما فراموش کرده در زبان فارسی. زیرا که تا علم فخر حاجت رسائی دسے نیافتیم و از حق حقایق صرفیه که چیز را هیچ نصیب، و در انقیاد به خلاق تشبیحات سر قیاد و تعبیر است باینکه ماده و کرده که فرزند است، به این افتد اختراع حقایق باطله از جانب خود، مانند بهشت ثانیه خاتم الانبیاء، سپس تحریف خصوص دین بودنی آن احوال، که از کتب دسے لیکن بران باخته اند و علم و معارف باور کرده.

۲۲۹ — و چنان از کسے باین شود که در دام نیت و وسوسه نشد بفرش کلامی تمام و مستحکات با دسے در آورند، و دقیقه از اذلال فرد گذارد، و دور بر دسے که کند آسیای گرداند.

۲۳۰ — و حلقی شوکت و نفرت در الهامات خود، و اعتقاد قلب انشراح صدر، و قدرت و برهمنی، در شلای غزوة الامام و حقیقه الوحی و از اولاد و غیره. و بعد این شود اشدی در حاکم بشری ص. ۴۴ کمال به نکل و الهام حشره میانی و در نهایت خود از عشره کلام و شنیده شد که گردید خوف مسلمانان نشان داشتند، و در حیات میانی از اول حقیقه می نمود، اگر چه در باین، که آن هم

بالہم است۔ یزید نوشتہ نامہ، چہرے از عشرہ ص ۲۵ بحوالہ حماتہ
البشری ص ۹، باب دید۔

۲۲۸۔۔۔ استبعادات سو قیادہ در تعلقات مجسم، وادعاء اثبات از آن
وائیڈہ در تعلقات خود، مانکہ مہلب برداشتہ حضرت حق از چہرہ خود، و تفسیر
باد سے از خزینہ احلام۔ و گاہے آن الہیات کہ از دائرہ حیات و آدمیت
خارج اند، مانند قطار خلائق در جہانیت بد سے حشرہ کلام ص ۲۲

۲۲۹۔۔۔ مکتوبہ اُنباء انبیاء علیہم السلام، و ایرادات بر بعض اجزای آن
و اینکه تمام اجزاء تمام نشدہ اند، و باعود موبہدہ و ثبات ہم و مکتوبہ
تعلیقات، و دائرہ ثبات اعداں، تا بوقت عمارت لندن پیشین گریہاں
و سے ملان جواب باشد۔ پس تا ویکہ مسامتہ باہیاء جویدہ در احترافات
ادشایا را شریک و غالب گرد۔ یعنی جہنمت و سے پریشان اعتراضات زیادہ
اند، و چون نوبت اختصاص و سے رسیدہ آن مانعہ مصلحتی می گرد۔

۲۳۰۔۔۔ تخفیف شان مہجرات، و احوال کبار آنا، مانند علی مجتہد
شق القرب کسوت، و محل مزاج پر کثت، و احوال اعیان مرئی، و محل بر سرزمین
و ارتقاء صفات و امور محقرہ خود را در مہجرات قرآن آورد، مانند حصول چہرہ
و شیعہ بیعت، کہ ہر یک را مہجورہ مستقل شمرده، و بعد مہجرات خود
آوردہ تک نوشتہ، و بعد مہجرات خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
بہر قرار دادہ۔

حق تعالیٰ بر آفتاب مرموزہ رحم کند۔ و از
الحاد و ارتداد این نصیب نہات داد۔

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

کرسٹ لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۔ ہمدرد، شکر، اصرار، تہجد کے لیے جو کن و مکان اور زمین و آسمان کاغاث ہے اور بے شمار دوسرے سرور کائنات فخر و مجرات پر، جو اللہ تعالیٰ کے رسول، نبیوں کے ختم کرنے والے اور مقصد تخلیق عالم ہیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر، اور تمام آمنت مروجہ اور اس کے برگزیدہ حضرات پر۔

۲۔ (۱) جو خدا کو مدد و جہاد کا حاکم ہے، وہ ذات خود مروجہ ہے (اسی لیے) اس کا نام خدا ہے۔

(۲) یہ بندہ، دینیت سب اشیاء کے اقدار میں ہے، ہر چیز نے اس سے چارہ بستی مستعار لی۔

(۳) اگر خدا سے دیکھو تو وجود حقیقی وہی ایک پاک ذات ہے، باقی سب کچھ اس کی نشانیوں کا دفتر ہے۔

(۴) اس بارگاہ میں جو کاروان رفت کی صدا ہے، اس امر کا اعلان ہے کہ اب نہ اور دو جہاں کا دور ہے۔

(۵) قرآن مجید علیہ وسلم جو پیام الہی کے قاری اور خاتم ہیں، آپ پر سبے شہاد و درود سلام۔

(۶) آپ کا وجود پاک، جو کائنات خود صداقت کا نشان ہے، وہی تخلیق عالم کی اصل فرض و غایت ہے، باقی سب تہذیبی۔

۳۔ ہمدرد و صلوات، بندہ کی میر و غمخوار شاد کشمیری، احنافہ عناد۔

تمام اہل اسلام خواص و عوام کی خدمت عالی میں عرض پر دار ہے کہ یہ ایک معالجہ

نہر نبوت اور آیت کریمہ خاتم النبیین کی تفسیر میں، جو مرزا قادیانیؒ طیب علیہ کے الحاد و زندقہ اور کفر و ارتداد کے مذ میں تحریر کیا گیا۔

اور اگرچہ یہ شخص علم و عقل سے کوئی حصہ نہیں رکھتا اور علم و فہم اور تقویٰ و عبادت کے فضائل سے یکسر عاری اور محض کدوا تھا اور اس نے مارتھین کے حقائق میں سے ایک بات کو بھی صحیح نہیں سمجھا اور اس کا خیر غلط و غلط، بطل و کتب اور ذلت و غوار سے تیار ہوا تھا، لیکر اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کر کے اُمتِ موجود میں ہلکے چارایا۔

۱۔ جو مفزات، قرآن مجید کی بیخ عبادت اور عربِ قرآن کے حادوں سے کچھ بھی نقد نہ کتے ہیں وہ یقیناً اس مقالہ سے محفوظ و مستفید ہوں گے، اور جس شخص نے مفزات و ترکیب، تقدیم و تاخیر، تعلیل و تفسیر، صفت و ذکر، انظار و اضرار، فضل و وصل اور ایجاز و انساب میں فکر قرآن کا اظہار دیکھا اور سمجھا ہو وہ حق کے پاسے اور مراد کے سمجھنے میں غرض نہیں نکالے گا۔ اسی تمام اہل کے باوجود سب کچھ قدرت کے ہاتھ میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں، حق تعالیٰ شانہ حق اور اہل حق کی مدد فرماتے۔

(جو شمر آجنا اور دوسرے ہمارا سر ہے اور ہمارے کندھوں کا بوجھ خود اپنے کندھے پر ہے) — (۱) اے اللہ! وہی حق کو قائم رکھ جا کہ گمراہ کو تباہ و برباد کر دے۔

(۲) شیاطین کو سسکنا کرنے کے لیے شبابِ ثاقب نازل فرما، اور شیاطین کو غراطین کی طرح زیرِ زمین دفن کر دے۔

(۳) مجھ سرگرداں کے ہاتھ میں کیا دکھا ہے، جو کچھ کرتے ہیں بد شہر آپ ہی کرتے ہیں۔

(۴) میں اپنی خاطر و تر قادیانیت میں نہیں سمجھا ہوں بلکہ آپ ہی کی رضا کے لیے سر آٹھا ہے۔

(۵) جو نالہ و سوز کر سیتے ہیں نہیں سا سکا غم ہلکا کرنے کے لیے باہر
اُبل پڑا۔

(۶) اے بادشاہ! اے مالک! اور اے بے نیاز! تیرا کام تو تجھ
ہی سے ہو گا، نہ کہ کسی خانہ باز (تلاش و مفلس) سے۔

۶۔ جانتا چاہیے کہ سلسلہ ابوت اور نبوت جو فصل کے جاری کرنے
میں کوئی عقلی یا شرعی تلازم نہیں (یعنی جس شخصیت سے سلسلہ
ابوت جاری ہو عقلاً یا شرعاً یہ لازم نہیں کہ اس سے سلسلہ نبوت بھی جاری ہوا
کے) لیکن مثبت ازیلہ نے نبوت... اولاً نور علیہ السلام کی اولاد میں رکھی
اور پھر ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں۔ اور انھوں نے (اپنی اولاد کے حق میں)
دعائی کی تھی کہ بیچ ان میں ایک عظیم الشان رسول انہی میں سے ہے (فقہ ۱۶۹) اور ابوت
جب معانی کی طرف مضاف ہوتی ہے تو اس سلسلہ کے اجراء کو متضمن ہوا کرتی
ہے، جیسا کہ فتوحات کے باب ۲۱۳ میں ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم ہمارے روحانی باپ ہیں اور آدم علیہ السلام جسمانی باپ ہیں، اور نور علیہ
السلام، جو آدم ثانی ہیں، رسالت میں پہلے باپ ہیں، اور ابراہیم علیہ السلام
اسلام میں پہلے باپ ہیں۔ پس فتوحات کا یہ فقرہ اس مراد کی جانب بھی مشیر ہے
(الغرض ابوت و نبوت کے درمیان تلازم عقلی یا شرعی اگرچہ نہیں، لیکن سلسلہ
نبوت جاری کرنے میں سنت الہیہ بھی رہی ہے کہ جس شخصیت سے سلسلہ ابوت
جاری کیا جائے اسی سے سلسلہ نبوت بھی جاری ہو) اس سنت کے پیش نظر
خیال ہو سکتا تھا کہ اب یہ سلسلہ نبوت شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں
جاری کیا جائے گا۔ اس وہم کو رفع کرنے کے لیے فرمایا گیا کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے) سلسلہ نبوت (جاری) نہیں (ہو گا) بلکہ خود آپ کی نبوت کا سلسلہ ہی تاقیامت
قائم و دائم رہے گا، آپ کے بعد کوئی نبوت نہیں ہوگی۔ اور ایسی ابوت جو کسی
سلسلہ کے اجراء کو متضمن ہوتی ہے اور جو یہاں اگر موجود ہوتی تو اجراء

سلسلہ نبوت کے مناسب ہوئی، یہاں موجود نہیں ہے، بلکہ اس کے بہانے
 فقر نبوت ہے۔ پس ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ
 تَبَارَكَ الَّذِي لَا يَكْفُرُ لَكُمْ وَرَسُولُهُ اَللّٰهُمَّ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ هِيَ، کلام کی وجہ ربط، جو کہن
 میں شرط قرار دی گئی ہے، اور ہمت سے لوگوں کو اس سے ذہول اور غفلت
 ہوئی اور اٹھانے، نہیں بھکا کہ اہوت، اہوائے سلسلہ کے مناسب ہے،
 اور اب "بعضی اصل" بھی اسی سے متفرع ہے،

تشریح: — مصنف امامؑ نے کہن کی جس شرط استعمال کی طرف اشارہ فرمایا
 اس کی مختصری وضاحت ضروری ہے۔ کہن (مشقودہ ہو یا خفیہ) طرف استدراک
 ہے جس کی تفسیر قول مشہور و محقق کے مطابق ہے کہ اس کے مابعد کی طرف
 ایسا حکم منسوب کیا جائے جو حکم ماقبل کے خلاف ہو، یہی وجہ ہے کہ اس کے
 ماقبل کا مابعد کے مخالف یا اس کی ضد ہونا لازم ہے۔ شیخ ابن ہشام کہتے ہیں:
 ولی مناد ثلثۃ احوال احدہا — و ہر المشہور — انہ و احد و ہر الاستدراک،
 و غیر ہر — تسبب لما بعدہ یا علکا مخالف لما قبلہ، و لہذا تک لا بد ان یتقدما کلام من بعض
 لما بعدہ یا اوضدہ۔ (ملفوظ الطیب ص ۲۲۵ و قریب منہ فی القاموس) پس کہن کے
 ماقبل و مابعد کے درمیان فقہیت، تبادلہ متعلق کا ہونا یہی اتقاقی کلام ہے جو کہن
 کے لیے شرط ہے اور اسی بنا پر طلبہ بلاغت کے نزدیک کہن فقر قلب کے
 لیے آتا ہے۔ یعنی جب مخاطب غلاف واقعہ ایک حکم کے اثبات اور دوسرے
 کو نفی کا زعم رکھتا ہو تو محکم اس کی اصلاح کے لیے پہلے اس کے ثابت کردہ
 حکم کی نفی کرتا ہے اور پھر کہن کے بعد اس چیز کا اثبات کرتا ہے جس کی مخاطب نے
 نفی کی ہو۔ (دیکھئے مشرعیہ تہذیب صحت صحت)

اس تمیہ کے بعد اب آیت کریمہ پر غور کیجئے کہ اس میں کہن سے قبل فقر
 صلی اللہ علیہ وسلم سے اہوت کی نفی کی گئی ہے اور کہن کے بعد آپ کے یہ رسالت
 و خاتمت کا اثبات کیا گیا ہے، سوال یہ ہے کہ اہوت و خاتمت کے درمیان

۸۔ — نازلہ ساقی میں سننے والی کے نام کے بعد بھی گزشتہ نئی کی نسبت اگرچہ کمال راجح تھی، مگر بات جہاد کی تھی کہ ایک اور نئی آچھا اور عمدہ نسبت از سر نو تازہ ہو گی۔ نازلہ خاتم النبیین کے کہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اس لیے فرمایا: و خاتم النبیین۔ یعنی آپ اشخاص انبیاء کے خاتم اور آخری فرد ہیں کہ علم الہی میں انبیاء کی جوداد مقرر تھی، آپ کے تشریف آمدی سے ہائے تکمیل کو پہنچ گئی اور انبیاء کرام کی مخلوق ایک ایک کر کے پوری ہو چکی اور (جب آپ کے آمد سے انبیاء کرام کی تعداد ختم ہو چکی تھی) اس سے بعد میں وہم کہ آپ سلسلہ نبوت کے بھی خاتم ہیں اور چھ کو آئندہ نبوت کی تہذیب نہیں ہو گی۔ اس لیے اب یہ صحت تک آپ کا نبوت دائم و قائم رہے گا۔

۹۔ — اور اب یہ احتمال بھی ہائی کہ اگر آپ نسبت مستند کے لیے تو خاتم ہیں مگر آپ کی پہلی سے نسبت جاری رہے۔ نہیں بلکہ آپ تو اشخاص انبیاء کے خاتم اور اسی جوداد کے تکمیل کنندہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ انبیاء کرام اپنی شخصیت کے لحاظ سے ہر ایک جوداد رکھتے ہیں۔ یعنی ان کی نسبت غلو جو واسطہ ہو یا (الطرح) بواسطہ اتناج ہو۔ ہر صورت ہر ایک کی اپنی شخصیت واسطے سے ممتاز اور پرکھاد رہے گا۔ کہ ان میں ہر ایک کا شہاد کی صحت میں نہ تو کسی اختلاف کا عدم اور تفرق سے ساقط ہو جائے، نہ یہ کہ وہ خود ہی جھگڑتے رہتے رہے۔ اور بعض قرآنی اسی جوداد کے علم ہو سکتا ہے اس سلسلہ کے اختتام کا اعلان کر کے کہ فرض سے نازلہ ہوتی ہے۔ اور اس نے کہیں بھی تقسیم نبوت سے تفرق نہیں کیا اور نہ یہ جوداد نے کہہ کر اشد خاندانہ: "تخاتم النبیین" حق تعالیٰ کی جانب سے وصیت ہے اور اہل جہاد کو آگاہ اور متنبہ کر رہے کہ وہ غیر آخری ہو رہے۔ اور آخری جنت سے جو پاری کر دی گئی۔ آپ کا وہ آخری وجہ اور آخری پیغام الہی ہے، ایسا دہرہ کہ اس سے کچھ مردم نہ جائے۔ اس کی مثال ایسا ہے کہ کچھ قوم کا اعتقاد اور دینوں کے کہتے ہوئے آخری بات اور آخری حدود وصیت ہے ایسا دہرہ کہ اس کو خالق کر ڈالو اور ہر وقت ہاتھ سے نکل جاتے۔ اور تو معلوم ہی ہے کہ آپ رسول کرہی امت کے لیے ہیں اور خاتم انبیاء، سابقین کے لیے، اور یہ کہ جو علامت نے اشد خاندانہ ہے، نہایت لطیف ہے، اور

یہ بتایا ہے کہ نبوت کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک نبوت باہ صلا (بہ واسطہ) اور دوسری نبوت
 بلا واسطہ آجانب۔ پس آگاہ کے مریض خلوت کو چھڑ دینا اور ہر چیز اس کی نظریں پہنچانے کا اعتبار ہے اس کا
 اعتبار کرنا تو اس کے مقصد و معاصی کا کراہت ہے خود کو تماشید و ملاحظہ پہنچانے
 ہے جو سب سے بڑا گناہ ہے۔

۱۰۔ پھر نبوت کو دو اقسام کی طرف تقسیم کر کے ۱۔ کنا کا انبیاء یعنی اسرائیل، جو شریعت
 موسویہ پر مائل تھے ان کی نبوت ثرۃ آتجانب نہیں تھی بلکہ صلا تھی کی نبوت کے ان کا
 انحراف صلی اللہ علیہ وسلم کی آجانب کا اثر ہے۔ ۲۔ ایک بے مشابہت اور منفرد تماشید
 یعنی مادی ہے بلکہ کو نبوت بہ واسطہ ہوا۔ بلا واسطہ، نبوت کے خصائص دونوں جگہ موجود ہوں
 گے۔ ۱۔ ان کی نبوت کے اعتباری اوصاف و خصائص عند مشرطہ بے تاثیر اور محض علی
 بعض کے ہیں ۲۔ بلکہ ہر سہارہ طبعی موشہ کے ۱۔ تمام نبیوں اور پیغمبروں کے لیے
 عقیدہ ہے کہ ۲۔ منصب علی علیہ خداوندی ہے کسب و محنت سے حاصل نہیں ہوتا
 اور جب ۳۔ باطن سے ہوتی کہ جہاں نبوت ہرگز وہاں نبوت کے اعتباری اوصاف و کمالات
 بھی ہر حال میں ہوں گے پس اگر آپ کے بعد بھی نبوت جاری ہوتی تو اس کا مانا بھی
 وہ مادی کی نبوت سے قطعی طور پر یکساں ہوگا۔ جیسا کہ خدا کے پیغمبر میں مسما ہی خدا بھی
 دانستہ اس کا اعتراف کیا ہے (پہنچے گا)۔

”فراڈ اللہ انصت عظیم۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کو ۱۔ مرجعہ ۲۔ انعام کے طور
 پر ۳۔ یعنی بعض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔ پس انبیاء یعنی اسرائیل کی نبوت کو بہ واسطہ
 بتانا اور اپنی نبوت کو بلا واسطہ آجانب نہی قرار دینا بعض مادی نبیوں کی تردید کیا ہے ۴۔

(حاشیہ ص ۱۸۷) اس سے آگاہی و بلداخ و جالبہ کہ کتب کے ہر کتبہ کی کا اعتبار دست لکھ منہ
 نہ اس خصوصیت کا بیان کا تناظر و سال نہی موزا میں دیکھئے ۲۔ اعتبار و کتبہ نہی کا ایک
 بندہ خدا کا پہلے نام ہیں کہ جہاں ہی میرا سکتے ہیں، تیس برس تک میری رسول اللہ کی شریعت
 کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بننا منہ

لَا يَتَّبِعُ الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَىٰ مِثْلَ مُوسَىٰ وَقُلِ الْأَنْبِيَاءُ مُطِيعُوا أَمْرًا وَاحِدًا وَلَا تُخَالَفُوا سَبِيلًا وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ أَنِ اتَّخِذْ آلَكَ مِن دُونِ آلِ هَارُونَ فَتَتَّبِعُوا آلَكَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعَلَّةً لَّكُمْ تَحْسَنُوا صِلَافًا وَأَنِ اتَّبِعْ آلَكَ وَاصْلًا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْلَ الْأَرْضِ أَنَّ سَبِيلًا مَّا يَصْرِفُهُ عَنِ الْبَاطِلِ لِيُغِيظَ الْبَاطِلَ وَيُغْلِبَ الْأَمْرَ الْحَقَّ وَقُلِ الْمَوْلَىٰ لِلَّذِينَ اتَّخَذُوا ذُرِّيَّتَهُمْ أَحْشَاءَ مَنَازِلِهِمْ أَفَإِنَّ الْمَوْلَىٰ لِلَّذِينَ هُمْ يُغْلِبُونَ فَاتَّبِعُوا مَا يُمْرَرُكُمْ بِهِ وَلَا تُخَالَفُوا سَبِيلًا وَقُلِ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأَطِيعُوا أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّكُمْ أَعْيُنُكُمْ عَلَيْكُمْ ذَاتُ حَقٍّ وَلَا تَكُونُوا مِثْلَ الْكَافِرِينَ (۴۰)

سے مستفاد ہوتا ہے کہ نئے علم سے اور رسول خاصہ

رسول و احمد علیہ السلام کے نزدیک وہ ہے جو کتاب یا شریعت میں دیکھا ہو یا شریعت
تقریب کے ساتھ قوم جدید کی جانب مہم کو کیا جائے۔ جیسا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام
قبیلہ شرم جم کی جانب مہم کو کیا۔ اور یہ وہ ہے جو صاحب دینی ہو۔ خواہ کتاب
جدید یا شریعت جدید یا قوم جدید دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ رسول اور نبی کے درمیان
حرم و انحصار کی نسبت کے اسی آیت کریمہ سے مستفاد ہونے کی وجہ سے کہ اگر دونوں
کے درمیان تسادی کی نسبت ہوتی تو یہاں ضمیر وا نے کا ساتھ تھا، و کا اسم ظاہر ہونے کا
انداز صریح تھا قسور التبییین کے بھانے خالق ہوا فرمایا جاتا۔ اور خاتم
التبییین میں جو اسم ظاہر ہونے والا ہی تھو کے لیے ہونے کا کلام حرم سے ہر قسم کی نفی
کا اقسام بجا جائے۔ اور آپ کے بعد نبوت کے باطلی متعلق ہونے کی صحت صحت
تقریب اور جائے۔ پس، لفظ نبی کے حرم اور رسول کے خصوص پر دلالت کرتا ہے۔
اور معلوم ہے کہ عام و خاص کے بغیر اسی صحت میں لایا جاتا ہے جبکہ اسی آیت کریمہ
کتاب یا شریعت جدید کے اسی بارۃ انفرادی کا خاطر خواہان کا غیر ہونے کے بجائے عام
ظاہر کی طرف توجہ فرماتا۔ پس اس بحث جاریہ کو کچھ پہلے کے بعد معلوم ہو گا کہ یہ آیت
کریمہ میں صریح نبوت تقریب کے انتظار پر نفی قطعی ہے اسی سے کہیں بڑا کہ بہت
غیر تقریب کے انتظار پر نفی قطعی ہے۔ اسی لیے کہ خبر ہونے کے بجائے ام ظاہر
اسی مقصد کے لیے واقع ہو گیا کہ لفظ خاتم التبییین سے ہر قسم کی نبوت عام کے
متعلق ہونے کا مراعت کر دی جائے۔ اسی تھو کہ کثرت م اور کثرت جبل کی بنا پر اسی کی
روایت نہ ہو سکے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَاقَبَنَا بِمَا كُنَّا نَكْفُرُ بِهِ

۱۰ حضرت شاہ عبدالحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول وہ ہے جو کتاب یا شریعت میں دیکھا ہو یا شریعت

کہ چنانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے بڑی تہمت ختم کیا جاتا ہے۔ آپ کے بعد کوئی شخص اس منصب پر فائز نہیں ہوا۔ اسی مرتبہ اعلان کے بعد ہی جو شخص اسے بڑی تہمت لادے گا وہ گناہ قتل سے متعلق ہے کہ سب کو نبوت کی نشان دہی قرار دیا جائے گی (مفسرین) آپ نے غلط فہمی سے مطلقاً ختم نبوت کا اعلان کر دیا۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ کسی کام کے ختم کرنے میں صاحب اختیار کے ساتھ حاکم کیوں؟ آخر وہ کس وقت ختم کرے؟ اعلان کس کے حضور سے کرے؟ جب تک حاکم اور حکم مطلق کی جانب سے سب سے بڑی تہمت کے اعلانیہ انتقام کا اعلان ہو چکا تو اس کے بعد، سوال کی اگر بڑی تہمت ختم ہو گئی ہو اور یہ کہ وہ دیکھ آئے تو یہ سب سے بڑی تہمت کا سلسلہ جاری نہ ہوگا۔ ٹیک اسٹریٹ کی کٹ گئی ہے جو حدیث میں مذکور ہے تو وہ ہر بات میں پیروں سے ملاتے کیا کریں گے۔ یہاں تک کہ جائے گا کہ ساری چیزیں تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں، اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ نہ کہ حول و لا قوع الا باللہ۔

۲۶۔۔۔ اور کئی کام کی انتہاء بھی تو فقہاء کا حق ہے سب سے بڑی تہمت لاد کر ایسا آدمی ہی پھر نہیں آتا جو اس کام کو کرنے کی صحت دیتا ہو۔ اس سے بھرا وہ کام بند کر دینا پڑتا ہے اور اسے نقص ہے۔ اور کبھی کسی کام کی انتہاء سب ارادہ فاعل کے ہوتی ہے کہ وہ اس کام کو نفع کا مال سمجھتا ہے کہ ختم کر دینا چاہیے اور (نقص نہیں بلکہ عیب) کا مال ہے۔ (چنانچہ ختم نبوت کے مسئلہ میں بھی دوسری صورت پیش آتی ہے کہ نبوت کو اس کے مزاج کا مال سمجھتا ہے کہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا مال ہے ختم کر دیا گیا۔)

۲۷۔۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ آپ کو خاتم الانبیاء مگر یہ دیکھ کر آپ کے بعد کوئی نئے نبی نہیں آسکتا اس سے قادیان گروہ نے استدلال کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک آیت خاتم النبیین اجر لے کر نبوت کے خاتم نہیں۔ مگر اس سے یہ استدلال کہ قادیان گروہ کی کالی ختم ہے کہہ کر ادا کرے تو یہ بے فائدہ ہے۔ جو حقائق اعتبار نہیں، بالآخر اس کو تسلیم کر لیا جائے گا اس کے درمیان میں ہر کچھ ہی

صفتِ دومنی دونوں طرح کا خاتم ہو جسے صحیح اس کے بعد اصل نبوت اور کمال نبوت دونوں کا انقطاع ہو جائے، وہ کہ وہ نقطہ اضافی و معنوی خاتم ہو۔ اور صحیح مرقعاً ہے حدیثِ عربیہ میں یہ ساریہ کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا دفرایا، میں اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ جبکہ حضرت آدمؑ بنو آدم و گلی میں تھے۔ قرآن کے اعتبار سے یہ ہے، اور طرزا کا مسئلہ نبوت کا اختتام لکھا ہے، زمانہ کے اعتبار سے یہ ہے۔ کمال کے اعتبار سے یہ ہے۔ اب اگر آپؐ کی غایتِ کمالیتِ نبویہ کا اضافی فہم کریں تو آدم علیہ السلام سے تعالیٰ فوت ہو جاتا ہے، اور حدیث ہے، رہا ہو جاتی ہے اور یہ معنوی اعتبار سے بھی بار بار آتا ہے۔

۳۳۔۔۔ اور حق دوسرے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے کلمہ دائرہ کار اس کے خاتم و مسافت کو اول سے آخر تک کے فرمایا ہے، اور اسی پہلے پہل و آخر میں تصور فرمایا اور آپؐ اس کلمہ دائرہ کار میں ہیں۔ اندر سے حدیث کی نفس کا آپؐ کے ہوا، اگر آپؐ سے استفادہ کے ذریعہ آئے۔ آپؐ کے حق میں ایک نفس ہے، گویا آپؐ بذاتِ خود اس مرحلہ کو نہیں کھینچ سکتے۔ اس لئے کہ خوب لکھا ہے چلے گی کہ یہ بھی شقی کا دہائی اس سے شروع ہوتا ہے۔

۳۴۔۔۔ اور خرافات کے باب ۲۰۰ میں اس قیمت کے خاتم و مسافت پر لکھا کہ ہے، اور اس خاتم کے نزدیک سیاحتِ مہاجرہ کا ہے، ذکر ہے یہی اس سے استفادہ کرنے والوں کو، لکھا کہ اس حدیث میں ختم علی و علیٰ صمدی نہیں دیتا۔

۳۵۔۔۔ اور اس طرحی کا ہے کہ ختم کے کمال اگر باعتبارِ اہل کے ہوا ہے تو اعتبارِ اہل کے قرب اور متباعد ہے، جو کہ فرقہ جہاں ہے، اور شاہِ عربیہ نزدیک و دوری میں جو حرفیہ کے کام کے یہاں مقرر ہے اور غالباً یہ کہ یہ یَسْتَفْزِلُ الْوَكْرَةَ يَتَلَقَّ بِهَا اور پھر میں اَللّٰهُ ذِي الْفَلَاكِجِ یَکُنْ اِیْکَہ کی جانب اشارہ ہے، اس طرح جہاں ہے۔ اور شاہِ اس قسم کے خاتم میں ختم معنوی یعنی ختم کلمات کی ظاہری صورت نیست اللہ ہی ختم نان ہوگا، لیکن ہر طرح کے ایک صحتِ مناسب ہوتی ہے، اس طرح

۴۰۔ اور شکی بہت کثرت مرتبہ ہے، جو ایمان کے لیے جتنی ہے اور جو ان اہل عقائد میں پائی جاتی ہے، خاص کر اس لیے۔ جبکہ حق قائلے عمدۂ نبوت ہے کہ تم ہونے کا اعلان فرماتے ہیں، اور اس نوع ہی کو ختم کر رہے ہیں۔ واللہ یقول الحق۔ وهو یهدی السبیل۔

۴۱۔ پس حق قائلے نے جو شخص لکھ رہی کہ بحمدہ عالم ہے ایک خاص نظام طرز رکھتا ہے، اور کمالی عالم کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی ختم فرما رہا ہے۔ اس کے لیے کہ مقصد ذہن میں سب سے اول ہوتا ہے اور دہم دہی وہ سب کے بعد آتا ہے؟ احقر نے ایک نکتہ میں لکھا ہے: اسے ختم و مل! آپ کی اُمت سب سے بزرگ اُمت تھی، اس لیے سب کے بعد دہم دہی آئی، جس طرح کہ درخت کا ٹروہ اصل مقصد ہوتا ہے اور فصل کے آخر میں دہم پذیر ہوتا ہے؟

۴۲۔ اور ایمان کے ہر کہ جو کثرت کو وحدت کی طرف راجع اور اس کے دشتہ میں خلک دہر وہ شیرازۂ مشترک کی طرح ہے، جو رفتہ رفتہ فنا ہو جاتا ہے۔ اور جس چیز میں جس قدر وحدت قوی تر ہوگی وہ اسی قدر زیادہ معزز ہوگی اور اس کی وحدت از حد سب سے افضل تر ہوگی۔ انسان کی روح، پھر اس کے جسم پھر دیگر کائنات و ممالک میں درجہ بدرجہ خود گردی، بکھرے ہوئے حاکم کی طرح نہیں ہیں، اور ذخائر کی مانند ہیں، جو کہ مادہ ہے۔ اسی وجہ سے خود مسخ کئے نہیں کہ مادہ سے کثرت ہے اور وحدت سے وحدت۔

۴۳۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت سے کتاب نبوت کی نعت تمام ہو چکی اور سلسلۂ نبوت ایک خاص نظام کے مطابق پانچ تہلیں کو پہنچ چکا، اس کے بعد مرزا قادیانی کی، کی کئی کئی دہریں، یعنی دہی سے جو نبی ساز دہر (فضیل) خداوندی پر اعتراض ہے، اگر بھی منطبق ہے (خود بخود) گذشتہ اُمتوں کی بھی اپنے نبیوں کے مقابلے میں، کئے کا حق حاصل تھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ کئی لوگ ان کثرت کے لیے مخصوص و منتخب کیا گئے؟ اور یہی معارضہ ایسی ہی میں نے اللہ تعالیٰ سے

سے کیا تھا کہ امر خلافت کا دار آپ کے اقتاب و اقتبا پر کھینا ہے، یہی کی بنی
 بلور داشت! ایسے سے اس مدعی کا دیانی کو پہنچے ہے۔

اور حقیقتاً امر ہے کہ جس طرح کہ پہلی آیتیں انبیاء سابقین کے زیر سایہ
 زندگی بسر کرتی تھیں اور مشیت الہیہ کے مطابق نبوت کے علاوہ دیگر مراتب قرب حاصل
 کرتی تھیں اور امت کے کسی (ذکر) حق نہیں تھا کہ وہ انبیاء کرام سے متاثرہ آرائی کرے
 اور نہ وہ اس معاملہ میں کٹ جتھ کر سکتا تھا اسی طرح امت پر محمد بھی قیامت تک نفرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے نقلی رحمت میں زندگی بسر کرے گا اور نبوت کے
 علاوہ جس قدر مراتب قرب کسی کے حق میں اللہ تعالیٰ کو منظور ہیں انہیں حاصل کرے گا
 لیکن اس کٹ جتھ کا کسی کو حق حاصل نہیں کہ کسی آیت کو مستحکم بھرتہ کہیں نہیں عطا کیا جاتا،
 یہی جیسا کہ اُس نبی کی نسبت اُس ناز میں اپنی امت کے ساتھ تھی اسی طرح اب مشیت
 الہیہ ہے کہ وہی نسبت واحدہ و آخر زمانہ تک قائم رہے اور تعلق پر ہی امت کے
 ساتھ غم عالم تک باقی رہے۔

۴۴۔۔۔ اور ترمذی کی حدیث سے برغم و کھر سے ابی ایان کو شفاء عطا کر دی
 ہے (اور قادیانی واحدہ کے تمام دوسروں کا جواب شافی دے دیا ہے) آپؐ نے فرمایا
 کہ رسالت و نبوت بندہ پہنچے پس میرے بعد کوئی رسول ہو گا اور نہ نبی۔ ترمذی
 کہتے ہیں کہ یہ خبر لوگوں کو مشافہ گزاری کہ رسالت و نبوت قریب رحمت حق اس کا
 انتفاء امت کے لیے مرجع عوام ہو گا، آپؐ نے فرمایا: "لیکن بشرات باقی
 ہیں"۔ ائمہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بشرات سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: "مومن
 کا خواہش! اللہ! جس نے اوپر نبوت میں سے ایک جز ہے، رحمت حق میں ہے۔
 اس حدیث سے اسی تعلق کا ازالہ کیا ہے (جو آج قادیانی واحدہ کی جانب سے پیش
 کیا جاتا ہے) اور صاحب نزہات نے بھی باب ۲۲۲ میں اس سلسلہ میں کچھ تحریر
 فرمایا ہے۔

۴۵۔۔۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر میامت تمام انبیاء سابقین

آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار پہلے مخلوق کی تقدیر رکھیں اور ان کو 'میں
 تم پر فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یہ حدیث کو اسباب دینے' میں بھی
 مسلم کے حوالے سے نقل کی ہے، اگرچہ مسلم کے موجود نسخہ میں، پوری حدیث
 ان الفاظ میں لکھی نہیں ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں ہر
 ہے کا آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مٹ جوت تھی، اور آپ خاتم النبیین
 تھے؟ (شان تہذیب)

خاتم النبیین جس چیز سے کسی چیز پر شر کی جاسکے، نکالتے وقت ترس سے
 آخر میں جاتی ہے، لیکن قرآن میں وہ سب سے اول واقع ہوتا ہے اور سب سے
 پہلے اسی کو کھولا جاتا ہے۔ مسند طحاوی ص ۲۵۲ میں حضرت جابر علیہ السلام سے
 اسی مضمون کی جانب اشارہ ہوا ہے۔

۱۔ مسند طحاوی کے جس حدیث کا حضرت صنف نور اللہ رحمہ اللہ نے حوالہ دیا ہے، اس کا
 مضمون، ہے کہ جب آگ طلب شامت کے لیے ط (الایب حضرت آدم حضرت
 لوح، حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ (علیہم السلام) علیہم السلام کے بعد
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ آپ کو خد کر دی
 گئے کہ آگ اور میری والدہ کو صبر بناؤ گی۔ اس کے ساتھ وہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا مشورہ دیتے ہوئے (آجی) گئے۔

ولکن ارايتم لوان عتبا
 في وعاء قد عتم عليه كلن
 يوصل الى ما فيه حق
 يفضي الخافه
 فيقولون لا فيقول بخلاف
 محمد صلي الله عليه وسلم
 لیکن ارايتم لوان عتبا
 في وعاء قد عتم عليه كلن
 يوصل الى ما فيه حق
 يفضي الخافه
 فيقولون لا فيقول بخلاف
 محمد صلي الله عليه وسلم

سے کہنے جی ہاں، اگر آئندہ کسی حدیث نبوت کے انکار سے وہ کافر ٹھہرے گا۔
 بلکہ، چاہا گیا کہ اس کا ایمان کام انبیاء سابقین کے پاس سلسلہ کرمی ہو، کیونکہ
 حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان و تاقام الہیہ سابقین علیہم السلام پر ایمان
 لانے کی تفسیر ہے، اور خاتم الانبیاء پر ایمان لانے کے بعد اس سلسلہ کا کوئی فرد
 ایمان باقی نہیں رہے گا۔

۴۸۔ — مخرج القرآن میں سورۃ اعراف کی آیت وَ اَلَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنا
 یُؤْمِنُوْنَ کے نزل میں اس صفحہ کی جانب اشارہ ہے اور سورۃ النبی میں بھی ہے
 اور یہ دعا ہے اس آیت کے لیے: (اَللّٰهُمَّ اَنْتَ کَلَّمْتَ نُوْحًا وَ اَنْتَ کَلَّمْتَ
 اٰدَمَ وَ اَنْتَ کَلَّمْتَ اِبْرٰهٖمَ وَ اَنْتَ کَلَّمْتَ مُوسٰی وَ اَنْتَ کَلَّمْتَ عِیْسٰی وَ اَنْتَ کَلَّمْتَ
 مُحَمَّدًا) عارفانِ حق اس آیت کے نزل میں لکھتے ہیں:

"اے اس آیت پر حق تعالیٰ شانہ کا سب سے بڑا انعام ہے کہ ان کے لیے
 اس کے دین کو کامل کر دیا۔ اس لیے وہ اپنے دین کے ساتھ اور دین کے اور اپنے
 نے سورۃ اعراف کی آیت کے نزل میں حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ایشیاء حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے اپنے آئینہ کے حق میں دنیا اور آخرت کی نیکی کی جو دعا مانگی
 مراد اس سے ہے، حق کو سب اُمّتوں پر مقدم رہی۔ فرمایا کہ میرا خطاب اور رحمت کسی
 فرستے پر مخصوص نہیں۔ سو خطاب تو اس پر جس کو اللہ چاہے اور رحمت سب کو شامل ہے،
 لیکن وہ خاص رحمت کہی ہے ان کے نصیب میں جو اللہ کی مدد باقیین یقین کریں، یعنی
 آخری اُمت کو سب کتابوں پر ایمان دین کے۔ سو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت میں
 جو کوئی آخری کتاب پر یقین دے وہ پہلے اس نعمت کو، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
 دعا ان کی ہے:

اور سورہ النبی کی آخری آیت کے نزل میں لکھتے ہیں: "یعنی پہنچ گیا تم کو اس واسطے
 کہ تم اور اُمتوں کو سکھادے، اور رسول تم کو سکھادے اور یہ اُمت جو سب سے پہلے آئی سب
 کی تھیں اس پر معلوم ہوئی، سب کو راہِ حق بتائی ہے۔" لے لائقہ: ۲۱

۱۱۔ آپ کے بد قسمت تک کوئی نہیں۔ بلکہ قسمت تک قسمت و حرم آپ ہی کا ساتھ نبوت و رحمت پیدا ہے گا۔ (الحق)

۱۲۔ دیکھو! یہ کتنا کہ قدری عشق ہی ہے جس میں نبوت کا سلسلہ جاری و جہز اس کے جواب میں بطور مبارکہ کیا جائے گا۔ دیکھو! وہی رحمت نہیں جس کے تمام اجزاء پر آمیزا ہوا ہے، مگر آدمی اس کے عمل کی شکیلی نبوت کے انکار سے کافر ٹھہرے۔ نیز کادانی سے سوال کیا جائے کہ آیا وہی کے بارے میں بھی یہی منطق جاری ہوگی کہ وہی وہی رحمت نہیں جس نے وہی کو پیدا کر کے میرے امی وراثت طلب ہے کہ اس شکیلی نبوت، جس نے اب تک کوئی نیا پیدا نہیں کیا، اور نہ اس پر مدد راضی ہے۔ اس کی رحمت سے کیا ہے؟

۱۳۔ اگر گذشتہ بحث سے آپ نے یہ سمجھ لیا ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطۃ النقطہ (ار کے درمیان رسی) کی حیثیت سے عالم و جہوں میں دیا گیا کہ آپ کا تعلق سابقین سے ہے اور اہل بیت کا ہونا اور احسن سے کس قدر ہی اہمیت کا نہیں بلکہ آپ کو صدر ہمس کی حیثیت سے دیا گیا ہے کہ وہی تہید پہلے ہوا کرتی ہے، اور صدر ہمس کی آمد کے بعد ہر کا اختتام ہو جاتا ہے اور مقصد تم ہو جانے کے بعد سوائے کچھ کا تقادہ نہ جانے کے اور کوئی کام باقی نہیں رہ جاتا، وہ لازم آنے کا مقصد اسی تک پہنچ جاتا۔

۱۴۔ دیکھو! یہ نبوت کہ بادشاہت پر قیاس کرتے ہوئے کیا ہے کہ شہنشاہ وہی کہ کسی جہ سے انتہا بہت سے بادشاہ دیکھا ہو۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال نبوت اسی وقت ظاہر ہو سکتا ہے جب کہ آپ کے طبع نبوت سے بہت سے نبی و جہز آئیں۔ لیکن اس شکیلی نبوت نے نہ ہم خود کمال ثابت کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہیوں کا التزام کیا ہے۔ کیونکہ شہنشاہ کا اپنے ماتحت بادشاہوں اور جانشینوں کی ضرورت اس سے پیش آتی ہے کہ جتنے جہز نامکمل ہے، کیونکہ مملکت کا سلسلہ جاری ہے۔ (اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہیوں

اصول میں کلام تھا، اور اس کی اصل بحث اس امر میں تھی کہ حکومت و رسالت اور دیگر اہم باب
 الہیہ کا مدار کیا ہے؟ بلاغت اور طبع صلاحیت پر ہے، یا کہ حق تعالیٰ شانہ کے
 ارادہ و اختیار اور مشیت پر؟ (ابھی بشرقِ اولیٰ کا قائل تھا، ابھی وہ جیسے کہ وہ ہر کام
 کی قوت کے بارے میں سمجھتا ہے اور اس کے برعکس، آدمؑ اور اولادِ آدمؑ کا
 ملک ہے کہ خدا تعالیٰ کے کسی فعل پر چون و چرا نہیں کرتے کہ وہ تعالیٰ کے
 عبودیت کے تحت ہے، بلکہ وہاں صاحبِ مملکت حق شانہ کے سپرد کے احکامات
 و تسلیم کیا کرتے ہیں اور اپنی عبودیت پر نظر رکھتے ہیں، اور وہ حق پر چھوڑ کر آدمیت کی
 محبوب ترین اور ایسی عبودیت اور قبولی و تسلیم ہے۔ چنانچہ انسانیت کے کلی سر
 اور اولادِ آدمؑ کے بانی و آغاز مسیحؑ نے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا
 وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبدُ اللہ و رسولُ اللہ (اس کے مقابلہ میں شیخ
 صاحبِ صغر گوشت)

ہوئے کھاسے کہ ابھی نے فرشتوں سے کہا،

”جی، مانا ہوں کہ باری تعالیٰ میرا اور ساری مخلوق کا معبود ہے، وہ عالم
 ہے، قادر ہے، اس کی قدرت و مشیت پر بحث نہیں ہو سکتی کیونکہ
 وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرے تو اس کے کواکب سے وہ ذرا بڑا
 ہو جاتا ہے، وہ حکیم بھی ہے، مگر اس کی حکمت پر چند سوالات تھے
 جو سنے ہی، فرشتوں نے پوچھا وہ سوال کا جوابیہ صادر کئے ہیں، وہ
 لھوہ یروا، ساتھ!“

”اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اس سے کہہ کہ تو اپنے پہلے
 انذار میں، کہ میں میرا اور ساری مخلوق کا معبود ہوں، صمدی اور غلط نہیں۔
 کیونکہ اگر تو واقعی تصدیق کرتا کہ میں الٰہی علیہ ہوں تو تو کیوں اصرار دے کیوں؟
 کہ مخلوق کے ساتھ مجھ پر حکم پہنچنے کی کوشش کرے؟“

(دیکھئے اللہ الخلیفہ چارٹریڈ کتب فاضلہ علیہ صوم مشاہیر احرام)

ہے جو ملک کے اقتدار میں نزاع کر آئے اور ہر بات کی غت میں آجھتا ہے۔
 ۱۔ ایت سکر و اذ قال ربك للذئبة اني جاعل في الارض خليفة فتبد
 سائله فانه لم يثنى عنه۔ چنانچہ آسمان پر اللہ کے بند مستند بہت سے آئے کہ
 اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو جہنم فرمائیں گے جن کی اطاعت فرض ہوگی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ
 کی اطاعت بھی منبر ہے جبکہ اس کے حکم سے اس کے امور کی اطاعت کی جائے، اور
 یہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے مدعا حاصل اور فیصلہ کن معیار ہے اور یہی مطلب ہے
 حق تعالیٰ اس ارشاد کا کہ ”وَلَا تَعْصُوا امْرًا وَلَا نَهْيًا“ نیز اس ارشاد کا کہ ”وَلَا تَعْصُوا
 امْرًا وَلَا نَهْيًا“ کوئی رسول مگر اس واسطے کہ اس کا مانا جائے اللہ کے حکم سے نیز اس
 حدیث کا جس میں آپؐ نے ایک علیل کو فرمایا تھا کہ ”یوں کہ کر کہ جو شخص نافرمانی کرے
 اللہ کی عداوت اس کے رسول کو“ اس حدیث میں قرآن حکیم سے اقتباس کرتے ہوئے اللہ و
 رسول کو الگ الگ ذکر فرمایا۔ کسی شخص کا اپنی عقل سے کسی کی اطاعت کرنا، درحقیقت
 اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں بلکہ اپنے نفس کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت تو جب
 متحقق ہوتی ہے جبکہ اس کے حکم سے کسی دوسرے کی اطاعت کی جائے چنانچہ حضرت ابراہیم
 و آدم علیہ السلام نے خدا کو عباد کرنے سے انکار نہیں کیا، بلکہ اس کے حکم پر حضرت
 آدم علیہ السلام کے سامنے سر بسجود ہونے سے انکار کیا جس کے بارے میں خدا تعالیٰ
 نے حکم دیا تھا اس لیے خدا کا (یا ان اور مکر مثلاً) نیز اس آیت میں ”وَلَا تَعْصُوا
 امْرًا وَلَا نَهْيًا“ سے یا عقل اور تقدیر و تجربہ، اکتفا و احکام اور وعدہ و وعید کے
 معانی بھی ہیں۔ ”وَلَا تَعْصُوا امْرًا وَلَا نَهْيًا“ کے لیے نیز اس میں ”وَلَا تَعْصُوا امْرًا وَلَا نَهْيًا“
 کی تفسیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور یہ کہ علوم کی انتہاء اللہ تعالیٰ کے علم پر
 ہوتی ہے، اسی واسطے آدم علیہ السلام کو اس کی تعلیم دی۔ اور یہ کہ انسان کا شوق حب
 اور توبہ و نافرمانی میں ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی باز نہیں کر سکتا، اور وہ سب
 سے باز نہیں کر سکتا ہے۔ نیز اس میں مرہم لکھ دشا (از ناز خورشید کا منہ ہے اور یہ کہ یہ
 اللہ کے حکم و حکم سے فیض یاب ہونے کی) آخری تفسیر ہے (ایک شاعر نے فرمایا)

اور اس تعداد و آدم و ابلیس سے بھی معلوم ہوا کہ ایمان میں خلل قلابی برداشت نہیں
ہو احوال میں تفسیر اور کو آجی ہو تو قلابی مغفرت ہے۔

۵۵۔ اور جب قرآن کریم نے اعلان کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شخص
انبیاء کے خاتم ہیں تو اس کے معنی اس کے سوا اور کیا ہیں کہ انبیاء کرام کی جو تعداد علم
الہی میں سب سے زیادہ تھی آپ پر اس کا اتمام ہو چکا۔ آپ سلسلہ انبیاء کے
آخری فرد تھے۔ آپ کے بعد اب کوئی ایسی شخصیت باقی نہیں رہی جس کا نام انبیاء کی
فہرست میں درج ہو۔ لہذا آپ کے بعد حصول نبوت کا فوڈزم بالکل بند ہو چکا۔
اور اب (مہاذاتحاد) عقل و برزخ وغیرہ کا دعویٰ بھی نبوت کے اجراء و بقاء کے لیے
سود مند نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ ہر عقلی و ہر عیسائی کہ تمام انبیاء کو ائمہ انجلیت
کے اعتبار سے ایک جگہ اشخاص ہیں ان کے اسی شخصی تفایر کے لحاظ سے ان کی
ایک عقلی تعداد علم الہی میں موقوف ہے جس میں کی بیش نہیں ہو سکتی اور نصی قرآن اسی
تفایر اشخاص پر مبنی تھا کہ کوئی ختم کرنے کے لیے وارد ہوتی ہے مذکورہ واسطی و عدم واسطی
پر (دار رکھنے کے لیے۔ لہذا یہ کہنا کہ (خاتم النبیین کے بعد واسطی نبوت کا
دورانہ کو بند ہے، مگر بالواسطی نبوت کا دورانہ کھلے گا) قرآن کی قرینہ اور اس
کے مقصود کو باطل ٹھہرانے سے جس کا منشاء بعض شیعانی فریب اور غرور ہستی نفس کی
پروری ہے۔ اس لیے کہ اگر بالفرض نبوت بالواسطی بھی (کسی شخص کو حاصل) ہوتی تب
بھی تعداد اشخاص سے تو ایک نہیں ہو سکتی تھی۔ (بکہ وہاں ایسے شخص کی نبوت
بھی فہرست انبیاء میں ایک نئے نبی کا اضافہ کرتی) حالانکہ قرآن نے اس قصہ ہی کو ختم
کر دیا۔ اور تمام نبیوں کا نام کے اشخاص کی جگہ ہی تعداد کے اعتبار سے احاطہ کیا ہے،
خبر نبوت کہ کوئی نہ تو تم کے اعتبار سے (پس قرآن) نہیں بتاتا کہ نبوت کی فہرست
تسلی ختم ہو چکی ہے اور انوں قسم ابھی باقی ہے۔ نہیں! بلکہ وہ قرآن نے اس لیے کہ
(حاشیہ منکر و شہرہ) اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی رحمت اس کے غضب سے
بڑھتی رہتی ہے۔ نیز اس میں انبیاء کرام کے تمام خدایوں سے افضل ہونے کا مستند ہے۔ نیز
ایک باب و اختیار کا منظر ہے۔

شیر، نہیں ہے۔

اور فرق ظاہر جس میں مرتبہ نفس امار بھی شامل ہے۔ اس کو لغو قرار دینے کا راستہ بائیت اور طریقہ پیش سے بھرا کر سنے آئے ہیں۔ اور قرآن کریم انہی تحریکات کی اصلاح کے لیے نازل ہوا ہے جو مختلف ادیان میں اس قسم کے لوگوں کی کافری سے پیدا ہو گئی تھیں۔ مثلاً یہود میں عقیدہ رجعت، اندھائی و ہندو میں عقیدہ حلول۔ (اب انہی تحریکات کو قرآن میں مٹوانا بہترین علم و اکا ہے۔)

۵۸۔ اور معلوم ہے کہ علماء ظاہر، ظاہر شریعت سے باطن کی طرف جاکر اور خود کو فلاح الہی، نبوی کی صوفیت میں عقیدہ کر کے سمجھتے ہیں۔ بسے ہیں۔ خواہ شہنت و سحر تک باکم و کاست پہنچے ہوں یا ملت الاعصاب (زانی میں کرکٹاں دے رہے ہوں۔ جیسا کہ علامتے باطن، باطن سے ظاہر کی طرف آتے ہوئے پر مشہور اسرار و رموز کے انبار میں کبھی کبھی ٹھیک ٹھکنے پر اپنا تیر نہیں لگا سکے۔ یہی ہے اخلاقی دوفا ہوا۔ یہی سبب ہے کہ باادوات انھوں نے ایسی چیزیں بیان فرمائیں جو دراصل کے فہم تک نہ پہنچ سکیں، باوجودیکہ انھوں نے بسوط اور فہم کیا ہی کھی تھیں۔ اور ایک صاحب فہم عالم یہ سمجھتا رہا کہ اس قدر قسح و قشریج کے بعد اب کوئی بات لوگوں کے استعداد سے باہر رہی ہوگی، مگر واقعہ یہ نہیں، بلکہ سیکڑوں اور ہزاروں امرداب بھی فہم سے باہر رہ گئے ہیں۔ اور خدا صوریہ کام نے وصیت فرمائی ہے کہ انہی لوگ، جو ہم سے حال کا ذوق نہیں رکھتے اور ہماری کتابوں کا مطالعہ نہ کریں۔ خدا ان کو وصیت کے بعد اور کیا پاس ہے جو اے خودوں نے مقصد میں رس لے اس مقام میں مرزا کے بیان کا خلاصہ ہے کہ قات و مرقع کی حالت میں نبیوں پر بطور استعارہ خدا اور خدا کے بیٹے کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس پر تلے یسوی میں لوگ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بننے کی کیا ہے۔ ترجمہ۔

یہ طرز شرابی نے اس پر بہت دھکی بٹھک کر ہے دیکھئے ایضاً ص ۱۱۵ ج ۱۱ ترجمہ

مسند میں کچھ لکھا ہے۔

۵۹۔۔۔۔۔ اور معلوم رہے کہ ایمان اور کفر کے مابین جہ فاصل صرف ایک حرف ہے اور وہ ہے انبیاء کرامؑ پر ایمان لانا اور ان کی تعلیم و ہدایت پر انحصار کرنا۔ یہی چیز ہے جو ایمان و کفر کے درمیان امتیاز کی کڑی پینٹ ہے ورنہ تمام تو یہ اثبات بارہ قسطنطنیہ کے مسند میں بعض بعض چیزوں کا اقتدار رکھتے ہیں، لیکن حق قسطنطنیہ کے دعوہ کو تسلیم کر لینے بند وہ اس کی جانب سے آمد تعلیم و ہدایت پر انحصار نہیں کرتیں بلکہ حقوقِ عہدیت کی ادائیگی میں اپنی خواہشات کی پیروی کرتی ہیں۔ بخلاف ایمانِ سادہ کے جو ان کا تمام تر اٹھنا و ایستادن اپنی پر ہے۔ جن کی تعلیم انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ہی گنت ہے اور جو بعض طائفہ کا خیال ہے کہ انبیاء کرامؑ کی تعلیم اگر جمع بھی ہو تب بھی ان کی ذات پر ایمان لانے کو کبھی جزو ایمان قرار دیا جائے گا۔ یہ خیال سچ فطرت کی علامت ہے۔ کیونکہ جب ہم نے خود قسطنطنیہ کی جانب سے نازل شدہ ہدایات پر انحصار کیا تو لامحالہ خدا اور بندوں کے درمیان پینا مروں کی حرمت و حق ہوتی اور ہدایات کا توقف ان کی ذات پر پڑا۔

۶۰۔۔۔۔۔ نیز یہ بھی معلوم رہے کہ حضرات انبیاء اور خلفاء کی عبادت میں عہدیت ہے۔ کہ وہ (پیشہ، تشویش و تعلیم اور دہشتِ محالہ) پر فخر کے واسطے (پہ گامزن رہتے ہیں) اس کے علاوہ اپنی جانب سے ایک حرف بھی درمیان میں نہیں لیتے، نہ (احکامِ خداوندی میں) اپنی عقل کا کرتی دخل دیتے ہیں۔ اس لیے کہ جب مطلق اپنی تاجی و پادشاهی اور تمام معاملات و اختیارات کو آقا کے سپرد کرنے کے سوا اور کوئی سلج نکر نہیں رکھتا۔ بخلاف عاصیوں کے، جن میں ہمت پرست بھی شامل ہیں کہ وہ عبادت کا طریقہ اپنی عقل سے تجویز کرتے ہیں اور اعمالِ سفلیہ کے ذریعہ طوالت کی تیز سے رسومِ عبادت چلاواتے ہیں۔ مثلاً ہیکل اور عورتیاں بنانا اور منتر جنتر پڑھنا وغیرہ۔ گویا ان کی عبادت کا حاصل ایک قسم کا جادو اور جمل تیز ہے۔ یہ فرق ہے انبیاء اور غیر انبیاء کے درمیان۔

نہ مقدمہ ابن خلدون ص ۴۶۷۔ باب، فصل ۱۰

۶۱۔ اس عالم میں حقیقتاً ملا اور نہیں گئے کسی گروہ کے درمیان اختلاف رائے کبھی ختم نہیں ہوا، سوائے انبیاء، عیسائوں کے۔ کئی حضرات ہیں سے کسی ایک نے بھی نہ کہیں "میرے بچے کی جگہ"، نہ اس کی کسی بات پر رونا کیا۔ پس سلاطین اس سے کہ ان کے احکام کی باطنی حکمت کا مطالعہ نہ کیا جائے، بلکہ بغیر حق درجہ اور بحث و مباحثہ کے ان کی اطاعت کی جائے۔

عالم تشریح، جو عالم حکمرانی کی سطح ہے، اس میں بسبب اور مسبب کا بھی ربط بسا اوقات (آسان ترین ہوتا ہے کہ اس باب نظر کر بھی فکر نہیں آتا، اطاعت شعرا، مال و باغ کے لیے قربانیوں کو اس سطح کو توڑ کر باطنی ربط و تعلق کے مطالعہ میں آجے۔ اور باطنی حکمت اور اخلاقی حقیقت کے کھل جانے تک قانون الہی کی تعمیل کو مستقل رکھے، شیطان کی ضد اور ہٹ دھرمی اور حقیقت بھی حتیٰ کہ جب تک سہما آدم کی حکمت نہ بتائی جائے اس وقت تک بغیر تعمیل حکم سے قاصر ہے) مختلف نسبت انبیاء علیہم السلام کے ذکر ان کا فرق احکام الہیہ کے بارے میں ہے۔

زبان تازہ کردی با قرار تو
نیکی نیتی حقت از کار تو

۶۲۔ چونکہ حضرات صرفاً کے عبادت و اصطلاحات کا سلسلہ ایک ہیں اور مستقل سلسلہ ہے (اس لیے نئی تصوف کی اصطلاحات کا اگر فرق و عقائد اور دیگر علوم و مذاہب سے گڑبگڑ کر دیا جائے تو اس سے اکادمی زندقہ کے سوا اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو گا۔ چنانچہ) "تمہ (کچھ بھی کہتا ہے کہ) نئے تصوف کے بعض اجزاء کو سوائے انہیں علوم ظاہری کے بعض اجزاء جڑ دیتا ہے اور اس طرح وہی سے لاد کا نتیجہ نکالتا ہے جبرائیل اور موسیٰ کا مشیور نہیں ہے۔

سادہ لوح، سادہ منش یا عوام قسمت لوگ اس کے اس دھرمی کو دیکھ کر کہ نہیں سنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مرتبہ نبوت پایا ہے، نقیباں اس کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ دیکھتے ہی کہ یہ شخص یحییٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بیانہ
یعنی آپ کو خاتم کمال کے لیے ضروری جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی،
اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین قرار دیا یعنی آپ کے پروردگار کا
نہایت نیکو دوست ہے اور آپ کی توجہ روحانی "نیکو تر" مشن ہے، اور یہ
وقت تو یہ ہے کہ اور نبی کو نہیں ملے گا

حاکم علیہ السلام سنت میں فقط خاتم، خواہ اس کے کردار کے ساتھ جو جس کے معنی
متم کنندہ کے ہیں، یا اس کے حق کے ساتھ ہر، جس کے معنی ہیں وہ چیز جس سے کسی
چیز کو ختم کیا جائے، ہر دو صحت "خاتم القوم" کی ترکیب ہیں (یعنی جبکہ یہ فقط
کسی جماعت کی طرف مضاف ہو) آخری فرد کے ساتھ اس کے لیے نہیں آتا،
اور ملانے سنت نے تصریح کر دی ہے کہ جب یہ فقط کسی قوم کی جانب مضاف
ہو تو خواہ حق کے ساتھ ہر یا کردار کے ساتھ، اس وقت اس کے ایک ہی معنی ہونے
ہیں یعنی اس قوم کا آخری فرد؟

اور اصل لغت ہے کہ "خاتم" یا "کیر" کے معنی ہیں "انجام" و "اختتام" جبکہ پہلے والا
کیونکہ اس کا اصل صیغہ صفت ہے اور "خاتم" یا "فتح" کے معنی ہیں: "وہ شخص یا چیز جس
کے ذریعہ کسی شے کو انجام و اختتام تک پہنچایا جائے" کیونکہ یہ اس سے دو صفت
جیسا کہ ملانے حضرت پر مبنی نہیں رہا ہے، حق اور کردار کے دونوں کو انہیں مترادف ہیں۔
خاتم بھی، اور خاتم بھی۔ اور حاصل یہ دونوں قرآن کا ایک ہی ہے یعنی آخری نبی یا
انبیاء کرام کی جماعت کا آخری فرد اور پس۔ اس کے علاوہ باقی سب تعبیرات (رومی ہیں۔
پس اصل معنی کا ترک کر دینا مکمل و سب اور خود ہی تعبیرات کی دو کئی ایک صورت ہے۔ ان کا
کوئی فرد ہے۔ ان کو حق تعالیٰ نے درنا کا بیان کا طریقہ کسی شخص کو ہدایت سے
محروم دینے تو فریق کر دیا۔ اور (۱) جو ہم سے لگا کر دونوں قرآن کا ایک ہی حاصل ہے، یہی
مطلب ہے اس قرآن کا جو بعض مفسرین نے امام لغت ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ خاتم
یا "کیر" صیغہ ہے، یعنی اس صیغہ میں رچا ہوا اور ایک مقام کے کلام کا حقیقی مقصد

ہوئی (کیونکہ جب مرزا کی شریعت تجدید سنے یہ اصول لے کر دیا کہ شریعت محمدیہ کی
 اتباع موجب نجات نہیں بلکہ مرزا کی شریعت تجدید کی اتباع میں نجات منسوب ہے اور
 اس کا منکر کاغذ ہے تو شریعت محمدیہ کا لفظ اور مطلب منکر ہوا اس کے باوجود مرزا کا یہ
 کہنا کہ میں نے شریعت محمدیہ کوئی تجدید نہیں کیا اور نہ اس کے کسی حکم کو منسوخ کیا۔ محض
 اہل فریبی نہیں کرادیا ہے)۔

اور جس طرح کہ وہ علما اپنے کلام کے تجر و مال کو نہیں کہتا بلکہ انھوں کی طرح پتہ
 ہے۔ اکی طرح اس نے یہاں بھی ایک وقت تک نہیں بکا۔ (اس کا بھی اندھا دھند
 شریعت مجدد تجدید کا دعویٰ مانگ دیا) اور تقدیر برہم نافذ ہے کہ ہم اس سے سلب
 ہو چکا ہے اور اس کی تعلیم میں کوئی چیز ایسی نہیں پائی جاتی جس میں غلط و غلط اور تناقض
 و تضاد نہ ہو، جو کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ سے وقوع پذیر نہیں ہو سکتا، پس اس کے الہام و
 وحی سے ہی نہیں بلکہ اس کی بات و قابلیت سے بھی اتفاق و موافق ہو گئے۔ (دارالہادی ص ۴۴)
 ۴۴۔ اور حقیقتہً الہی ص ۶۶ میں دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے یہ ساری نعمت مشک
 دار میں وصول کر لی تھی۔ گویا اتباع وغیرہ محض کلمے کی بات ہے نہ کہ عمل کی۔ اور تنقید
 حقیقتہً الہی ص ۱۱۱ اور ترویج القلوب ص ۱۱۲ میں بھی یہی نظر اڑاتا ہے۔

۴۵۔ پس آیت، مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ قَوْمٍ فَجَابِلُهُ
 ذَلِكُمْ رَسُولٌ لِّلّٰهِ فَخَاشِعٌ لِّلنَّبِيِّیْنَ ختم انبیاء اور ختم نبوت کے
 اعلان کے لئے نازل ہوئی ہے اور اس امر کا اعلان کرتی ہے کہ اب آپ کے بعد کسی
 اور نبی کا انکار نہیں ہے، ایسا کہ قبل ان نبی انبیاء سابقین سے ہر چھ نبی اپنے لئے
 آنے والے نبی کا خیر و بد مانگے (اب کہلے اس کے ختم نبوت کا اعلان کر کے یہ
 دیا گیا کہ آقا، کسی نے نبی کو آمد منکر نہیں ہے) نیز رسول اللہ ص ۱۱۱ میں ہے کہ
 سابق امت کا حق نہیں رکھتے، بلکہ اس کے بھائے و بھائی و ختم نبوت کا حق رکھتے ہیں
 کہ یہ تلقین دلتی ہے۔ اور یہ کلام بذات خود بڑا طے ہے، اس کا رد اہل فریبی سے
 اثبات پر موقوف نہیں، جیسا کہ قرأت شافعیہ دو حجاب لایا ہے۔ یہ کہہ کر کہ شافعیہ
 پر مدار نہیں رکھنا چاہیے۔ نیز شاید زردوں کی تفسیر اس امر کے پیش نظر ہے کہ پختہ

۱۔ ارشاد خداوندی: **وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ** (اور جس انبیاء کرام سے ميثاق کا ذکر ہے اس کی تفسیر میں دراحتال ہے) یا تو اس سے دوسروں کے حق میں انبیاء کرام سے اطاعت و فرمانبرداری کا عہد لینا مراد ہے کہ یہ امر بہت ہی اہم اور مستم باطن ہے اور یہاں اس سے مراد انبیاء بنی اسرائیل سے بنو اسماعیل کے تمام انبیاء کے حق میں عہد لینا اور انہیں اس امر سے آگاہ کرنا ہے کہ نبوت بنو اسرائیل سے بنو اسماعیل کی جانب منتقل ہو جائے گی کہ یہ امر بھی حمایت اہم ہے۔ یہ انضر حمد اس واقعہ کے مشابہ ہے کہ زمشرین کو حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کی چٹکی طبع دے کر انہیں طاعت کا حکم دیا گیا۔ لیکن وہ دونوں امتحانوں میں سے غفلت اور کفر تفسیر زیادہ رائج ہے، لیکن کہ لفظ "النبيين" کو جمع اور، لفظ "رسول" کو مفرد لانا، ذکر بلفظ جمع "رسل" مفرد یا کفر، موصوفہ اور ثمرہ جملہ کو ہی اس رسول کے آدم کو کلمہ "ترائی" شدہ سے نہ کہ کفر تفسیر ثانی کا مرید ہے۔

ظاہر آیت کے تمام میں کو ایک طرف دکھا ہے اور ان سب کے بعد آئے والے رسول کو دوسری طرف۔ اور لفظ "ثم" سے معلوم ہوا کہ "وہ رسول" تمام انبیاء کرام کے بعد آئے گا، یہی کہ یہاں انبیاء کرام کے درمیان وقتاً فوقتاً آئے والے دوسروں کا تذکرہ ہو۔ اور لفظ "مستقی" سے معلوم ہوا کہ وہ رسول انبیاء کی جانب پہنچ نہیں ہوگا، بلکہ اپنے تمام پیشرو انبیاء کرام کی تعلیم کے تصدیق کرنے والا ہوگا، انبیاء کرام سے جو عہد و قرار لیا گیا اس سے اصل مقصد ان کی آخروں کو بتانا اور آگاہ کرنا ہے کہ اس عظیم شان رسول کے آدم کے وصف کا کچھ نہ ہو جائیگا، اور (حالیکہ لازم ہے کہ) قوی امور و مساوات ہیں بعض کو حکام مقام کی شکل کے تصور کریں، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذات کے زمانہ کو) پایا (اور بعد از نزول آپ کے تصدیق و اشباع کرنا تمام انبیاء علیہم السلام کی نیابت سے ہے) کافی ہے۔ اور شاید قرآن و رسول و حق کا رسول و حق سابق پر (ایمان لکھنا) انبیاء کے ہر دور کی ہر حق میں کہ معاذ اللہ آپ کے بعد نیابتی آئندہ ہے بلکہ شریعت بھانڈ سکتی ہے۔ نہ انتہائی ہو سکتی ہے نہ نیابتی بھی تبدیل ہو سکتی ہے۔

وہ سے تعدد قرأت نہ ثابت ہے۔

پس (جب) ثابت ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی "آخری نبی" کے ہیں تو، اگر کیا وہ ہے کہ ہم آیت کے ظہری اور کھلے کھلے معنی سے ہٹ کر، وہی ایک کا نسخہ کریں ؟ ظہری معنی کے چھوڑنے پر کوئی دلیل تعلق قائم ہوتی ہے ؟ نقصانی خواہش کیے مٹا دینا یا جان رکھنا عرصہ کا کام نہیں ہے۔

۸۔۔۔۔۔ (خاتم النبیین کی ترکیب) "یوسف احسن الخيرة" اور "فون اعلم بفساد" کی ترکیب جیسی جی نہیں ہیں جی مضاف الیہ بعلی مفعول م نہیں ہوتا ، اور مٹی و علم جی مطلق جی (مخالف اس کے خاتم النبیین جی مضاف الیہ مفعول م کے معنی میں ہے۔ اور فقط خاتم النبیین سے جس مضمونہ کو ادا کیا گیا ہے) ایسے موقوفوں پر اصل اور صحت کا نام نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت منقطع اور بہرہ دائم ہے۔ مگر دوام نبوت کا مفہوم سے تعبیر فرمایا گیا (۱) کہ دوام نبوت کی دلیل جی ساتھ ساتھ ہمیشہ کر دی جائے، لہذا کو آپ کی نبوت کے قیاسات دائم رہنے کی طے ہی نسبہ کو آپ پر نبوت ختم اور سلسلہ انبیاء کا اختتام ہو چکا۔ پس یہ قرآن کریم کا اجازہ ہے کہ اس نے آپ کی نبوت کے دوام اور اس کی ختم ہونے کو ایک فقہ "خاتم النبیین" ہی بنا دیا (۲) اور اسی لفظ میں عقیدہ پیدا کرنا ختم مضمونہ سے کہہ دیا ہے، اور نہ (مگر فقط) "خاتم النبیین" سے آپ کی نبوت کے دوام کا بیان کرنا قطع ہوتا، صورت ایک فضیلت و عظمت کا اظہار مقصود ہوتا، جس طرح کو اصل و سالت کا ذکر کیا جاتا۔ اسی طرح اصل نبوت کو، اگر کہتے اور خدا اس قسم کے الفاظ فرماتے: "وکلوا رسول اللہ ونبیاً من المقربین" ، جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں ہیں مسعودی کی قرأت "ولکن نبیاً ختم النبیین" نقل کی ہے۔

۹۔۔۔۔۔ اور کئی خاص آدمی کے گناہ سے نہیں بھر جبری امت کے اقبید سے گراؤ اثر صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی نبوت منویہ کا گناہ کرنے جیسے باپ کا بھاتا تو اس کی گناہیں چھوکتی تھیں جیسا کہ ازواج مطہرات کے لیے اُم المؤمنین کا محاورہ جاری ہے۔ مگر یہ محاورہ کی

ہو کر صورتِ غلبہ مقصد کا وہ دم دو آقا، اس لیے رائج نہیں ہو سکا۔ چنانچہ عقیدۃ الاسلام
دفعہ اولیٰ میں اکیلے سے منع نقل کیا ہے۔

۸۰۔۔۔۔۔ آیت کی مراد ہے کہ جس طرح آپؐ بیٹا نہیں چھوڑے گئے، اسی طرح دوسرائی
بھی نہیں آئے گا، اور ہر طرح آپؐ غلبہ چھوڑ کر نہیں جائیں گے، اسی طرح دوسرا پیغمبر بھی نہیں
آئے گا جو آپؐ کا خلیفہ ہو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد رکعت "کسی مرد کے
آپؐ نہیں، بلکہ آپؐ بعد لقب رسول اللہ اور خاتم النبیینؐ ہیں۔ اس لیے یہ نہیں
فرمایا: "ولکن رسول اللہ ونبیاً خاتم النبیین" کیونکہ یہ پورا عنوان لقب خیر تھا،
گویا قرآن مجید نے اصحابِ جن کے طرح لقب اور شہ فرمایا ہے۔

اور یہ لقب بعض آثارِ زمان کی بنا پر اتفاقی نہیں ہے بلکہ کسی اہم خصوصیت کا
آئینہ دار ہے۔ یعنی چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری زمانہ میں تشریف آئے، بعض
اس آثارِ زمان کی بنا سے کہ یہ لقب نہیں ہے، بلکہ مراد اللہ ہے کہ ہم نے
سلسلہ نبوت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا، اور سلسلہ انبیاء کی آخری حد
آپؐ کی ذات کہ خاتم بعض اتفاقی نہیں، جو حضورؐ کے لیے بھی ہو سکتی تھی، بلکہ کسی
اہم ترین خصوصیت کی بنا پر ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں
پائی جاتی ہے۔

۸۱۔۔۔۔۔ اور واضح رہے کہ رسول اور نبی کے درمیان مسخ فرق وہی ہے جو اکثر مقامات
بیان فرمایا ہے اور جو پہلے گند چکھا ہے اور حقِ صفت کا تقاضا بھی یہی ہے، کیونکہ رسول کے
معنی میں آخرت اور ہیغام نے جانے والے واقعات اور ظاہر ہے کہ فرستادہ خداوندی کے
کتاب یا احکامِ شریعی کے سوا اور کیا چیز دے کر بھیجا جائے گا؟ اور نبی کے معنی میں
خبر و ہند، جو وہی کھلے کے ذریعہ خبر دیتا ہو، اگرچہ جدید شریعت نہ ملے، اور اس کا خلیفہ
امت کی سیاست و نگہداشت ہے۔ چنانچہ حدیث میں انبیاء بنو اسرائیل کا ان کی سیاست
و نگہداشت کرنے کا ذکر فرمایا ہے اسی طرح حدیث میں آتے ہیں کہ ایک نبی گزرا تو اس کے
ساتھ ایک ہی عداوت تھی۔ اور ایک نبی گزرا تو اس کے ساتھ ایک ہی آدمی نہیں تھا۔ چنانچہ

حدیث بھی اس شخص پر واقع ہو گئی ہے کہ نبی کا ولیفد اور اس کا قلعہ اپنی اُمت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

۸۶۔۔۔۔۔ اور یہ مقولہ کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ خاتم المحدثین تھے (اس پر قیاس کرتے ہوئے دیکھنا چاہئے کہ اسے کہ جس طرح شاہ عبدالعزیزؒ کے خاتم المحدثین پر لے سکے ہیں نہیں کہ ان کے بعد کوئی محدث نہیں، اس طرح آ حضرت علیؑ علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ اس کا جواب ہے کہ اس مقولہ میں بھی خاتم المحدثین بمعنی آخری محدث ہی کے ہے مگر اس المطلق اور محالہ کی وجہ سے کہ کوئی شخص خصائص اور کمالات مخصوصہ کا ختم کنندہ بننا ہے، ایسا وہ خاص کمالات کے ختم کا لگانا کرتے ہوئے اس پر خاتم کا لفظ کی دیتے ہیں، پھر اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ کی کثرت کو ذرا نفاذ مستقبل کے حال کی تحقیق ہوتی ہے، نہ مستقبل کا علم ہوتا ہے نہ اسے غیب کا علم ہے، نہ پروردگار غیب میں جو کچھ ہاں ہے۔
 لہٰذا اور فقہاء میں جو کچھ لکھا ہے وہ منکر اور غیر صحیح کلام ہے، اگرچہ بزرگوں نے یہ کی ہے کہ نبی کی شریعت ملکتا ہے، مگر وہ اس کی ذات سے منقطع ہوتی ہے، لیکن حضرت ابراہیمؑ کے حق میں اتنی بات بھی تسلیم نہیں کی، اور ایک جگہ لکھا ہے کہ نبی کی شریعت درودوں کے حق میں واجب نہیں، بلکہ ان کے اختیار پر ہے۔ اور (نکاح سے قبل کے اختیار کو کسی رسول کے ماتحت نہیں رکھا۔ اور اس منشاء کلام کا سبب ہے کہ شریعت نہ ہونے کی صورت میں پیشین گوئی کہ کوئی خدمت فکر نہیں آتی۔ اور اسی وجہ سے انھوں نے نبوت کی ایک نئی قسم، نبوت غیر بشری یعنی "نکاحی" مانا کہ نبی کی جو خدمت حق میں ذکر کی گئی ہے وہ ایک خفیم خدمت اور جلیل القصد ولیفد ہے اور ملازم جو نبی کے لیے غیر بشری نبوت کے کافی ہیں، وہ اس قسم کے مصلحتی اور اس کو ولایت کے معنی میں لینے سے مستغنی ہیں، اور کتب کادریہ کے عرف سے اور انبیاء بنی اسرائیل۔ جو مشہور نبوت برہمنی کے پروردگار اور وہی کے ذریعہ اُمت کی سیاست اور انہماک کرتے تھے۔ ان کے کمالات سے بھی یہی بات مفہوم ہوتی ہے۔ پس اس کو خوب یاد رکھو اور دعا میں بھی نہ بھولو۔

اس قسم کے امور میں اصل دارِ محاورہ کے جاری ہونے پر ہے، محض قیاس پر نہیں لگے۔
 (کئی محاورہ کے صحیح ہونے کے لیے، جزئی مواد کا ثبوت ضروری نہیں، لیکن نوبتِ مادہ
 کا ثبوت بھی کافی نہیں۔ بلکہ اصل دارِ نوبت پر استقراء پر ہے۔

۸۴۔ ”ہر سنی دستے وہر کتہ مکتہ دارو“ یہ ہے توجہ اور تفریق اس محاورہ کی۔
 اور پھر یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ نفلِ شخص محدثِ غم کر گیا۔ اب اس جیسا کوئی
 دوسرا محدث نہیں کہنے لگا، مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ نفلِ شخص نبوتِ غم کر گیا، اب
 اس جیسا کوئی اور نہ نہیں آسکے گا۔ کیونکہ پہلے پہلِ خضائی کسبِ ہی سے ہے اور اس
 میں اشتراکِ بجزئت ہے، خود محدود کے نفاذ بھی بہت سے لوگ اس کے ساتھ
 اس نصیحت میں شریک ہیں، پس لوگ فرقِ مراتب پر نظر رکھتے ہیں اور مثال کرتے
 خاتیت کے منافی سمجھتے ہیں مگر مرتبہ لوگوں کے وجود کو اس کے منافی نہیں سمجھتے، اور اس
 سلسلہ میں اٹکل اور تخمین سے بات کرنا جانتے ہیں۔ بخلاف بابِ نبوت کے کہ
 وہ کاملاً متبہ وہیہ جیسے ہے، اس میں غلطی و تخمین کے ساتھ بات نہیں کرتے،
 بلکہ کتبِ سان کرتے ہیں۔ کیونکہ اخبارِ بالغیب کا باب ہے، اس میں اطلاعِ الہی کا
 غنیمت ہونا چاہیے اور محض اندازوں اور تخمینوں پر اقدام نہیں کرنا چاہیے۔ پھر یہ
 (خاتمِ المحدثین والا) محاورہ بھی نزولِ قرآن کے نفاذ میں رائج نہ تھا۔ بلکہ بعد میں پیدا
 ہوا، جیسا کہ خاتمِ المحدثین کا محاورہ اختیار نہیں کیا گیا۔ پس قرآنِ کریم کو نفاذِ ابد کے
 پیدا شدہ محاوروں پر نہیں ڈھلانا چاہیے۔

۸۵۔ اہلِ کائنات نے ہیں کہ نفلِ شخص جرد و محادث کو غم کر گیا، مگر یہ نہیں کہتے
 کہ وایت و کرامت کو غم کر گیا۔ کیونکہ یہ رجمِ بالغیب ہے۔ پس یہ ہے بے دلیلانِ محاورہ
 کی، نہ کہ محض قیاسات و تمیلات۔ گویا اس نوعیت کے حکم میں حکمِ کنندہ کے مقام و مرتبہ
 اور پہنچِ علم و فہم کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

۸۶۔ اہلِ علوم و سہ کے اہلِ حرفت ’خاتم‘ اور ’خاتم‘ دونوں کو نہیں جانتے پہناتے
 فقہ کی اٹکل و ڈھانچیں اور تخمینہ لگاتیں۔ یا پھر انہیں بعد از وقوع اس کا علم ہوتا ہے، مثلاً

لوگوں نے دیکھا ایک بادشاہ نے سلطنت قائم کی، اسے قوی اقتدار اور اعلیٰ درجہ کی حکمرانی حاصل ہوئی، بعد ازاں اس کے جانشین آئے اور انھوں نے اس کی قائم مقامی کی اور اس کی قائم کردہ سلطنت کا سلسلہ ایک مدت تک قائم رہا، اب اہل حق نے دیکھا کہ یہ منصب بادشاہ، سب سے پہلے سلطانِ اول نے کھولا تھا، اس لیے اس کو خاتج کہنے لگے اور خاتج کا یہ علم انھیں بعد ازہ وقوع حاصل ہوا اور مثلاً انھوں نے کسی شخصیت کو ظن و تخمین سے خاتم کاوت لکھا تو اسے 'خاتم' کہہ دیا، ورنہ ہجر شاذ و نادر صدقوں کے انھیں خاتمتِ حقیقی کا مشاہدہ نہیں ہوتا ہے پس فقط خاتم کا اطلاق اکثر و بیشتر اشخاص اور شخصوں کے طور پر کرتے ہیں، بخلاف اطلاقِ 'خاتج' کے، کہ بسا اوقات اس کا مشاہدہ بھی ہو سکتے ہیں۔ نیز اہلِ عرف کی نظر اس نظام کلی پر نہیں ہوتی جو مجموعہ کائنات میں جاری و ساری ہے، بلکہ صرف منشر جو نیات تک محدود ہوتی ہے، لہذا کہ انہیں نظام کلی کا علم نہیں، جو حق تعالیٰ کے اس مجموعہ عالم میں ودیعت رکھا ہے۔

تم جانتے ہو گے کہ اہلِ عقول نے کثرت کے چار مرتبے قرار دیئے ہیں۔
 ۱۔ کثرتِ کمند جس میں ہیئت اجتماعی ملحوظ نہ ہو، وہ کثرتِ جبریں ہیئت اجتماعی بطور مدخل ملحوظ ہو، وہ کثرتِ جبریں ہیئت اجتماعی بطور مدخل ملحوظ ہو۔ جو کثرت کہ ایک سلسلہ میں خلک جو کہ وحدتِ تالیفی رکھتی ہو اہلِ عرف کو اس کے مبداء و منتہا کا اکثر و بیشتر ٹیک ٹیک اور اک نہیں ہوتا، اتفاق یہ کہ انہیں تجربہ ہو جائے ورنہ اکثر اشخاص اور شخصوں ہی سے کام لیتے ہیں اس وجہ سے کثرتِ غفلت میں 'خاتم' سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ مثلاً سجاد چکر تحیر کے پاس سے سلسلہ سے واقف ہے کہ اس کا آغاز فلان جگہ سے ہو گا اور اختتام فلان جگہ پر ہو گا، اس لیے وہ تعبیر میں اس کی رعایت دیکھتا ہے، بخلاف دیگر امور کے کہ لوگوں کے نظام کو نہیں جانتے (اس لیے اس کی کا حقہ قطعی رعایت بھی نہیں دے سکتے، بلکہ ظن و تخمین سے کام لینے پر مجبور ہیں اور تقاضاتِ الہیہ میں خاتج و خاتم اس طرح واقع ہوتے ہیں، کہ خاتم، خاتمِ کمال ہوتا ہے

اور اس کی سلاست غارح میں ختم زمانی رکھی گئی ہے۔ پس اس ختم زمانی کا سبب امر الہیہ کے کثیر منظم میں ختم کمالی پر جتنی ہوتا ہے اللہ جس سے اہل معرفت غافل ہیں۔ ایسی طرح وزن کر لیتا چاہیے۔ کیونکہ محاورہ اہل معرفت اور محاورہ حضرت حق کا باہمی فرق اسی پر مبنی ہے اور اس کو سمجھ لینے سے قادیانی صاحب دکانہ، مخاطب، جو شاہنشاہ اور شاہی طاقت کی مثال دے کر نئی ساز بنی کہ اس پر قیاس کرنے سے پیدا ہوتا ہے، ان خود دریم پر ہم چرچا کرتے ہیں اور بات کی تو اور مغز سخن پر اطلاع حاصل ہو جاتی ہے۔ و اللہ اعلم
۸۔ — پس وحی کی تحقیق کو۔ حقیقت اور سے بال برابر بھی! اور انہیں نہیں جانتا شکل بازوں کی شکل پر قیاس نہیں کرتے چاہیے، اور زبطہٴ وحی کو شاعرانہ خیال آرائی پر محمول کرنا چاہیے۔ اسی وجہ سے فرمایا ہے: ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھایا، اور نہ وہ آپ کے لائق ہے: (سورہ نجم ۱۸) غلو سے مزاد خیال بندی ہے کہ شاعروں کے محاورات کی دنیا ہی تک ہے، اور ان کے محاورات عام لوگوں کے محاورات اور عرف عام کی بول چال سے ہلکا ہوتا ہے۔

اور قرآن کا اعجاز جیسا کہ ترکیب میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح مفردات کے انتخاب میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کسی حقیقت کو تعبیر کرنے کے لیے۔ بصر خاصاً جبکہ وہ حقیقت شکلات میں سے ہو۔ ایسا نظم اختیار کیا جاتا کہ اس جیسا ادنیٰ بال حقیقت لفظ کا لفظ فی حقائق سے غارح ہے۔ پس محاورہ قرآن کریم کو کامیاب اور سورتیاد محاورات پر نوحا انتہائی جمالت و طاقت ہے اور محاذ کے باب کہ وحی تخلیقیت پر محمول کرنا حد درجہ کی گراہی اور احماد ہے۔

۹۔ — نظم قرآن میں دعا کے موقع پر بھی حقیقت سے تجاوز روا نہیں رکھا گیا۔ قرآن کریم کی روشنی کامیاب محاورات و مسامحات کی ہی نہیں، اور نہ مقام دعا میں ہے اندازہ دے جائزہ شکل بازی سے کام لیا جاتا ہے اس لیے کہ حق تعالیٰ شانہ ہر چیز کی کثرت سے واقف، اس کی حقیقت سے باخبر اور اس کے حق تعبیر سے آگاہ ہیں (کہ اس کو کسی ابتداء سے تعبیر کیا جائے)۔ بخلاف بشر کے وہ مسکین ان تمام امور سے

امام حسن اور مختلف حضرت سیدہ ابیت کے مراتب میں بھی یہ طراز اور اسے دیکھ کر اس
 امر میں سے کسی ایک کو ناقص اور لایعبار نہ قرار دینا بہترین گنتی ہے۔ جو شبہ انبیاء کرام
 میں بعض حضرات بعض سے افضل ہیں مگر ان حضرات کی ایک دوسرے سے (خصیت کے
 بیان میں قرآن حکیم کا طریقہ) یہ نہیں کہ منقول کو ناقابل اعتبار اور لایعبار فرض کر کے کلیم
 قرار دے دیا جائے۔ بلکہ اس کا طریقہ) وہی ہے جس کی مثال اوپر گذر چکی، (یعنی تَلَفَ
 الْقُرْآنُ نُسْخًا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ) مندرجہ کو علم اور فضاہی کہیے گا
 اب چونکہ بشر کے دائرۂ اختیار میں ہے اس لیے ان امور میں اس کو دخل نہ ہے کہ
 کوئی چیز قابل اعتبار ہے کوئی نہیں یا اور کس چیز میں ناقص کو مندرجہ معدوم کے قرار
 دے کہ اس کے ناقابل اعتبار ہونے کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے) بخلاف متعلقہ
 برکت کے کہ حضرت رب العزت کے سوا کسی کو ان میں اقتدار نہ پیدا کئے گا اختیار
 ۹۵۔ اور عزت و درجہ و درجہ کے افراد کی پیش آتی ہے، انہیں کہتے ہیں کہ ان
 جہہ اور منصب آتی نہیں۔ اب کوئی شخص اس حد سے پر (تینیات ہو کر) نہیں آئے گا،
 اور مراد ہوتا ہے اس جہہ کا باطلی ختم اور بند کر دیا جائے۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ آئندہ اس
 پاسنے کا آدمی پیدا ہوا مشکل ہے، یا اس کے مقابلہ میں دوسرے لوگ قابل شمار و اقتد
 نہیں۔ اور اس قید کو ذکر نہیں کرتے، مراجع استعجال سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کبھی کلام
 اصل شیعہ (کے ختم ہونے) میں ہے، اور کبھی (اصل) مراتب (کے ختم ہونے) میں۔
 علامہ کے باہمی تفاضل میں یہی متفرق الذکر معنی مراد ہوتے ہیں، ذکر اذیل، کیونکہ لوگ اس
 میں نہ تو صاحب اختیار ہیں اور نہ علم کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

۹۶۔ اور محقق ذر ہے کہ الیٰ ٹوٹ خود بھی ان محاورات میں اپنے تمام سے
 صلیٰ ہے، اور ان کا حال ان کے مطلق ہونے کی خبر دیتا ہے۔ چنانچہ ایک زمانہ میں ایک
 شخص کو "خاتم المرثیہ" کے لقب سے یاد کرتے ہیں، لیکن جب اس کے بعد کوئی دوسرا
 کامل مکرر ہو جائے تو اس کو بھی ہی لقب دے دیتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ان کی
 مراد ختم کمال کے کلمہ سے بھی آخری حقیقت نہیں ہوتی، بلکہ اپنے زمانے کے اقبا

ہے آخریت مراد ہوتی ہے۔ بلکہ ایک ہی زمانہ میں متعدد اشخاص کو کچھ خاتم کہہ دیتے ہیں اور مقصود دوسروں سے کمال کی نفع کو نہیں جتا بلکہ اپنے مخصوص دائرہ ذہنی اور ساری ذاتی کے لحاظ سے بات کرتے ہیں۔ تعلیم زمانوں اور تمام اشخاص کے لحاظ سے نہیں۔ کیونکہ بات کبھی ان کے گوشہ ذہنی میں ہی نہیں آتی۔ کلام کا مفہوم عرف مکمل کے دائرہ اور عرف عام کے اعتبار سے لینا چاہیے۔ ذکر ایسا علوم جو مکمل کا مقصود ہی نہ ہو۔ جیسا کہ منتہی لوگ تلقینی ترغیبات کر کے ایسے مناقشات کیا کرتے ہیں جو مکمل کے مابین خیال میں ہی نہ گذرے ہوں۔ اس کے باوجود الہی عرف کا استعمال معنی آخریت کے لحاظ سے یکسر خالی بھی نہیں ہوتا، روز مہمانہ، جو ان کا اصل مقصود ہے عزت ہو جائے گا۔ مبالغہ اسی حالت میں باقی رہتا ہے کہ کچھ اس سلسلہ کی حقیقی آخریت انہیں معلوم نہیں اس لیے کمال کا لحاظ کرتے ہوئے مدوح کو آخر کا دیتے ہیں۔

۱۔ تو ہے الہی عرف کا اطلاق باعتبار اذن ہذا اشخاص کے۔ اب دوسری طرف منتہی جہل ثانیہ کے حوزہ کو دیکھو کہ اس نے ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو قائم النبیین کا لقب نہیں دیا، نہ ایک زمانہ میں، نہ متعدد زمانوں میں۔ دیکھی دوسرے پر اس لفظ کا اطلاق کیا، اس کی اجازت دی یہ قادیانی اشتیاء کسی لفظ کے مجازی اور تسامی معنی دیکھ سیتے ہیں تو لفظ کراچی کے لیے موضوع مخرجات ہیں۔ گویا اب وہ معنی حقیقی میں استعمال کے لائق نہیں رہا۔ اور اس سے پہلے خلیفہ ہو گیا وہ لفظ کی گویا جدید وضع پیدا ہو گئی کتاب اسے حقیقی معنی میں استعمال کرتا بھی جائز نہیں رہا۔ اور یہ غایت جہل و شقاوت ہے کہ حرف قرآن اور عرف مہمانہ میں امتیاز نہیں کرتے۔ اور ذرا احتیاط ملحوظ نہیں رکھتے، بلکہ جو کچھ سامنے آ جائے بلا غلط تراشے اور انکے رتبے ہیں۔ درحقیقت یہ وہ دلیلی اور دھمائی اس شخص کا کام ہے جو دراصل قرآن پر ایمان ہی نہ رکھتا ہو، بلکہ اپنے فہم سقیم اور بطح معرفت پر ایمان رکھتا ہو۔

۱۲۔ ششم : یہ کہ جس صورت میں کہ (وہاں قادیان کے بقول) خاتم کے معنی تہرکتانہ
 دہش کے لیے جاتیں تو اس صورت میں اگر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تمام
 انبیاء کرام سے مقدم ہوتا، جب بھی آپ خاتم بالمعنی الذکورہ ہوتے حالانکہ یہ قطعاً ہے معنی
 بات ہے۔ ایسی حالت میں مقدم الحقیقین ہوتے ہیں، ذکہ خاتم الحقیقین۔

۱۳۔ ہفتم : کہ اس تقدیر پر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب ہر عمر کے
 ساتھ کوئی زائد خصوصاً تعلق باقی نہیں رہتا۔ حالانکہ آیت کا بیان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا نسب کے ساتھ ابوت کے کہائے ختم نبوت کا حوالہ ہے بلکہ شاید آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند اور اسی واسطے نہیں رہی تاکہ آپ کے بعد نبوت کی طبع باقی
 منتقل ہو جائے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ سے عداوت ابوت مستکشی کہہ سکتا
 اس کی جگہ عداوت نبوت آؤں۔ اور وہ بھی ختم نبوت کا حوالہ۔ اور آپ کے فرزند اور کے
 زائد و رسنے ہیں یا خداوندی کہ آپ کے بعد سلسلہ نبوت باقی نہیں رہے گا۔ جیسا کہ
 بعض صحابہ مثلاً عبداللہ بن ابی اؤف اور ابی عباس کے الفاظ سے کہا جاتا ہے۔ دیکھئے
 شرح مواہب جلد ثالث، اگر ابراہیمؑ اور وارث نبوت کے لیے جامع الہیان باقی
 سودہ مریم صہ صاحبہ اور مواہب لونیہ میں خاصہ کی بحث دیکھئے۔ شرح مواہب جلد
 میں ہے کہ لاشیاً یہاں تک کہ مراد ہندو یہ جتنی نبوت کی نفی اور عداوت رسالت و نبوت کا
 اثبات ہے، اور نہ جان کہ قید اس لیے لگائی گئی کہ صورت لغت سے اوہ و مہل کے حق
 میں بھی ابوت کی نفی مراد لیے بغیر حق کی نفی نہیں ہو سکتی۔ دیکھئے کہ بالغ فردوں کے حق میں
 مطلقاً ابوت کی نفی مراد ہو۔ اور مدح العالیٰ میں اس پر سیر حاصل کلام کیا ہے، غرضیکہ
 محاورہ عامیہ، قصیدہ کلام نہیں، بلکہ تنالی اند تالی پر مبنی ہے۔ اور اس کے نظائر احیاً
 والعلوم معشرہ امام غزالیؒ کے باب آغاز سائن میں غلط کیے جاتے ہیں نیز جو کلام
 انھوں نے فرمایا القلب۔ مثلاً شاہنشاہ یہ کہ ہے اسے بھی ملاحظہ کیا جائے۔ اور نیز یہ
 کے تدبر و ان کی قرینت و توصیف کی مامت معلوم ہی ہے، پس عداوت رسالت و حقیقی

نہ قرینت میں بھی لگایا گیا ہے نہ

ہیں ، اور دشرج ہی اس نوعیت کے غیر ذمہ دارانہ انتخاب و مبادیات تو کیا مشی
ہو سکتے ، چہ جائیکہ شارع علیہ السلام نے بڑے نام کو بھی پسند نہیں فرمایا کہ اس میں تزکیہ و
توصیف کی جملگت تھی

۱۴۔ — مہشتم یہ کہ ضلالتہم کا مدلل دہے کہ خاتم کا حکم و تعلق اس کے باقیل پر جاری
ہوا ہے ، اور سابقہ اس کی سیادت و قیادت کے ماتحت ہوتے ہیں جس طرح کہ بادشاہ
موجودین کا قاذم ہوتا ہے ، ذکر بھی لوگوں کا جو خود پردہ عدم میں ہوتا اور انکی سیادت کا تصور اور اس
کے عمل کا آغاز دیکھنا کے جمع ہونے کے بعد ہوتا ہے ، اذ کہ اس سے پہلے مگر باجماع
کے بعد کچھ آدم کا کسی کی آمد کے لیے منتظر اور چشم بزد ہوتا اس امر کا اظہار ہے کہ مصلحت اس کی
ذات پر موقوف ہے ۔ بخلاف انکی برعکس صورت کے کہ قاذم آئے اور چاہ جائے اور
ماتحت مصلحت اس کے بعد آئے ، اس صورت میں کسی قرینے سے اس امر کا اظہار نہیں ہوتا
بلکہ اس پیشرو کی برتری اور سیادت کا تصور بعض ایک مصلحت اور ذلت چیز ہے جبکہ خاتم
میں کوئی اثر و نشان نہیں ہوتا کہ اس پر کوئی دلیل و برہان ہے یہی وجہ کہ نائب ، حاشر
اور متقی جو سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اساتذہ گرامی ہیں ، نابعد کے کائنات سے
دیکھنا تین کے گناہ سے ہیں ایسا کہ ان کے معانی پر خود کر لے سے باطنی تاکی معلوم ہو سکتا
ہے اور ذاتیت سے یہ مراد لینا کہ چہ کہ آپ کی نبوت ، بلاغات ہے اور دوسروں کی
نبوت ۔ بالعرض ۔ لہذا آپ سے استفادہ کے نزدیک اب بھی نبوت مل سکتی ہے غایت
کا یہ مضمون غلط ہے کیونکہ بلاغات اور بالعرض کا ارادہ غلط کی اصطلاح ہے ، اذ
یہ قرآن کریم کا حرف ہے ، نہ زبان عرب ہی اس آشنائے ہے ، اور نہ قرآن کریم کی عبارت
میں اس کی جانب کسی قسم کا اشارہ یا دلالت موجود ہے ۔ یہیں اس آیت میں استفادہ
نبوت کا اضافی مضمون داخل کرنا ، لغز نمود فرضی اور مطلب بڑی کیلئے قرآن پر زیادتی ہے ۔
ابنہ سنت اثر بھی واضح ہوتی ہے کہ ختم زمان کا منصب مالی اسی شخصیت کے لیے تجویز
فرمایا گیا جو قطع طور پر امتیازی کمال میں سب سے فائق تھا اور تمام سابقہ اس کی سیادت و
قیادت کے ماتحت دیکھ گئے

اور انبیاء کرام کو نبوت پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجا جاتا، اگر نبی لگا کر نبی پیدا کیا کریں
بلکہ سیادت و قیادت اور سیاست و ریاست کے لیے مبعوث کیا جاتا ہے۔ قوم غار
کے لیے پہلے جیج ہوا اس کے بعد امام مقرر کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہی عمل ہے
حق تعالیٰ کے ارشاد: **يَوْمَ نَذْهُبُ عَنْ آلِهَتِهِمْ أَنْصَابَهُمْ** پانچاں جھٹھلا کا۔
پہلے اوتاروں میں انبیاء کرام تکمیل کاہ کے لیے رسولوں کے ماتحت جہتے تھے،
پنچاں موعظ علیہ السلام کی دعائیں ہے، **اِنَّهُ سَيَكُونُ مَوْعِظٌ وَ اَشْرَافٌ فِي تَعْرِيفِ**
نیز موعظ علیہ السلام کی درخواست کے جواب میں ارشاد خداوندی ہے، **سَنَشُدُّ**
عَقْدَهُ پانچ بندے تھے اور حضرت خاتم انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام میں کمال
کا کوئی جز باقی نہیں چھوڑا گیا، بلکہ کار نبوت کی تکمیل **حَتَّى يَحْكُلَ الْوَجُودَ** آپ کی ہی
ناسب گرامی سے کرا دی گئی۔ لہذا اب کوئی منصب باقی نہ رہا جس کے لیے کسی نے
نہی کی مبعوث کیا جاتا۔ پنچاں آپ کی شاہی قرۃ ہے۔

محبوب صفت آدم جیسی پیر فیاض الہی اپنے خواہاں ہر دہندہ تو تمنا دہی
۱۰۔ اور اہل علم و عریض کو انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، غلظت پختہ ہیں
ثابت ہے کہ حیات سے اعلیٰ حیات مراد ہے، انکو صرف بنائے روح۔ کیونکہ یہ تو
(مومن و کامل اور نبی و غیر نبی) سب میں مشترک ہے (پس) اگر انبیاء کرام کے ساتھ نقص
نہ ہوا حالکہ حدیث سے اختصار ثابت ہوتا ہے۔ الغرض جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ذمہ کار نبوت کی تکمیل ہو چکی، اور ہر حیثیت پر آپ آپ اُمت میں
زندہ موجود ہیں۔ مگر پس پر وہ ہیں، اترتے ہی کی بھٹت ہے معنی ہوتی۔

اور انبیاء کرام کی جانب سے اُمت کی روحانی تربیت امداد کی تکمیل ہوتی ہو
ہوتی ہے وہ شاید روایت نبوت کے اقتدار سے ہوتی ہوگی جو نبوت کا ایک جز اور اس
تحت میں ضرور ہے اور روایت خود جاری ہے۔ پس نبوت کا ایک جز اقتصاد
تو (یعنی حق تعالیٰ مشاہدہ کا کوئی بندے کو پیغام رسان کے منصب کے لیے تجویز کیا اور

۱۔ سورۃ الاسراء: ۱۰۱ نے سورۃ غافر: ۱۳۱ میں لکھا ہے: **وَلَقَدْ مَكَّنَّاكَ** ۲۰۱ کے فتح بندے ص ۱۰۱۔

مجلس فعل الخی ہے اور جس اب اگر تم نے اس کلمہ کو سمجھ کر اس کا صحیح ذوق کیا تو تمام (قاریان) اس سے پیشہ کے لیے بہت ہمارے گئے (کیونکہ قادیانی کی جمل نبوت کے بارے میں علامت اس مستون پر قائم ہے کہ اسے فیضانِ محمدی سے نبوت حاصل ہوئی، اور اگر مشرک با حقیت سے نبوت ہو اگر نبوت ایسا متحدی کمال ہی نہیں جو فیضان کے ذریعہ حاصل ہو جائے۔) تو اس جانب اثرِ نامزدگی ہے، جس میں کسی کے کسب و ریاضت کو دیکھ کر، ان اخلاقیہ فیضان سے یہ حاصل ہوتی ہے۔ اور نہ بطور وراثت و میراث پیش آتی ہے۔ اس لیے فیضانِ محمدی سے نبوت ہونے کا دعویٰ کرنا ہی دلی کی غلطی وانی اور حقیقت نبوت سے اس کی نا آشنائی کی دلیل ہے)

اور اگر خارج میں اس کی مثال چاہو تو تحصیلِ کلامت و نبوت پر نظر کر دو کہ وہ نبوت و گورنری کے لیے جس کلامت کی ضرورت ہے اس کا حصول تو کبھی ہے، لیکن کوئی شخص حاکم اندکوز نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ بادشاہ کی جانب سے اس کی تقرری نہ ہو جائے (وہ تشبیہ اسی پر منصب نبوت کو قیاس کر لیا جائے کہ بعض نفس استعداد کی بنا پر آدمی ایک چہرہ ہی نہیں ہو سکتا، تاہم تک حاکم محاذ کی جانب سے اس منصب پر معین نہ کر دیا جائے، تو بعض ادا جائے کلامت کی وہ سے کوئی شخص ہی کہہ کر ہی سکتا ہے، جب تک کہ حق تعالیٰ کی جانب سے اس کی تقرری کا احاطہ نہ ہو) اور یہ خیال نہ ہو کہ جب کلامت صرف برصغیر (انبیاءِ عظیم الشان) میں، سب کے سب پہنچے ہی سے موجود تھے تو پھر یہ استخفاف اور تالیفِ الخی تو بعض ایک ہوتی (اور نامہ کی) ہوتی، اور چنداں ذاتی قدر و منزلت نہ شہری پیکر کو انبیاءِ عظیم الشان کے کلامت میں تو اس استخفاف سے کوئی اضافہ نہ ہوا۔ یہ خیال سراسر غلط ہے، کیونکہ بارگاہِ خداوندی سے کسی شخصیت کو بحیثیت خلیفہ سکھائی گیا، یا خداوندی خود ایک ایسا امتیازی شرف ہے جو تمام کلامت و فضائل سے بلند رہا ہے اور اللہ تعالیٰ جتنے لیتا ہے اسے رسولوں میں سے جس کو چاہے، اور اللہ تعالیٰ رحمت والا علم والا ہے؟

۱۰۶۔۔۔۔۔ اور معلوم رہے کہ نبوت و رسالت کے دو میں معلوم کے اعتبار سے تقابلاً ہے

کہ دونوں کا مضمون ایک ہے اور مصداق کے لحاظ سے دونوں کا ایک ہی عمل میں اجتماع ہے۔ دونوں کے درمیان کئی اور چیز کی نسبت نہیں اور صدق کے اعتبار سے علوم و معارف سیکھ کر ہی عام ہے اور رسول خاص، للہ عز وجل آیت (لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ) پس دراصل یہ دو ایک ایک وصف ہیں جو ایک عمل میں جمع ہو سکتے ہیں، یا ان دونوں کے درمیان استمرام ہے، ذکر رسالت، نبوت کو مستلزم ہے، پس یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضرت مصلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے مگر خاتم الرسل نہیں، کیونکہ رسالت نبوت کے بغیر نہیں پائی جاسکتی۔ پس جب آپ خاتم النبیین ہوئے اور آپ کے بعد کسی نبی کا آنا منسوخ ہوا تو اس سے از خود یہ لازم نکلا کہ آپ خاتم الرسل بھی ہیں، اور آیت میں عام بمقابلہ خاص کے واقع نہیں ہوا، بلکہ اس نکتہ کی وجہ سے جو پہلے گزر چکا ہے نظم کلام کو خصوص سے عموم کی طرف بدل دیا گیا۔ اور اس قسم کی تبدیلی یا عموم اشخاص کے احاطہ کے لیے ہوتی ہے، یا کسی چیز حقیقت کے استیلاء کے لیے۔

اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ ان میں سے تو خاتم ہیں مگر خدا سے خبر ہائے ہیں مگر ان رسولوں کے خاتم نہیں ہیں کہ چھپا جاتا ہے، کیونکہ جس کو چھپا جائے گا اسے خبر لینے کے بغیر تو نہیں چھپا جائے گا۔ آج کل کے عرف عام میں نبی کا اللفظ رسول کے مقابلہ میں شائع ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ (وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلٍ وَلَا نَبِيٍّ) میں ایک قرأت شانہ ذوالحدیث کی زیادتی کے ساتھ آئی ہے جس سے ان معجزوں کا تقابل مضمون ہوتا ہے، اور صمد کلام میں جو دہرا رسلنا واقع ہے اس سے یہ بھی لازم نہیں کہ مصروف دینی اور محدثہ پر ترسل کا اطلاق کیا جائے کیونکہ توابع میں بہت سی (ایسی) چیزیں قابل تصحیح ہوتی ہیں (جو اصل میں نہیں رہا) جو تیسرے خواہشیت ہے کہ محدثے اللہ علیہ وسلم ناماً رسول ہیں، اور ہائے مستقبل کے (قیامت تک کے لیے) علی الاطلاق رسول ہیں۔ اور انجید گزشتہ کے اعتبار سے آپ خاتم اور آخری نبی ہیں اور آپ مصلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وصف غیر متسلح ہے۔

۱۰۸۔۔۔ اس شعر (قادرانی) نے قرآن کے مروجہ مرتبہ کی دلی کا دعویٰ کیا (اندرونی مرتبہ)

مگر چاہے اس نے نبوت کا دعویٰ (مراختہ) نہ بھی کیا ہوتا، تب بھی اس کے مدئی نبوت ہونے میں کوئی شبہ نہ تھا، کیونکہ قرآن کی مثل قطعی وحی کسی نبی پر ہی نازل ہو سکتی ہے، چہ جائیکہ اس نے کھل کر نبوت و رسالت کا بھی دعویٰ کیا اور (پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ اس سے ہر گز انبیاء کرام علیہم السلام کی قویں کی، تمام امتیاز حاضرہ کی تکفیر کی جست سے حرمان دین کا رد کیا، شریعت دینے کا دعویٰ کیا انبیاء علیہم السلام کے خصائص کا ارتداد کیا۔ انبیاء کرام کی نقالی کی، دین کے مترادفات میں قریبت کی، اور شریعت کے بعض مترادفات مترادف مسائل کا خلاف اڑایا۔ اور یہ تمام امور اجماع امت، کفر و الکفر اور زندہ تو کی صورتیں ہیں۔

۱۰۹۔۔۔۔۔ اور وہ کبھی انھیں اس کفر و شرعی نبوت کے مترادف بھی کہتا تھا۔ چنانچہ ان کا یہ منہ بول تھا: "انہما بدہ (قادیان، مخدوم، دہاپیل) مسلمانوں سے (قادیانی کا یہ قول) نقل کیا ہے (کونجی الدین بن عربی کہتے ہیں کہ نبوت غیر قریبیہ جاری ہے، مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ یہ نبوت ہی مسدود ہے صرف انھیں نبوت جاری ہے) پھر اس کے باوجود نہ صرف غیر قریبی نبوت کہہ کر، تخریب و تہذیب کے ساتھ صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ اور اگرچہ اس نے شریعت ہریدہ کا لفظ نہیں بولا، مگر اس کے انفرادی اترال کو وہ بھی فہم ہے۔ اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے صاحب شریعت کی ایک تیسری قسم اختراع کر کے اپنے آپ کو اس قسم کا صاحب شریعت قرار دیا ہے جیسا کہ اربعین (۱۸۷۵ء) کے متن و حاشیہ میں اپنے صاحب شریعت ہونے کا پہنچ دیا ہے اور اپنے امت بنائی، اور اس نئی قسم کی شریعت کے ذریعہ نہایت کراہی اتباع میں مغموم قرار دیا، اور اپنے منکرہ کو علی الامان کا لفظ لے

لے حقائق مرزا مسیح، قرآن قادیانی مسیح، حمایت مرزا مسیح، آپس میں دہی مظهر ہوں! پس ایمان و اور کافروں سے مت فرق۔ از حقیقۃ الراجح میں صلیا و مشرۃ کلامی ۱۳۵۵ھ خط قادیانی و ترک مرزائیت میں ۱۳۵۵ھ جو مجھے نہیں مانتا غلام، وہ زبان سے میرے حق میں کوئی بڑا لفظ نہ کہتا ہوا کافر ہے: حقیقت نشانیکہ خداوند (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قاریاں ہیں پیدا ہوئے۔ اس لیے مرزا غلام احمد، میں محمد سب سے، ادبی خاتم الانبیاء ہے، اور مرزا غلام احمد کی ہر دوزی ہشت، اپنی روحانیت میں محمدی ہشت سے بڑھ کر اتنی اور اکمل اور اشد سب سے (دیکھو خطبہ الہامیہ ص ۱۵۱) اس الحاد کے صاف معنی ہیں کہ تیرہویں صدی کے خاتم پر محمد والی محمدی ہشت کا دور ختم ہو گیا۔ پہلی ہشت فرارح ہو گئی اور چودھویں صدی سے قاریاں ہشت کا نیا دور مشرور ہو جاتا ہے۔ نفوذ باللہ من الغیاب والنفایہ۔ حالانکہ جس آیت کریمہ پر اس کفر والحاد کی یہ مادی حمایت کھڑی کی گئی ہے اس کو آنحضرت کی دو ہشتوں سے، جو اس مسدوخ الفطرت مہد سے (ایجاد کی) ذرا بھی متعلق نہیں۔ تصدق نفس فعل میں نہیں بلکہ اس کے محل اور متعلق میں ہے (جس آیت کا مفہوم، نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح پہلی بار امتیوں میں تشریف لائے ہیں اسی طرح آخر میں دوبارہ آئیں گے۔ بلکہ آیت کا تہمایہ ہے کہ آپ کی یہی ہشت جراثیموں میں ہوتی ہے وہ صرف عرب کے امتیوں تک محدود نہیں۔ بلکہ اس کا دامن قیامت تک بعد میں آنے والے عمیہوں پر بھی محیط ہے) اور آیت کا مضمون اس فقرہ کا مندر ہے: البعوث الی السور والحدود والبعث الی العرب والنجس۔ (کیا کوئی اصول مثل و فہم کا آدمی بھی اس کے یہ معنی کرے گا کہ آپ کی دو ہشتیں ہیں، ایک کائنات کی طرف اور دوسری گوروں کی طرف ایک عرب ہیں اور دوسری انگریز ہیں) اور یہاں تو اس قاعدے کی بھی حاجت نہیں جو تمہاری نے بیان کیا ہے کہ اولیاء میں ان امور کو کوئی مساو سمجھا جاتا ہے جن کو اصول اور قیامات میں نہیں سمجھا جاتا اس قاعدے کی مزید مثال یہ آیت حقاف: وَ اذْکُرْ اَخْا حَادِ اِذَا نَذَرَ حَنَیْۃًۢ بِاَوْحَافٍ ۚ وَ قَدْ خَلَتْ السَّعْرُۃُۢ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَ مِنْۢ خَلْفَہِ ۚ میں پیش آئے۔ خواتم نے اس سلسلہ میں بڑی روشنگاری کی ہیں کہ ان قسم ایک ہوتی ہے اور کہاں متعدد؟ (مگر آیت زیر بحث میں تصدق ہشت کا الحاد ہی کہتے تھے قاریاں کے سوا کسی فقیر کو نہیں سمجھا) اور یہ کلمہ، آیت ہُوَ مَا کَتَبَ الْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ قَبْلِ وَفٰی ۚ ہذا میں کیا کہے گا؟ (کیا یہاں بھی تصدق تسمیہ کا قائل ہو گا؟) اور یہ

ہیں۔ اسی طرح اس کے مسئلے میں پناہ لیتے اور آرام کھڑتے ہیں۔ یاد رکھنا ضروری ہے کہ
 اور یہاں بزرگی کے سلسلے ہے جس طرح خدا کا کلمہ و جبروت کا خداوند شرف کیلئے برحق ہے،
 ۱۱۳۔ درنا کا غلی نبوت کا دعویٰ ہے، سوال یہ ہے کہ غلی نبوت، واقعہ نبوت
 ہے یا نہیں؟ اس نفی میں اگر نبوت واقعہ حاصل ہے تو نبوت "ثابت" کی بجائے
 ہر نبوت کا مقصد تو خدا کا نبوت کی حاصل وہی مقصد نہیں تھا کہ ظاہری صورت
 کے اعتبار سے نبوت سے محض وہی مقصد ہوتا ہے جو ہر صندوقی کے اندر کے مادی چیز چرائی
 جاتے ہیں اگر نبوت واقعہ حاصل نہیں تو نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کے منکرین کو
 کافر کہنا بھلے خدا کفر ہے۔

اور خیال ہے کہ اگر کسی کو کہا جائے کہ اس مشغل صندوقی کو نہ کھولنا اور نہ کھولنے
 بغیر عالم صندوقی ہی چرائے جائے، یاد رکھا جائے کہ اس صندوقی کو نہ چرائنا بلکہ وہ
 صندوقی کو چھوڑ کر اس کے اندر سے سادہ مال نکال لے جائے۔ جس طرح کسی شخصیت
 کے قبلاقت سے ڈر کر کوئی کم کتاب ہے کہ اس نے حکم کی تعمیل کی ہے اور خانی کے
 ختم کے مطابق عمل کیا ہے؟ اور اگر اس کے باوجود وہ امر کرے کہ میں نے تو حکم کی
 تعمیل کی ہے تو یہ کہا جائے گا کہ ختم، خانی کا مذاق آڑنا ہے۔ ٹیکہ یہ مثال درنا
 قادیانی کی غلی نبوت کی ہے۔ قرآن کریم نے اعلان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلاطین
 انبیاء کے آخری (وہی آپ کے بعد خلیفہ نبوت سرسبز کر دیا۔ آئندہ کوئی شخص اس
 منکر کو توڑنے کی جرأت نہ کرے۔ غلام احمد قادیانی نے کہا کہ میں نے سیرت حدیث کی
 کھڑکی سے گزرتے نبوت پائی ہے اور علم برحق پر نبوت محمدی کی چادر بربادی گئی
 ہے، لہذا میرے دعوئے نبوت سے ختم نبوت کی تر نہیں ڈنی۔ دیکھئے ایک غلطی کا
 اعلان "از درنا غلام احمد قادیانی" اور یہ حقیقت آج و شریعت کے ساتھ تفسیر اور
 خانی (یعنی اللہ تعالیٰ) کی تحقیق ہے۔ و اھیاء بائہ العظیم۔ (اس سے مطوم ہوا تحقیق
 ہر دہاد سیرت حدیثی وغیرہ اختلاف دعوئے نبوت کی پردہ داری کے لیے تاویل
 اور سختی ملتی ہے۔) اور اس قسم کی تاویلیں اور سختی سازیاں سب ایمانوں کا گدہ و حشر

کہ آیا ہے (اسلام کی تیز چوہ سو سال کا رنج میں جس لوگوں نے بھی جہت، مسیحت یا
سودیت کا دعویٰ کیا انہوں نے کوئی نہ کوئی تاویل ضرور گھڑی، یہی حال وہابی کا راجہ کا
ہے۔)

۱۱۵۔۔۔ (جس طرح مرزا نے ظلیت و ہدیز کی تاویلات سے نہرت کا دعویٰ
کیا ہے، اسی طرح) اگر کوئی شخص چاہے تو الہیت میں بھی ہدیز و ظلیت کا دعویٰ کر کے
خود باطنی خدا ہی کہتا اور کفر کی طرح زوال لے سکتا ہے۔ اور شاید اس نصیبی قادیان
نے ہدیز الہیت کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنا یہ الہام لکاتا ہے (میں میں خدا اس سے
کہتا ہے) کہ : (اے مرزا!) تو مجھ سے منکر اور میرے ہدیز کے ہے؟ اور اس سے
واضح تر حقیقت الہی ص ۳۷۱ کی مندرجہ ذیل عبارت ہے :

نہر سے دھت میں فرشتوں اور شیطانوں کا آفری جنگ ہے، اور خدا
اس دھت وہ نشان دکھائے گا جو اس نے کبھی نہیں دکھائے، اگر یہ خدا
زمین پر خدا تر ہے گا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے : یوم یأتی ربہا
ف یخلل الغمام۔ یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا، یعنی
انسانی منظر کے زریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے گا اور اپنا چہرہ دکھائے گا
(از علم نظام ص ۳)

اور اس پر رد ہے کہ (خدا ہی ہدیز کے شوق میں، آیت بھی مفسد ہی نقل کی، اور
مزید غرور یہ کہ ائمہ احمدیہ تہفہ کے سلسلے کے لیے وہ اپنے تئیں جلال رنگ میں پیش کیا کرتا
ہے، مگر یہاں اگر اس کے شیطان نے اسے غلطہ جلال، فراموشی کر دیا، اور جلال کا
دعویٰ کر دیا۔ اور اس سے بھی واضح تر عبارت کا وہ ص ۳۷۱ میں دیکھئے۔۔۔

۱۱۶۔۔۔ (منہج کلام لا) دلائل افکار ہے یا عقل و افراض (یہ ایک بہت ہی نازک
اور دقیق بحث ہے) اور دونوں کے ساتھ عقل کی تیز کرنا کہ کسی جگہ الفاظ پر ہمارے اور
کدام افراض و محاصرہ ہے؟ علم و ایمان کا کام ہے۔ انکاد و نقد تو کام نہیں۔ اور یہ اسود
کاذب (نظام احمدی) دینی ایمان و علم دونوں کے محروم ہے۔ میں دہم ہے کہ اس نے ایک

ظہریؒ اذلا میں آیت تم نبوت کی جتنی خبر کی ہے وہ فضائے محکم، نصرتِ قدسیہ، اسرارِ شریعہ اور اجماعِ اُمت کے غلاف اور سرسراہٹ کا دروازہ ہے۔ اور ستمِ اٹائے یہ کہ وہ اسی تہذیب میں، اپنی نبوت کی حقیقت کہتا ہے اور طہریت کو نقلیٰ کہتا ہے نہذریعہ کی طرح حرام کو فریب دیتی اور طبعِ کاری کے سوا اور کوئی دلیلیہ نہیں رکھتا جہاں میں ہمیشہ ایسی ہوتا آیا ہے۔

۱۱۶۔۔۔ اور انیسویں قادیان سے آصولِ نبوت کے لیے قافی فی الرسولؐ کو شرط قرار دیا ہے لیکن، کوئی ”سراسر شخص“ دعویٰ کر سکتا ہے، کہ اس منصب کے حصول کے لیے قافی فی الرسولؐ بھی شرطِ ضمیمہ میں خالی ایمان کافی ہے، کیونکہ قافی (ذہن پرک) واجب نہیں، بلکہ جنہوں میں اصطلاحات کے سب سے غیر اقران کے بعد اختلاف کی گئیں، اور غفلت ظاہر بھی ہے، نجات ایمان کے کہ ”حق تعالیٰ کی جانب سے واجب اور ماحول میں ہے۔“

۱۱۷۔۔۔ اور معلوم رہے کہ اس خندول کے اُتاج و اذتاب اس کی روحانی کمر پوری کرنے کے لیے نئی نئی قربانات تراشتے دہتے ہیں، اس کی قرینیت کو بھی حقیقی جو ابھی گزری اگر حصولِ نبوت کے لیے قافی فی الرسولؐ اور غفلت کا دروازہ کھلا ہے، اُتارے کہ قشر بھی نبوت کا دروازہ بند ہے، غیر قشر بھی کا بند نہیں، یا یہ کہ شریعتِ جدیدہ کا آنا منوں سے ہے، مطلق شریعت منوں سے نہیں مگر اس کے مغلط اور غریب نہیں کرتے ہیں، (مثلاً ایک تو) عبادۃِ حامیہ (خاتمِ المحدثین) پر قیاس کرتا ہے (اس کی کثرت گزری چکی) اسی طرح (دوسری قرینیت) یہ کہ خاتمِ انبیاء (کے سخی) ہیں کہ آپؐ، دوسروں کی نبوت کے لیے مہر اعتبار ہیں پس آئندہ وہی نبوت معتبر ہوگی جس پر آپؐ کی قرین ہوگی، اور یہ سخی بھی (خدا و رسول سے) منسوب ہے، کیونکہ مہر اعتبار اگر لگاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ لگاتے ہیں، (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہر اب اگر خاتمِ انبیاء کے سخی ہوں، نیزوں کی نبوت پر مہر تصدیق ثبت کرنے والا تو یہ خدا تعالیٰ کی صفت ہوتی اندری صورت خدا تعالیٰ کو خاتمِ انبیاء کہنا چاہیے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ

نیز خاتم اس جگہ بدوی تقدیر علی واقع ہے جو مقرر لگائے کے معنی کے لیے نہیں
 کیونکہ خاتم النبیین کی ترکیب اضافی میں مضاف الیہ مفعول پر کے معنی میں ہے نیز
 اس صورت میں لکھنے کے ماقبل مابعد کے درمیان ربط و اتصاف فوت ہو جاتا ہے،
 جو حریت میں استعمال لکھنے کے لیے، شرط قرار دیا گیا ہے کہ جو باغ نروں میں سے
 کسی کا باپ ہونے اور اعتبار نبوت کی مقرر ہونے کے درمیان کسی طرح بھی نسبت تبدیل
 نہیں بلکہ دونوں ایک وقت میں ہو سکتے ہیں اور اس سے وہ ربط و اتصاف فوت ہو
 جاتا ہے، جو لکھنے کے لیے شرط تھا۔ شرط اتصاف کی بحث کتب اصول میں اور تقریب
 کی بحث کتب معانی میں دیکھ لی جائے، اور معنی الی ہشام میں تصریح کی ہے کہ لفظ لکھنے
 کے بعد ٹھیک ہی کے لفظ ہے۔

۱۱۹۔ مَا كَانَ مُحْشَدًا، أَخَذَ قَبْلَ تَرْجَائِكَ لَفْظًا
 سے اہم ہوتا تھا کہ مذکورہ اور کسی چیزوں کی نفی ہوگی۔ اس وہم کے ازالہ کے لیے
 فرمایا "وَلَكِنْ تَرْسُولُ اللَّهِ وَخَاصُّ الشَّيْخَيْنِ" یعنی ثابت ہے۔ پس استدعا
 کی شرط پوری ہو گئی۔ اور اہمیت اور ختم نبوت کے درمیان تداخل ہے۔ کیونکہ اہمیت
 قریش کی تفسیر ہے، اور ختم نبوت عدم قریش کی تفسیر ہے، پس تفرقہ کی شرط
 پوری ہو گئی۔

۱۲۰۔ اہل (تقریب) میں ان دو چیزوں کے درمیان میں سے ایک کی نفی اور
 دوسری کا اثبات کیا جاتا ہے، تداخل شرط ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں علامہ معانی
 کی آراء مختلف نظر آتی ہیں۔ چنانچہ صاحب تفسیر تداخل کی شرط قرار دیتے ہیں اور سکاکی
 کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ شرط نہیں بہر حال، جو لوگوں نے تداخل کی شرط قرار دیا انہوں
 نے اس صورت میں جیکہ مخاطب دو چیزوں میں سے کسی چیز کا بھی معتقد نہ ہو (تقریب) ایک
 تیسری قسم، تقریبین کا اضافہ کیا۔ چنانچہ غلیب قرنی صاحب تفسیر نے یہ کیا ہے
 اور سکاکی نے تداخل سے سکوت کیا تو تقریبین سے بھی سکوت کیا، اور اہل قریش کے نزدیک
 (۱) اس بحث میں قول فیصل ہے کہ تقریب میں نہ لفظ تداخل ضروری ہے لیکن تداخل میں

زعم کر رہے تھے کہ اسے قعر قلب کے طور پر کہنا ہے کہ یہ شاعر نہیں، بلکہ
 وہ کاتب ہے، اس تقریر سے معلوم ہوا کہ، لکنا خصوصیت مقام کے شاعری
 اور کاتبیت کے درمیان تفریق اور تبادلہ فریقین کو مسلم ہے، لہذا مقابلہ صحیح ہے، فقر
 یہ کہ یہ ترکیب (جس میں کلمے سے قبل نفی اور مابعد اثبات ہے) لامحالہ عقائد کے
 لیے ہے، اعتبار مطالبہ دفع کے لیے، اور باعتبار افادۂ عبارت از جانب حکم
 کے لیے۔

(حاشیہ مرقہ شفق) نزول سے اس کا معنی ہے کہ اب اس زنجیر اور نزول کو اٹھنے والے
 دیکھ کر دیکھو کہ اس کا کتنا ہے کائنات میں زنجیر کے سنی انجیل موت کے لیے
 اور سچا کام سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم دراصل اس سبب کہ بیان کیا جا رہا ہے
 جس کا وہ سے لوگوں پر، اس واقعہ مشتبہ پر کہ وہ کیا (چنانچہ قرآن کریم سلفی ہے اور وہاں یہ خود
 وحق نقل کیا کہ اللہ نے مسیح پر ایمان رسول اللہ کو قتل کرنا تھا، پھر ان کے اس واقعہ کو خود دیکھتا
 ہوتے فرما کر انھوں نے ذکر آپ کو قتل کیا، مصیبت وہی، بلکہ انھیں اس معاملہ میں اشتباہ
 اور دھماکا ہوا، اور اسی اشتباہ کا اثر ہے کہ جو لوگ اس بارے میں مختلف باتیں ہوتے ہیں وہ کلمے
 شیعہ کا دائرہ میں چلے، ہے جو انھیں حقیقت و نتیجہ کی بجائے خبر نہیں، اور بعض لوگ جو کچھ اس
 اثر بند کر رہے ہیں۔

اب اس کے بعد مرقہ شفق کو انجیل کو لے کر بتا دیا جیسے کہ ان لوگوں کے اشتباہ و میزان کا
 مشتبہ نہیں ہے، چنانچہ فرمایا: وَمَا تَشْكُرُونَ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّكُمْ تَشْكُرُونَ
 کے بعد وہ اشتباہ، جو جنت پر ہے، اصل سبب ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام قتل نہیں
 ہوتے تھے بلکہ اس کے بھانے، انھیں بخانا لایا تھا، ظاہر ہے کہ جنت میں کئی اشتباہ کا موجب
 نہیں ہوتا، (مرتبہ رکنا انھوں نے دیکھ لیا کہ وہ کائنات شہرہ رکھا ہے) اشتباہ کا موجب
 خاتم موت سے قبل آپ کا گم ہونا تھا، اور (اسی کو قرآن نے بیان فرمایا کہ انھوں نے
 کہا کہ اگر فرمایا، پس اگر زنجیر کے سنی انجیل موت کے لیے جانے تو چھوڑ دو
 قبل کا لکھ لگا، وہ موجب اشتباہ تھی، یہاں ذکر نہیں کیا قرآن کریم نے اشتباہ کا من
 (اور انھوں نے انھیں)

۱۲۲۔ — پھر کسی کی مگر استعمال کرنا خیانت ہے، مگر کہ خود صاحب مگر استعمال کیا کرتا ہے، اور اس کی مگر خاص دوسرے کے لیے جائز نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے آپ کے نقشب پ نقشب بننے سے کائنات آتی ہے، اس تقدیر پر کہ ہر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاں صاحب مگر حق تعالیٰ شاد، حیدر اور نور ہوتے تھے، بھی تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر (دونوں شانوں کے درمیان) ثبت تھی، اور ابو داؤد طیالسی کی روایت سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ 'مگر نبوت'۔

دوسرے منکر گذشتہ سبب بڑا ہے، مگر غرض اس کے پیچھے کہ اسے کافر و کفر چھوڑ دیا
 اشتباہ تھی اس کا ذکر فیضانِ ابرہہ کی ذکر فرمایا، وہ سبب اشتباہ نہیں، بلکہ اصل مقصد کہ
 ترک کر دینا اور اس سے تعرض نہ کرنا، اصل حقیقت پر یہ وہ ڈالنے کے ارادہ ہے اور اصل مقصد
 کہ پھر نہ کہ اور اور کافر متعلق ہوں کہ اسے دینا، یہ سخت نہیں، بلکہ کفر، جان اور مافی الضمیر
 کے ٹیک ٹیک اللہ سے ہر دور مانگ ہے، (تعالیٰ اللہ عن ذالک علو کبریٰ)
 اور یہ جان آیت کریمہ میں 'مگر' اللہ تعالیٰ کے درمیان تقابلی کام کر کے اور ان کو
 فساد مگر اللہ کا اثبات کیا گیا ہے، (چونکہ) قتل کا تقابل لغو عورت کے ساتھ بھی واقعی نہیں
 (کہ سبب کا لفظ قتل پر بھی ہوتا ہے) چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل ہوئے تھے، مگر
 قرآن کریم نے اسے پھر بصورتِ حق سے قہر کیا ہے، (اس سے ثابت ہوا کہ اگر 'ذنی'
 کے معنی ثمرت لیے جائیں تو بھی قتل اور ذنی کے درمیان تقابلی مع نہیں لگتا، ذنی کے معنی عورت
 کہیں نہیں، لیکن، بلکہ ذنی جو ان کے معنی متعین ہیں، اس لیے قتل کی نفی اور ذنی کے ساتھ کیا معنی تھا
 'الغرض (آج کے) نے وہ اشتباہ کو ذکر فرمایا، اور وہ اشتباہ تھی حضرت عیسیٰ علیہ
 السلام کا اٹھنا یا جاننا، اس مقصد کے لیے قتل کی نفی کرنے سے ہوتے 'یقیناً' کا لفظ نہیں
 وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مری جان کرنا، قرآن کریم کا مقصد نہیں، موت بھی (وہ سبب
 اشتباہ نہیں، بلکہ کہ موت) اور اس کا کھنگ (کا زمانہ) خود کے نزدیک بھی واقعی نہیں
 ہوتی تھی، مادہ زمانہ، مادہ کے روح کو (اگر وہ بالغ و بالغ ہوئی ہوتی) اس اشتباہ میں
 کیا دخل تھا، اگر اس کا تذکرہ کیا جاتا، روح دنیا میں کبھی کو آتی ہے، اس سے آخر کو اشتباہ
 نہ مشکوٰۃ ص ۳۷۷ شہ مشکوٰۃ ص ۵۱۷ کے مرقم ۱۵۱

اور اصل اس امر کی علامت تھی کہ نبوت آپ پر ختم ہو چکی۔ یہ نہیں کہ آپ سے بعد دلوں کے لیے ہوتی، کیونکہ قرآن آپ پر لکائی گئی تھی (اور اگر وہ بعد دلوں کے لیے ہوتی قرآن آپ پر نہیں بلکہ ان پر لکائی جاتی)

۲۲۔ اور خاتم، یعنی ثمر، ثمر شدہ شے کی ضد کثرت اس میں کسی دوسری چیز کو داخل ہونے سے روکنے کے لیے ہوتی ہے۔ جس کے لازم میں ہے اس کا شمار دشمن اور واحد بالعدد ہوتا۔ اگر کسی کی ثمر کسی دوسرے کے پاس برآمد ہو تو وہ غائی ہے۔ چرہ، کیونکہ کسی شخص کی ثمر اس کی شخصیت اور نام کے قائم مقام ہوتی ہے۔ خاتم کا لفظ دراصل ثمر کے معنی میں نہیں بلکہ ثمر سے نام معنی کے لیے مخرج ہے یعنی وہ چیز جو ثمر کے لیے استعمال کی جائے، ختم وہ شے جو ثمر کے لیے استعمال ہوتی ہے، نعت قدیم میں رواج تھا کہ لٹائے کی پشت پر بیرونی جانب ثمر لگاتے تھے ذکر انہ (کے کاغذ پر بعد ازاں رواج تبدیل ہو گیا) اور لٹائے کے اندر کی دستاویز پر ثمر لگاتے تھے۔

(ماہر مکر شوق) پڑا ہوا ہے، مشتبه، کامرب آدم، دفعی جہاں کا جو اس وقت قدر پڑا ہو
جہاں بکرا

اور چونکہ وَكُنْتُ عَلَيْنَهُ شَهِيدًا تَعَاوَفْتُ فَلَيْسَ فِي (مخرج میں ہے مستدام) اگر کے درمیان اپنی امر، اگر کیا وہ نہیں ہے (جہاں سے) کہ تمام کے غی امرا کی مراد ہے، کہ کسی اور کہ کے اگر اس ہے اس کے مقابلہ میں جو فَلَمَّا تَوَقَّعْتُمْ فَرَأَوْا اس تعداد سے اس کی مراد علی صورت ہوا کر یاں تو آئے سے مراد صحت نہیں، بلکہ معنی مذکور (یعنی قبضہ کر لینا اور اپنی چیز کو وصول کر لینا) ہوا ہے۔ بلکہ کہ صورت میں ہے مستدام کی صورت تو اس حد کے نزدیک ایک طرف دیکھتے بعد کسی دوسرے کہ (کثرت) میں ہوتا، (اب اگر آؤ تو سے مراد صورت ہوتی آپر وَكُنْتُ عَلَيْنَهُ شَهِيدًا کے مقابلہ میں فَلَمَّا تَوَقَّعْتُمْ فَرَأَوْا اس کے بجائے فلما صورت الی الکشمیر جیسے اضافہ (آئے جا کر تقابل صحیح ہوتا)

مر لگانے کا یہ عمل بجز جی طرد پر اس شے کی مخالفت ؛ اسے سر بہر کرنے اور اس کے خلاف کے لیے تھا اور اس جگہ سے اس لغو کا مقبرہ لازم آتا تھا یہ نہیں کہ خاتم کا تعلق موضوع ہی اعتبار کے لیے تھا (جیسا کہ قادیانی طاعنوں نے کہا ہے) اور خاتم ؛ یعنی انگشتی بھی اصل نہیں ہے بلکہ فرع ہے (و آیت رقم بہت جلد مناسب مقام نہیں ہے۔

۱۲۴۔۔۔۔۔ اور لفظ خاتم قرآن بید میں باعتبار ما فیہ کے تھا ۱۰ اس مضمول نے اس کے مستقبل کے لیے رکھا اور در حقیقت (اس کا مصداق فرد واحد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی ، لیکن اس کلمہ کی تعریف کے مطابق) یہ جزئی نہ رہا ، بلکہ جنس ہو گیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک انبیاء سابقین کی اتباع سے بھی ملتی ہوتی رہے ہیں اور محدث بھی ، پس خاتمیہ حضرت خاتم الانبیاء کی خصوصیت ذریعہ اور دلچسپی بذریعہ میں خاتم کو کبھی اجراء کے لیے رکھا ہے ، اور کبھی انقطاع کے لیے۔ دیکھئے سورت مہرزا ص ۲۱ ، رسالہ ترک مزائیت ص ۱۰۰ و ص ۴۸ ، حقیقۃ الوحی ص ۲۸۔

۱۲۵۔۔۔۔۔ حاصل کلام یہ کہ قرینہ انکاس خدا ص ۱۱ کی کئی درجہ نہیں رکھتی بلکہ ایک بے معنی لفظ ہے اس کے باوجود اس قرینہ کی بناء پر اس طرد کا اپنے منکر دہ کو کاڑھن خود اس کے حق میں موجب کفر ہے۔ بعد از منکر دہ کے کوکل آنتہ حاضر ہے (چونکہ یہ طرد ایک بے معنی ذات کو کفر دیا جانے کا دار منکر کوکل آنتہ ملازم کا کھنجر کرتا ہے اس لیے آنتہ کا تعداؤ کے مطابق اس کی طوت کفر جائز ہوگا)

اور یہ قرینہ کا ثبوت کثر علیہ کا دروازہ بند ہے ، ثبوت غیر قشری بھی بند نہیں ؛ نعم قرآن کے خلاف ہے ، کیونکہ خاتم کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے لفظ رسول سے لفظ نبیین کی طرف کلام کو جو تبدیل فرمایا اس سے حمل دعا اور محمل فائدہ اسی خصوصیت کا ارادہ تھا کہ صرف صاحب شریعت رسول ہی کا نہیں بلکہ عام طور پر تمام نبیوں کا ختم ہونا سمجھا جاتا ہے ، خواہ ان کی نسبت قشری ہو یا غیر قشری ، جیسا کہ اس کی قرینہ اہل کفر چکی ہے۔

زمانہ ارنج کر لیں۔ جو غنا و عفا کے درمیان متفق طے ہے۔ تو حادث اپنے
مطلوبہ حدوث میں ایک جانب سے آتے اور دوسری جانب جاتے ہیں۔

”انہی دو دوائے دائریہ و رخام“

ہم نے آمد کی جانب کا ہم مستقبل اور رفت کی جانب کا ہم ماضی رکھ چھوڑا
ہے اور بس، پس ماضی و مستقبل دونوں کوئی حقیقت و اقدیر نہیں رکھتے، بلکہ محض
اقتبالی و اضافی ہیں یعنی ہماری نسبت، کہ ہم خود حادث ہیں، جسے گزر چکا وہ
ماضی ہے اور جو ہنوز ہر وہ غیب میں ہے وہ مستقبل کہلاتا ہے۔ اور زمانہ خود بھی
کوئی حقیقت و اقدیر نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک امر اعتراضی ہے جو حادث کے بعد اور نہ پہلے
پیدا ہونے اور ختم ہونے سے انکار کیا جاتا ہے اور بس سبحان الذی

یغیرہ کہ بتغیر اس حالت میں اگر ارادہ ازلیہ کسی حادث کے پیدا کرنے سے
معلق ہو جائے تو وہ حادث اپنے حقیقت کے متعلق کے مطابق عالم میں آج ہر گاہ
نہ کہ انقلاب مطابق لازم آئے، جیسا کہ واجب تھا۔ اگر کسی مخلوق کو پیدا کریں تو
لا محذورہ چیز ممکن ہوگی نہ کہ واجب۔ اچھے بھی ممکن نہیں کہ عالم کا ہر فرد تو حادث ہیں
مگر مجموعہ میں حیث المجموع قریح ہو۔ بلکہ یہاں تک ازادی اور تکیہ برحق کا حکم یکساں ہے۔
۱۲۶۔ اور جب ٹھکانے تو جہاں کر دی کہ جس چیز کے لیے ہدایت ہے اس کے

لیے نہایت بھی لازم ہے۔ اور دوام مستقبل کا ہم نے جواب دے دیا ہے کہ وہ
عرفت تہذو اشل ہے، تو حدیث نبوی کے مطابق حادثت بُرئت بھی آغاز و انجام رکھتا
ہے کہ اسے آدم علیہ السلام سے شروع کر کے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
پہنچا اس حادث کی آخری لاشٹ ہیں، ختم کو دیا گیا۔ اور اب تو عرفت اس امر کی انتظار
ہے کہ عالم کے کون کونساں بجا دیا جائے۔ مگر انتظام عالم کی مثال ایک ایسے جلسہ
کی تھی جو مجلس استقبالیہ کے طوطے پر مشفق ہوا، اور صدر جلسہ کی آمد آمد کا ماحول ہوا،
چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: ”اور میں خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول“
کی، جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام مائی احمد، ہو گا۔ نہ اور صدر کعبہ کی تشریف

وہ یہاں آئے، جو ہر دائرہ یکتا کام کو جو مرکز عالم تک آپ کی ذات گرامی ہے اسے سب سے مشعل دے بیٹے نظیر۔

آپ کی اس اہمیت میں کوئی شخص نہیں جو احقر کی طرح کلائڈ اور سفید بال لے کر آیا ہو۔

۱۲۹۔ اس نے تجھ سے بھی اور بھی بات کہی ہے، تاکہ تو راہ چلنے میں سست نہ رہے۔

۱۔ اسے فطرتاً ہی میرے اور میں تھانہ چھوڑا، کیونکہ یہ وہی میرا اور تیرا شریک رہا ہے۔

۲۔ اپنی حق کے لیے ہمیشہ فحش قریب رہے۔ بس بہت مردانہ سے کام لینا چاہیے۔

۳۔ میں اور تو تو دریاہ میں محض جہاز ہیں، درود اولیٰ و آخر سب کچھ دی ہے۔

۴۔ دیکھو کہ اس دیرانہ دنیا میں پھول اور کاسٹے باغ میں کیا پیدا ہوتے ہیں۔

۵۔ شب ہر ایک میں مٹاک ستاری کو کم نہیں کیا اس شخص نے جس نے اس کی خوشبو کو کاٹ کر لیا۔

۶۔ کل باتوں سے میرے کان میں لگا کر یہ دو حرفی بات یاد رکھو۔

۷۔ حق کا بھنڈا باندھنا ہمیشہ سب سے گا۔ عاجز بندہ کے ہاتھ میں دے گا۔

۸۔ جس نے اپنے مقصد ہی کا سیاہی کا اور کیا وہ اگر مقصد کو پہنچا تو بلوگت بھی سے پہنچا۔

۹۔ اے رب! اس بندہ طاعت کو قیامت کے دن اپنی راستے نہ لے جائیں۔

۱۰۔ بطنیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جواہر کے ختم کرنے والے رسول اور نبی ہیں۔

۱۱۔ آپ عالم کے امام بھی ہیں اور خاتم بھی، آپ پر حق غلطی کی جانب سے بیشکاء دلدرد و سلام۔

۱۲۔ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں، مگر پا رحمت، پینڈا شخص میں سب سے اولیٰ۔

اور جنت میں سب سے آخر۔

۱۰۔ مٹری میں تمام مخلوق کے سردار، کائنات کے آقا اور تمام مخلوق سے بہتر۔
۱۱۔ بروز قیامت آپ ہی صاحبِ حور اور خلیفہ ہوں گے، آپ کی حمد ہی
سے مقامِ محمود اور اہلِ الجحیم کی عنت جہاں ہوگی۔

۱۲۔ آدم علیہ السلام اور ان کے سوا ساری مخلوق بغیر فرق کے آپ ہی
کے جنت سے تھے ہوگی۔

۱۳۔ عزت کے قانع و خاتمِ آپ ہیں، رفعت و بلندی کا مبداء و قسما
آپ ہیں۔

۱۴۔ جو ہر کہ اہم امور کے لیے منعقد ہوا وہ صدرِ جبر کا منتظر تھا اور پھر
خاتمہ ہے (یعنی آپ کی آمد کے بعد محمد رسالہ عالم پرست دینے کا وقت ہے)

۱۵۔ اہلِ عرف (جو کس عالم کا خاتمِ المحدثین کہہ سکتے ہیں وہ) اس ختمیت کو نہیں
جانتے، کیونکہ اول سے ہی نظام کو نہیں جانتے۔

۱۶۔ چونکہ آپ مراتبِ حور میں خاتمہ تھے، اسی وجہ کا ایک موطیٰ تھا
یہ خاتمِ کمال ہوا، پہلے خود ایک اعلیٰ درجہ کا شرف ہے اس کو نقص
کہنا اکاویس ہے۔

۱۷۔ تمام سابقین کا آپ کی قیادت میں ہر، آپ کی سیادت کے لیے کافی
ہے۔

۱۸۔ چونکہ آپ کائنات میں ختمی تھے، اس لیے عالمِ غور میں اس کی عظمت
مٹری کہ تمام باقیہ آپ سے جڑیں جڑیں اور آپ کے بعد کوئی آپ کے منصب
کر پانے والا نہ ہو۔

۱۹۔ جب کوئی صاحبِ اختیار اپنے کام کو ختم کر دے تو کیا اس پر اعتراض
کتاب ہے کہ اسے نقص ہے؟

۲۰۔ پہلے جو کچھ تا بطور قیود تھا، آخر وہ غایبِ کمال اور مقصودِ تخلیق کائنات بن گیا۔

۳۷۔۔۔ برہمچاریہ بات ہے کہ ختم کمال بذات خود کمال ہے اس میں سوال و جواب اور چرچہ و جرار کی گنجائش نہیں۔

۳۸۔۔۔ کمال اگر (کسی کی فہم کے نزدیک) کسی دوسرے کمال کے معارض ہے (تو ہوتا رہے) متنازع حق کے نزدیک یہ عیب نہیں بلکہ بھروسہ ہے۔

۳۹۔۔۔ منصب بہت بعض مراتب خداوندی سے حاصل ہوتا ہے مگر اولیٰ سے کو پریشانی کا موجب ہوتا۔

۴۰۔۔۔ حق تقاضے کے جانب سے منصب بہت پر غور کیا جانا، حصولِ بہت کی شرط ہے۔ جیسا کہ خلیفہ کا تقرر ہیئت سے ہوتا ہے۔

۴۱۔۔۔ ۴۲۔۔۔ کسی مسئلہ میں اس حدیث کے کما حقہ نے اپنے ذہن کے امام کو دیکھا، اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ یعنی خلیفہ کی بیعت کے بغیر وہ امتیج جینیوں کی طرح جمالت کی بھیر کیوں میں تھا؟ ہر اسے۔

۴۳۔۔۔ آپ نے ایسے شخص کے لیے جاہلیت کا عنوان اس لیے اختیار فرمایا کہ ایسا شخص اہل جاہلیت کی طرح ہدایت سے بے ہوا ہے۔

۴۴۔۔۔ اہل جاہلیت کے یہاں ایسی امامت معروف نہ تھی، ان کا سامنہ دشمن کیا ہوتا۔

۴۵۔۔۔ سلسلہ سلطنت جاری ہو جانے کے بعد غلط فہمی کے یہ کچھ بے شریع ہونے لگے تھے۔

۴۶۔۔۔ اس کے سوا اس حدیث سے کوئی باطنی معنی متصور نہیں، امامت مراد وہی خلیفہ مسمود ہے۔

۴۷۔۔۔ نبی سے تھا کلام استحقاق کا۔ پس اس شکل سے دستگیری حاصل ہوتی۔

۴۸۔۔۔ بہت سے مجدد غلط فہمی کے جھوٹے دھوڑا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں حق شناسی تیرا کام ہے۔

۴۹۔۔۔ ہر شخص اپنے ذاتی پر نہیں چڑھ کر، اور نہ اپنے اہل حق و حق سے

مرتا ہی نہیں کیا کرتا۔

۱۔ انبیاء کرام کی سیرت، فطرت پر مبنی ہے، ان کے یہاں غلبہ آرائی، بندش اور حرص و آز نہیں ہوتی۔

۲۔ مگر اس کو وہی شخص جانے جو کبھی چیز کی تیز رکھتا ہو اور انبیاء کرام کے علم و عمل کا دھرموں سے اقتید کر سکے

۳۔ پس قرآن کریم سے انبیاء کرام کا طریق، جو آسمان کے ساتھ ان کے سوال و جواب میں ذکر کرے۔ معلوم کر دے کہ انہیں ان کا طریق جی ہر توکل نظر آئے گا۔

۴۔ انہیں نہ ملایا، دنیا میں کرنے کی فکر ہوتی ہے، ان کا باتوں میں تاثر ہوتا ہے، ذوق و گراف اور ذکر و فریب۔

۵۔ ان کا سب کچھ دین کے لیے ہوتا ہے، صبر و اخلاص اور یقین ان کا طریق ہے۔

۶۔ خدا کا فضل، عزت کا مسک نہیں، بہت بھی بجز عزت کے حاصل نہیں ہوتی۔

۷۔ بہت بگاڑ و حجاب کا فضل ہے، جیسا کہ بادشاہ کی جانب سے لقب یا خطاب ہوتا ہے۔

۸۔ اور وہ لقب چونکہ بذات خود عزت عالی شان تھا، کمالات سے اور بھی دو بار بڑھ گیا۔

۹۔ نیز رازہ کے ہاں شاید کچھ قدرت ہی ہے۔ ہمیشہ بادۂ و صورت کے ساتھ ہی اشیا کا وجود وابستہ نہیں۔

۱۰۔ پس حق تعالیٰ کی جانب سے کبھی منصب بہت پر فائز کرنے سے عزت ملتی ہے۔ ایسی کی مثال ایسی ہے کہ حق تعالیٰ کے ارشاد کئی سے

چیزی وجود پذیر ہوتی ہے۔

۱۰۔ اور یہ دیکھنا کہ نبوت محض تقب دینے کا نام ہے، نہیں! بلکہ میں نے جو کچھ لکھا ہے سب تقرب الی القم کے لیے ہے۔

۱۱۔ نبوت اور کائنات نبوت کے درمیان، از دوسے تہتقی، ازلی اختلاف ہے کہ نبوت اور کائنات نبوت ایک ایک چیز ہی ہیں، نبوت تو بندہ کا اور نبوت جاری ہے۔
۱۲۔ اس نے خاتم و خاتم ایک ہی شخصیت کو بنایا۔ تجھے خدا پرایاں ہے یا کہ اس سے جنگ ہے!

۱۳۔ خاتم و خاتم دونوں اس کی شیت سے وابستہ ہیں، اسے ایساں درست!
اس میں چوں و چرا کیوں!

۱۴۔ شیت کا تعلق ظہور و غیور کے ساتھ کیا ہے، پس اس میں زمانوں کا کیا سوال! وہی خدا نے جب تک چاہا نبوت کو جاری رکھا، اور جب چاہا بند کر دیا۔
۱۵۔ تمام انبیاء سابقین آپ کے جندے سے ہیں، پس اس سے زیادہ تجھے کیا کہنا ہے۔

۱۶۔ نبوت کسی ہے یا کہ وہی، اس غور و بحث سے تیرا کیا مطلب! (جبکہ نبوت کا دروازہ ہی بند ہے تو ظاہر ہے کہ نبوت و کسب سے حاصل ہو سکتی ہے نہ سر بہت سے)

۱۷۔ ۱۔ تو آپ کی سیادت پرایاں رکھو، خدا کا کام خدا پر چھوڑ دے۔
۱۸۔ خصائص میں شرکت کیسی! وہی کائنات سے کسی کائنات کو کیا مناسبت!
۱۹۔ جس نے کہا کہ تہی، نبی مانا ہے! وہ شیت الہی میں شریک بنا پاتا ہے (کہ خدا کی مشیت کے خلاف وہ نبوت کو جاری رکھنا چاہتا ہے)

۲۰۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے تشریف لائے ہوتے تو شاید یہ بات درست ہوتی، مگر آخر میں نہیں!

۲۱۔ اس شعر کا مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر اس امت کے اندر دروازہ ہو کوئی (تو تشریف لے کر)

۱۔ قرینیت چونکہ نبوت کا جزو اخیر ہے، اس لیے اسے سب سے پہلے انتخاب سے بھی رہنمائی ہو۔

۲۔ اگر اب بھی تم نے اس مقام کو نہیں سمجھا تو پھر قصہ آدم و ابلیس پر غور کرو (ابلیس کو بھی اعتراض تھا کہ آپ نے آدم کو کیر دیا، کلمات ترجمہ میں زیادہ ہیں)۔

۳۔ اہل رویت چونکہ نبوت کا گریبان ایک شعبہ اور جزو ہے، وہ آئینہ کر خلیفہ ہے مگر اس جزو کے حصول سے آدمی ذلیٰ تو ہی مکتا ہے، مگر یہی تو نہیں ہو سکتا۔
۴۔ لیکن نبوت کا خطاب اور لقب جو حق تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوتا ہے اس میں قطعاً شرکت نہیں،

۵۔ نبوت کے علاوہ اگر کوئی کمال حاصل ہو تو انکار ذکر، کیونکہ وہ خطاب است میں سے نہیں، اذہ القاب میں سے ہے۔

۶۔ قلب الرایت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اسی طرف اشارہ کیا ہے، انھوں نے فرمایا کہ اسے انبیاء کرام کی پاکیزہ جماعت، انہیں لقب دیا گیا ہے:

۷۔ 'نرمات' میں یہ بھی نقل کیا ہے اور 'یا قاضی' میں ایک لفظ زیادہ کیا ہے

۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰ اور ۱۰۱ جو اس کے بعد فرمایا کہ انہیں وہ چیز دی گئی جو تم کو نہیں دی گئی، اس

سے مراد وہ حصہ ہے جو نبوت سے پہلے کی سلسلہ کا ہے، یعنی تہذیبی تقسیم کے

دقت جو کچھ پہلے رہ گیا تھا، وہ غلطی انہوں نے ہمیں عطا کر دیا ہے۔

۹۔ حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے حق پر قائم رکھے اور سب سے آخرت کی

نسبت آحق کی طرح شمار کرے کہ اگر آحق کہنے کے بھی لائق نہیں،

۱۰۔ آپ کے دین کی شرکت فرادہاں ہو چیر، تاکہ بندہ، بنو نم سے آزاد ہو جاتے۔

اخیر صفحہ گزشتہ، نبی پیدا ہوا جتنا کہ تو اقصیٰ آپ کو نبی ملا کہ مدت بہت، مگر جب تیر سو سال تک

آخرت میں کوئی نبی نہیں ہوا تو چونکہ منہ منہ امیر قادری کے دعویٰ نبوت سے آپ کو نبی ملا تو جانا

کو کون جی درست نہیں، بلکہ بدعت مذہبی نبوت کے بعد سامنے کا دلیل ہے۔

۳۰۔ یہ پہنچ کر انبیاء کرام کی سیرت مقدسہ قرآن کریم اور کتب خاصہ میں سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ قرآن حکیم میں جو کچھ ان کے خطاب (سوال) و جواب کے سلسلہ میں آتا ہے اسے بندہ پڑھ کر معلوم ہو گا کہ کس طرح ان حضرات کے مطالعہ کی بنیاد امور ذیل پر قائم تھی، یعنی قتل و یتیم، صبر و استقامت، ادراک و حزم و بلند ہمتی، وقار و کرامت، انابت و اخلاص، خلل و اختصا، یقین کی خشکی اور سینے کی خشک کی سفید صبح کی طرح انشراح و اعتماد، صدق و امانت، مخلوق سے شفقت و رحمت، عفت و صحت، طہارت و لطافت درجہ الی اللہ، و ساقی غیب پر اعتماد ہر حال میں لڑا سب دنیا سے ہے رنجی، سب سے کٹ کر حق تعالیٰ شانہ سے وابستگی، ملاہ دنیا سے ہے اتفاق، مال و دولت سے بے قرچی، علم و عمل کی دراشت جاری کرنا اور مال و مناع کی دراشت جاری کرنا، چنانچہ ارشاد ہے: ہم وارث نہیں بنائے گئے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں گے وہ صدقہ ہے۔ علیہ ترک فضل اور اس سے نپاہ کی ضابطت و ہر حالت اور معاملہ میں حق کا ساتھ دینا اور اس کی پیروی کرنا، ظاہر و باطن کی ایسی مراقبت کہ اس میں کبھی بھی غفل اور رخسہ واقع نہ ہو۔ انہیں انجام مقصد کے لیے باطل خد و ناسد سے بچنا اور سچے ہمارے تراشنے کی ضرورت نہیں ہوتی دیکھو کہ کلاموں کا سراپا اور نقد و قسٹ ہے، چنانچہ کہا گیا ہے کہ: کسی شخص نے کبھی سہنے دن میں کوئی بات نہیں چھپائی، مگر اثر تھا سب سے اس کے رخسہ کے صفات اور اس کی نپاہ کا لفظ مشہور سے صادر شدہ الفاظ میں اسے ظاہر کر ہی رہا۔ اہل ان حضرات کے کسی بھی معاملہ میں تحافت و حق قضا اور تعارض و تناقض راہ نہیں پایا، بھر پور غیب اور کہیں نہ بظن، قدر سے اس کے سامنے حق اس طرح کھل جاتا ہے جس سے پوری طرح شہرہ خد ہو جاتے۔ انہیں اطلہ حالت اللہ اور مواجہہ رب و اہل بھلائی کے پورا ہونے میں کبھی روجا اور تہیائی خیال کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (جس طرح نرانا محمدی بیگم انجام آتم، ڈاکٹر عبدالحکیم کی موت وغیرہ وغیرہ میں چمکتا رہا) اس کے باطن کے پاک اور طہیت کے پاکیزہ ہونے کی وجہ سے ان کی روش میں ایسی یکسانیت ہوتی ہے کہ

تعارض و تفریق میں کسی جیلے بدلنے کی حاجت نہیں ہوتی، جانبِ خدا کو جانبِ انسانی پر ترجیح دینا، مادی تعلقات اور رشتوں سے بے تعلقی اور اعراض، تمام حوادثِ مدنی و آدمی حالات میں حمد و شکر، یادِ حق اور ذکرِ الہی، ہر دم شغول و مشغول، ربِّ العالمین کے زیرِ حمایتِ علم و تدبیر کے ذریعہ فطرتِ سلیمہ کے مطابق لوگوں کی تعلیم و تربیت کن جس میں کسی قسم کی فلسفہ آزادی، اختراع اور حقیقت کا شائبہ نہ ہو۔ تسلیم و تقویٰ، عبادتِ کلام، طاعتِ زادہ، استقامتِ شام، اس کے دین کا تمام لوازمات پر غالب آنا اور اس کے ذریعہ ایمان اور خصائلِ ایمان کا پلار مانگنا، عالم میں پھیل جانے والی حضرات نے دنیا میں وہ کونجی پانچویں کادرات نہیں دیا، اور کیا حال کر گذر و جبارہ کے مقابلہ میں اپنی ایک بات سے کبھی تنزل فرمایا ہو، یا ذرا عقلی تحریف و تصدیق اور اس کے جہم کی بنا پر اپنے ذات سے اعتراف کیا ہو یا عرض و طبع اور سامانِ دنیا کو دیکھ کر سننے کا معمول وجہ بھی ان کے دائمی قدر میں کچھ نہ تھا جو باوجود اس وقت باسرا نے کبھی انہیں اپنی طرف کچھ نہ دیا اور کبھی نہیں کہ ان کے پاس میں علم و عمل کا اختلاف نہ تھا، ہوا یا ایک دوسرے پر رد و تخریب یا ایک دوسرے کی توجہ اور کسرِ شان کی بھلائی تھی کہ ہے کہ انہیں اپنے کلمات پر کبھی ناز اور غیب نہ تھا، اپنے تمام حالات میں کبھی بے برد و عقلی اور نفسانہ ذریعہ میں نہ تھے۔ خاص کر اگر کچھ بھی تھا عقیقتِ ربانیت سے تھا۔ انسانی کسب و ریاضت کے دائرہ میں نہیں تھا، اور خداوندی ہے، تاثر و غروب جانتا ہے جہاں دیکھتا ہے اپنے پیمانہ میں، اور مشاہد ہے، تاہم ان کے اندر بھی دین سے اپنے رسولان میں سے جس کو پاس ہے۔

پہلی آیت میں نبوت و رسالت کو ایک امر الہیابی یعنی علمِ الہی کے حواس سے فرمایا۔ اور دوسری آیت میں ایک امر غیر الہیابی یعنی طبیعتِ خداوندی کے حواس سے بیشتر دیکھا گیا ہے کہ جو امر کو حق تعالیٰ کی جانب سے تفصیل اور مصلحتاً و اجتہاداً لے لیا ہے اس سے ہر آدمی کے علم کے حواس سے لے لیا جاتا ہے، جس میں اس امر پر ترجیح دینی

سبہ کہ یہ امور کسی شین ہیں۔

۱۳۱۔ فقہ زہد ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی جو اجمالی سیرت اور کچھ گئی ہے
 کسی دوسرے نے کچھ اور چیزیں لکھی ہیں اس سے یہ نہ کہنا کہ حقیقت نبوت ہر اسی
 قدس ہے اور یہ کہ جو کچھ ملاسنے کو دیا ہے وہ حقیقت نبوت کی تفصیل کے لیے کافی ہے۔
 اور نبوت کی حقیقت وہ بھی نہیں جس کو یہ فہم اہل اہلکار کے ساتھ یہ کہنا ہے کہ
 وہ حقیقت ملاسنے کے لیے کہ چکے پھرتا ہے کہ نبوت ہدایت کثرت مکار الہیہ سے ہے ؟
 بلکہ تمام امور نبوت کی ادھیسی سے طاعت ہیں جو راستہ کا پتہ نشان دیتی ہیں ، اور کچھ
 سراخ بتاتی ہیں ، وہ حقیقت اقیقہ کو سوائے انبیاء کرام کے ، جو خود موصوف ، نبوت ہیں
 کوئی دوسرے نہیں جانتا ، کسی کی مہال اور طاقت ہے کہ اس علم کے امور الہیہ کی کڑک بکڑی
 سکے اور ان معادلات الہیہ و مقادیر ربانیہ تک اس کی رسائی ہو سکے ۔ اس طور پر کہ آخر حقا
 بات میں تسخیل سے ذکر کی ہے اور فرمایا ہے کہ پس نبی کی آنکھ شہادۃ نبوت کے لیے
 کھلی ہے ، اور وہی کی آنکھ شہادۃ و ہدایت کے لیے کھلی ہے اور شہادۃ نبوت سے ہندو گناہ
 کسی کو خیر نہیں کہ اس دوست کی منزل گاہ کہاں ہے ، بس اس قدر ہے کہ گھنٹی کی آواز آتی ہے ۔
 جس طرح کہ صلیب اکبر (وہی کی حقیقت نہیں ہر ایک طاقت تھا)

۱۳۲۔ احادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت ایک ایسی حقیقت ہے جو بہت
 سے اجزاء رکھتی ہے ، مگر اس اجزاء کی تفصیل نہیں بتائی گئی ، ان اجزاء میں سے بعض
 اجزاء پر اختلاف کا حکم دیا (ایا ہے) ، اور بشرات کے قبیل سے کچھ حصہ باقی ہے اور
 یہ حکم باعتبار جزاء غیر ملت نام کے ہے ، اور وہ تہدی کائنات کی نبوت آن کی کسی پر ہوا
 آواز ہوتی ہے ، یا مانند صورت مادہ پر یا مثل حروف صاف تخیل پر منقش ہوتی ہے یا شہر و خط
 سرفراز و دریا و بحر پر قرب ہوتی ہے وہ کائنات جاری و ساری ہیں اور آیت کریمہ
 "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَيْرُ الْمَعْصُومِ عَلَيْهِمْ وَلَا أَضَلُّ مِنْهُمْ" (یونس: ۱۰۱) کے ساتھ

مع الذين اتفقوا على ما هم من السجين و منهم يقين و انشده الله و انهم يعين

یہ جس انعام کا ذکر ہے اسے دیکھنا چاہیے جیسا کہ آیت: **وَ اِذْ تَقُوْلُ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اٰتَعُوْا اللّٰهَ عَلٰی سِرٍّ وَ اَخْفٰی سِرٍّ عَلٰی غُلُوْطٍ** میں مذکور ہے، اور میت ایسے کچھ چھپے ہوئے عریض، **اَنْتُمْ فَعَلَیْ غُلُوْطٍ تَعْبٰیثٍ** کہ میں اور آیت: **اِنَّ اللّٰهَ فَخَّ الْعَبَادَ بِرُحْنٍ مَّذْكُوْرٍ** اور خود آیت **وَاَسْمٰی** (یا ہے) **وَاَحْسَنُ اَوْ لَیْذٌ تَرْفِیْضًا** اور اس آیت **لَا کَرَمَیْضٍ** القرآن میں خوب لکھا ہے کہ پھر ان کو بُد کے ساتھ دیکھتے ہیں، جس طرح کہ خدام کو مرد کے ساتھ دیکھ کر صد کلام میں اطمینان دے کر ہے جو اول مرتبہ ہے۔ اور انہی کا وقت کی سزا ہے جس نے اس جملہ و فہم و ادراک و ادراک و ادراک کر است سے بھگے ہیں، اور ان کے متدی ہونے کا اس نے ازراہ حقیقت بہت کا متدی ہونا بکھلے۔

۳۴۔۔۔ اگر کوئی شخص غصہ بھارتے ہوئے، کے کوئی ایک ہی حقیقت جو (انہی) کلام میں پائی جاتی ہے تو نہ بہت کہتی ہے اور وہی جب بغیر انبیاء میں پائی جاتی ہے تو ولایت کی طرف تبدیل ہو جاتی ہے اسی طرح وہی والہام، محبت و مصروفیت اور مجاز و کرامات (کو بھنا چاہیے) جس طرح کہ سورج کی روشنی (ضیاء) چاند کے گرد میں ہنسی کو نور میں جاتی ہے یا جس طرح کہ اشیا خارج میں ایمان ہیں ان میں میں ہوتی ہیں اور آئینوں میں عکس ہیں یا جس طرح کہ ایک ہی نوع کے اشخاص کے وجود اس میں باہمی تفاوت ہے جس کے دفع کرنے کی تکرار جمل ہے: یہ فلسفہ آرائی میں چند قابل و ذوق و ذوق اعتماد نہیں کہ کوئی قلم اشیا ذکر، مرتبہ تعلیم سے گر کر مرتبہ تعلیم میں آگئی ہیں، اگر یا درجوب سے امکان کی طرف پہنچ گئی ہیں۔ پس اس قدر جن تفاوت کے بعد یہ فیصلہ کرنا کہ: اختلاف حواض کا اختلاف ہے یا اختلاف حقیقت، اور ان تمام اشیا کا تفاوت آیا اسی طرح کا ہے جس طرح کہ اتحاد حقیقت کے وجود کسی نوع کے اشخاص میں تفاوت بڑا کرتا ہے یا کیا صورت ہے: یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی اصل گڑ کہ عدم التیوب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کیا تم جانتے نہیں کہ یہاں میں کی چیز کے مسائل میں آج تک تنفیہ نہیں

جس کا ہر آئیہ کی زیادتی عارض میں سے نفسِ امیت میں و

۱۴۴۔ اور جیسا کہ فریح اہل معقول نے حصول اشیا میں حصول اشیاء کا فیصلہ کیا ہے، کہی دوسرے کی مصافحت نفسیہ کے حصول کا اس کے واسطہ یقیناً کوئی راستہ نہیں ہے، لہذا کہ حصول اپنے ذاتی استحقاق سے ہے۔ بطور استفادہ دہر لیس استفادہ بھی، جس کا یہ مخدول مانگ گاتا ہے۔ اپنی ذات ہی کی طرف راجع ہوتا اور واسطہ فی الثبوت میں ہیں واسطہ اور خود واسطہ دونوں موصوف ہوتے ہیں اس میں حلقہ کا معرکہ ہے بعض نے، بلکہ کہ کہل جو غافل سے صادر ہوتا ہے اس کا دوسرا مفعول یہ پہنچ جاتا ہے، جس کا نام مفعول مطلق رکھا گیا، وہ کوئی علیحدہ حقیقت نہیں، البتہ فعل کا اثر ایک جداگانہ چیز ہے۔ پس ان مفاعیلوں میں پڑتا اور ان کی وجہ سے دین کی ضروریات و ضرورتاات کو توڑ چھوڑ دینا احماد و زندقہ کا کام ہے۔

۱۴۔ اہم معلوم رہے کہ اس آیت کے اندر ثبوت جاری ہونے میں دلائل اس آیت کوئی خصوصیت کا ظاہر ہوتا ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کو پہلے انھوں میں سے کسی تیسرے پر ترجیح ہے اور استناد و عدم استناد کا فرق۔ جیسا کہ پہلے گذشتہ حکم مفروض ہے، غرض میں کوئی امتیاز و نشان نہیں رکھتا۔ صرف ایک ذہنی اختراع ہے جس کی حیثیت طفل قتل سے زائد نہیں ہے، پھر آخر کس معنی کی بنا پر خاتم النبیین۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو قرار دیا گیا :- اگر کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی معنی خاتم النبیین ہیں، آپ کا رتبہ نبوت کے خاتم ہیں یعنی آپ نے تمام کائنات و اجزاء، برکت کی مسافت کو اختتام تک پہنچا دیا اور ختم کر دیا، اگرچہ نبوت کا دورہ اور زمانہ ابھی باقی ہے : تو یہ بے معنی تقریر فقہ قرآن کے خلاف ہے اس لیے کہ (فقہ قرآن) میں کسی شے کے خاتم کا واسطہ کا قطعاً فرمایا جاوے گا اور یہ کس کو حق ہے کہ قرآن کی فقہ مزاج سے باہر چلے ؟ قرآن نے آزمائشی سوانح انبیاء کے ختم کرنے

۱۰ مختار کو ہدایت دے کر پھیلنے کے لیے فتح میں مدد دے گا اور اس کو اپنے ہاتھوں سے مضبوطی بخشنے کے لیے مدد دے گا۔

واقعہ فرمایا ہے اور یہ امر خود بھی ختم کائنات کی فرج سے ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ ختم زمان کے ساتھ ختم کال فرمایا گیا اور اس قسم کی خاتمت عالم تقدیر میں مقرر و ملحوظ بھی ہے اور (خاص میں) رائج و معمول بھی ہے کہ ختم صوری کو ختم معنوی کی علامت قرار دیتے ہیں اور یہ امر واقع میں یا تو ختم کے ساتھ ہوتا ہے یا ختم کے ساتھ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دونوں کو جمع فرما دیا گیا کہ آپ خاتم بھی ہیں اور خاتم بھی چنانچہ خسرو فرماتے ہیں:

مشاور مژمل و شفیق مرسل خورشید پسین و نور اول

اور اس خاتمت کی تکریموں میں مرجمد نہیں، پس باب انصاب فرمائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازی کال و خاتمت صوری و معنوی یا سابقہ نبیؐ یا ہما؟

۱۳۶۔ اگر مناسب اقتداء ملک کے کرنی فلاں منصب کو فلاں جگہ سے شروع کر کے فلاں کمال ترین فرد پر ختم کر دوں گا (مثلاً منصب نبوتؐ آدم علیہ السلام سے شروع کر کے اکل انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دوں گا) تو آیا یہ اسرائیل و بن کے نزدیک بالہدایت کال نہیں ہے؟ (اگر ہے اور یقیناً ہے تو آخر کیا وجہ؟) کہ یہ طرہ و ایک بدیہی (مان اور سیدھی) بات ہے، یہ بھی ممکن امتیازی کرتے ہیں کہ نعتہ بالشریعہ (تو نقص ہے) اور گزہ چکا ہے کہ کسی کو قائم المدینین جو کجا جاتا ہے اس کے معنی نہیں کہ وہ شخص مدینہ کی جماعت میں سے خاتم کائنات ہے، نہیں بلکہ یہ بھی قائم اشخاص مدینہ کے معنی میں ہے، البتہ کلام الہی اور اس... کا دورہ عامیہ کے درمیان فرق ہے کہ یہ کا دورہ مسامحت اور تلخ و تخیلی پر منحصر ہے، جبکہ کلام کا کام اس سے پاک ہے۔ واللہ بھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

۱۳۷۔ آخر آیت کریمہ کے خلاصہ کا دوبارہ اظہار کرنا مناسب ہے کیونکہ حق جلی شائد... کے کلام مجہول نظام کے نقصان، اعتبارات مناسبہ اور لطائف و نکات کا کھنڈا اہل نواز کے لیے نہایت دشوار ہے۔ بلکہ انسانی طاقت سے بعید ہے لہذا

۱۳۰۔ اور معلوم ہے کہ آپ کے پیری خاندان کو باقی دکن اور پھر ان کے اندر سلسلہ نبوت کو باقی رکھنا ان اور ان باتوں کے درمیان کوئی عقل یا شرعی تقاضا نہیں، لیکن اہل عرت اور تمام اہل صافائی ہی چاہا کرتے ہیں کہ خاندان میں سلسلہ وراثت باقی رہے اور یہی حالت دنیاوی بھی ہو سکتا تھا کہ معلوم خاندان نبوی میں کوئی سلسلہ رہتا ہے۔ سلسلہ نبوت یا سلسلہ خلافت و ولایت و ولایت علی یا وراثت اہل کا سلسلہ یا وغیرہ یہاں کچھ قسم کا لازم نہیں تھا، لیکن مناسب ضرورت تھا اور بہت ممکن ہے مجتہدین کی تنہا بھی ہو اور ان کے خاندان میں یہ خیال گزر بھی رہا ہو، جبکہ علم میں ہی خاندانی وراثت نہیں، لیکن اگر خاندان میں علم باقی رہے تو اسے خاندان علم کہا کرتے ہیں اور یہی مناسب سمجھتے ہیں، آپ کی جگہ پر اہل عالم ہوا اور اسی نوعی طریق پر سبے آیت پر ثقیل و پرست صلب آل یثرب، آل ابراہیم، آل یعقوب، آل عمران، آل یحییٰ اور آل داؤد کا خزانہ بھی اسی کے پیش نظر رکھا ہے، مروجہ انفرادی ہی سورۃ اعراف میں منصب خلافت و امامت اور امامت کے خاندان اور ان میں رہنے کے ارادے میں کچھ ذکر فرمایا ہے، اور اسی طرح آیت و وراثت مسیحیان، داؤد میں وراثت علم و نبوت مراد ہے، اور مسلم التذلی میں حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو دیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا تو آپ کو پیری اور ہی علم نہیں (زمانی جو بزرگ کا پتہ چلتی)۔

۱۳۱۔ پس فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں تمہارے ذہنوں میں یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ وہ پیری خاندان کو جاری کرنے اور کس نوعیت کی وراثت باقی رکھنے کے لیے ہی آیا نہیں ہو گا۔ بعد ہی تقدیر میں وہ سلسلہ نبوت کے ختم کرنے کے لیے ہی آیا، اس لیے پیری خاندان میں علی علیہ السلام سلسلہ نہیں ہو گا، پیر نبوت کا سلسلہ ظاہر ہے کہ بعد چہ اولیٰ نہیں ہو گا، اور بات پہلے گزر چکی ہے کہ اس آیت سے توریث نبوت الاستعداد کے سلسلہ کی تہہ چہ اولیٰ ہو جاتی ہے : نبوت بلا واسطہ

اللہ و خاتم النبیین میں دو جہن کا جمع کرنا جن میں سے ایک نئی ہے اور دوسرا مثبت، اس مقصد کے ادا کرنے کے لیے جو گزر چکا۔ اور ذالہ مسائل کا بیان الگ الگ بھی ہو سکتا تھا۔ یہ سب غلام مراد آیت کریمہ کا کہ جس ختم ہو جاتی ہیں، مگر وہ جلوہ نہیں دکاتا۔ (ترجمہ شریعت تیرہ ص ۱۱۱ کے بارے میں ہر شخص ہر دم نئی بات کرتا ہے۔ اگر تیرہ رخ سماں کی جلوہ خانی ہو تو یہ قلعہ و ریاست

خاتمہ

۱۴۴۔ چنانچہ جیسے کہ حق علی، حق پسندی اور حق نبوتی کا طریقہ یہ ہے کہ کلام مجوز نظام کے قیام، کلام ملک مضم سے ہی لیے جائیں، بلکہ ہر ایک حاضر الحاض اس مسئلہ کے کلام میں ہی طریقہ ہے، اپنی جانب سے اتباع ہوئی اور اغراض نفس کی خاطر قیامی لگایا، تفسیریں مکان اور پھر کلام مجوز نظام کے ٹکڑے کر کے اسے ان پر چسپاں کرنا اکادہ زندقہ کی اصل بنیاد ہے۔ پس جب حق تعالیٰ نے ایک بار تفریح فرمادی کہ ”ختم ہمارے خردوں میں سے کسی کے آپ نہیں، بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں تو شیعوہ ایمان یہ ہے کہ تمام جیلوں ہالوں کو چھوڑ کر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام میروں کا ختم کرنے والا بنائیں کریں اور اسی پر ایمان لائیں۔ کیونکہ اسی عقیدہ کو رکھنے کے لیے قرآن آیت آئی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ تقسیم و تفسیر نہیں فرمائی تو ہمیں حق نہیں کہ زندقہ و اکادہ کے شہادت کی بنا پر آیت کے محرم اور اطلاق کو خیر باد کہیں، کیونکہ یہ نص کے مقابل میں عیاں کو پیش کرتا ہے اور قیاس سے نص کا مقابلہ و معارضہ سب سے پہلے اچیس لے کیا تھا۔ پھر اجماع یا فصل بھی اس عقیدہ پر مستند ہے اور دور نبوت سے آج تک مسلسل ہی عقیدہ چلا آتا ہے، پس یہ عقیدہ ہمیشہ قطعی الثبوت رہا ہے اور یہ آیت اس کے اثبات میں قطعی اور دلالت رہی ہے۔

۱۴۵۔ اور جو کچھ یہ علم اور اس کے چیلے پانے اس عقیدہ حقا (ختم نبوت) کی مخالفت میں پیش کرتے ہیں وہ سب رسوا کی بنائے ہیں، یہ لوگ بار بار منافروں

میں جواب اور ذیل درموا چرکے، مگر حدیث کو انہیں ہدایت نہ برتی، بلکہ اپنی الجھن سے مشابہت سے کہ ایمان کے بدلے کفر فریتے رہے، ان کا طریقہ یہ ہے کہ نکلات و قطعیات کو شبہات و تشابہات کے ذریعہ مکد کرتے ہیں اور دقت رفتہ ایمان سے خارج کر دیتے ہیں، کوئی دلیل عقل یا معنی ان کا مشک نہیں ہے، بلکہ ان کا کل سرمایہ میں لہو و شہادت ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض تم دیکھ سکتے ہو کہ زندہ سے زیادہ نہیں جی رہا یہ آیت ہے قیام شہادت پر عادی ہے اور پہلے ہی سے ان کا فیصلہ کر چکا ہے۔

۴۶۔ شتوہ سورہ اعراف کی آیت ۱۳۱ یٰٰدٰم اِنَّا یٰٰاٰتٰیٰکُمْ رُسُلًا مِنْکُمْ یَقْتُلُوْنَ خٰیۡکُمْ اِیَّاهِۢمۡ ہِیَۡ خٰیۡنٌ سٰوِیٌّ کَرَتَہِۢمۡ کَلٰ یٰٰاٰتٰیٰنَا سَتٰبًا کٰمِیۡنًا ہِیَۡ اِستِیۡقَال بِاِستِیۡقَال بِاِستِیۡقَال کے ہے (کہا آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوصاف کی امت کو فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارے پاس بہت سے رسول آئیں گے اس سے ثابت ہوا کہ) نبوت جاری ہے۔ (یہ آیت خود قادیانی دعویٰ کے خلاف ہے، کیونکہ ان کا دعویٰ آہ ہے کہ آنحضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کے واسطے سے طے کرے گی، ذکر مطلقاً جبکہ اس آیت میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی کوئی قید نہیں، جو انھوں نے آیت ختم نبوت میں رکھا وہ کیسی۔

طاہر ازہی و شہد غایت شہادت والہ سے پیدا ہوا ہے (تحقیق یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا تقدیر فرمایا (اور وہی بیان دور تک چل گیا) اور درمیان میں کوئی کوئی جملہ فتنہ قل کے ساتھ آہ اس کے پاس میں جو جہ میں وقوع پذیر ہونے والے تھے، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا، اور کسی ضمنی نذرہ کی جانب راہنمائی اور تنبیہ فرمائی تاکہ وہ باہر از سرسلسلہ سخن نہ شروع کرنے کی ضرورت نہ ہو اور محالہ دست پرست سے جو جملے اور چار بار یٰٰدٰم کے خلاف سے خطاب فرمایا، یہ تمام کلام احادیث خطاب اولیٰ کے ساتھ اسی حوالہ سے متعلق ہے۔ (جو عالم اراواح میں تمام ذریت آدم سے لیا گیا تھا اور استیقبال بھی اسی کے اعتبار سے

ہے۔ اس کے بعد حضرت نوح، حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام کا قصہ ذکر فرمایا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ آیت میں استقبال زمانہ نبوی کے اعتبار سے نہیں بلکہ زمانہ عہد کے اعتبار سے ہے۔

اس آیت کو جس میں بہت سے رسولوں کے آنے کی اطلاع دی گئی ہے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے ما بعد کے زمانہ سے متعلق کہ حضرت حق بن محمد کے ساتھ شہادت و مقابہ ہے بلکہ اس نے ایک باہم نبوت کی تعین قطعی نازل کر کے اپنی مراد کی تعلیم فرمادی ہے، سورہ بقرہ کی ابتداء میں بھی اسی آیت کے قریب ارشاد ہوا ہے، **ثُمَّ أَتَيْنَاهُم بِمُوسَىٰ وَهَارُونَ بَنِيَّيْنَاهُمَا يُرْسِلُونَا** یعنی اسی طرح سورہ نمل میں بھی ہے۔

اسی طرح ذکر فرمایا، اور حضرت خاتم الانبیاء کے حق میں قیامت سے متصل ہونا ذکر فرمایا اور (آپ کے اور قیامت کے) درمیان میں کسی نبوت کو نہیں رکھا۔

حضرت آدم اور ابتداء کے آفرینش کے حق میں استقبال مناسب تھا، چنانچہ واقعہ بھی یہی تھا اور آیات کریمہ بھی اسی طرز پر وارد ہوئی۔ پھر حق تعالیٰ کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ زمانہ حق میں زمانہ سابق کے بارے میں خطاب فرمائیں، جبکہ حکم اس طرز کے مناسب ہر حال اس آیت سے اجزائے نبوت پر استدلال کرنا قادیانی ذہنیت کا اہم سبب ہے، اور تیسرے صدیق کی امت کے کسی شخص کا ذہن ان آیات میں (اجزائے نبوت کے) کسی وجہ کی طرف نہیں گیا اور ان آیات میں اس وجہ کی کوئی اور انجمن نہیں ہے۔ اس طرز کو تعلیم شیطان کی بنا پر جدا گانہ نبوت کا دعویٰ کرنا تھا اس لیے شیطان نے پہلے اسے دعویٰ نبوت تھیں کیا اور بعد ازاں یہ تمام اہل مکہ کے اہل اس کے اذنب و آشوب، علم و عمل اور نیت مجھ پر پیر سے جاری ہیں، رسول کے کفر و عناد، عداوت حق و اہل حق اور کفر و عناد کے۔

۴۴۔ اور مثلاً یہ کہ **أَمْسَتْ** عَلَيْنَا نَفْسِي میں اکاد کر کے ہی کہ آیت اس امت پر اتمام نعمت کا اعلان کرتی ہے اور سب سے بڑی نعمت نبوت ہے، جب نے البقرہ: ۳۸ کے طرز: ۱۳۳ سے اللہ: ۳۰

اس کو وہ ذیل قرعہ نصبت پوری کیے کر رہی ہے) حاکم کو آیت کی مراد واضح ہے کہ میں نے نصبت کا کوئی جز نہیں چھڑا جو تم کو خدایت نہیں کر دیتا اور یہ منافی ہے اس بات کے کہ نصبت کا کوئی جز جدید ایسی بات ہو جو خدایت دیکر گی ہرگز جو نصبت حاکم کی جاہل اس کی بقا کے منافی نہیں۔ منصوص آیت خاتم النبیین سے کہ وہ اشخاص انبیاء کے ختم ہونے کا اعلان کرتی ہے اور کسی دوسرے شخص کی آمد کے منافی ہے۔ وہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہی جو قیامت پوری انسانیت کے لیے ہی ہیں اور آپ ہی کا دوسرے نبوت باقی ہے۔ جس طرح آپ کی حیات طیبہ میں کوئی دوسرا نبی نہیں تھا (خاتم میلہ کتاب) اسی طرح آپ کے مابعد کے زمانہ میں بھی کوئی دوسرا نبی نہ رہا (اگر ہو گا تو میلہ کتاب کا بھائی ہو گا)

اور جب دیکھا جائے کہ نفل شخص پر ہم نے مطہنت کے تمام اجزاء پورے کر دیے تو یہ ایک تنگ معجزہ ہے جو بالکل واضح ہے کہ جس شخص کو ہم نے خاتم مطہین بنا دیا تو یہ دوسرا معجزہ ہے کہ وہ بھی کہاتے خود واضح ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اجزاء، شئی تنگ چیز ہے اور غیر شئی ایک دوسری چیز ہے۔ اجزاء کے پورا کر دینے سے اس کی مرید ہی نہیں ہو جاتی، بلکہ اجزاء کے پورا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز ناقص نہیں رہی اور ختم اشخاص کے ساتھ غر ختم ہو گئی۔ اور وہ مطہ ہوتی نہ رہا۔ اور تاکہ کام پورا کرنے کا کام ہی چھوڑ دیا اور جب کوئی شخص اپنا کام چھوڑ دے تو اس کے ساتھ صاف کھام اور اس کی مراد کی تحریف کیونکہ چلنے؟ ۱۳۸۔ غریب کو ختم نبوت کو ایک بار سیکھ کر اسے واقعی اور پختہ عقیدہ بنا لینا چاہیے اور پھر اسے ہر قسم کی بحث و تلبیس سے بالاتر بن چاہیے۔ اس کے بعد جو چیز بھی وغیرہ سمجھ و نقل سے سامنے آئے اس کی تفسیر و تشریح اسی کے موافق کرنی چاہیے، کیونکہ ختم نبوت کا عقیدہ ضرور یا سب دین میں سے ہے۔ یعنی ان امور میں سے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تبلیغ سے ہر خاص و عام تک

منجی ہے۔ اس قسم کے امور، دین کے اند ایک نئے شے، مفہوم اور ایک ثابت شدہ حقیقت رکھتے ہیں کہ کسی کے نقل و حمل پر ان کے مفہوم کا دار نہیں اور ان میں تاویل اور قیاس آرائی کی گنجائش ہے (مختلف تعلیمات کے کرائی میں تاویل کی گنجائش ہوتی ہے اور ہر جگہ کے نزدیک جو مفہوم ملے جو وہی اس کے لیے واجب العمل ہوتا ہے) اور اگر وہی کی ہر چیز (لوگوں کے نقل و تحلیں اور تاویل پر) دائرہ، اگر سے آدھوں کی کوئی حقیقت مقصد ہی باقی نہیں رہتی۔

اور کسی حکم کا مزہ دیات دیں میں سے جتنا نقل متواتر اور اشتہار و استقامت کے ساتھ جوتا ہے (کہ صدر قول ہی سے وہ حکم مشہور و مستفیض اور متواتر نقل جوتا رہا۔ جس کی وجہ سے وہ نقلی الثبوت ہو گیا) حکم خواہ کوئی ہو، خواہ فرض کا ہو، خواہ استحباب کا، خواہ اجابت کا۔

اور کبھی تعلیمت، دلیل عقلی قائم ہونے سے بھی، جو دلیل نقلی کے ساتھ ہو، ہوا ہر جاتی ہے، لیکن، لازمی نہیں ہے بلکہ جب کوئی عقیدہ اُمت میں طبعاً بعد طبعاً متواتر رہا اور اپنی حق و وحدہ کے درمیان اس عقیدہ میں کوئی اختلاف نہ پائی ہوا بلکہ سب کے یہاں متفق علیہ رہا، تو وہ قطعی ہے۔

اور آثار کبھی اسناد کے ساتھ ہوتا ہے۔ کبھی طبعاً و تواریث کے ساتھ، اور کبھی قدر مشترک کے ساتھ۔ بقیہ تواریث کہیں ہیں اور یہی متواترات "سبیل المؤمنین" ہے جو قرآن کریم نے آیت ذیل میں ذکر فرمایا ہے۔ وَمِنْ بَشَائِقِ الْمَسْئُولِ مَنْ بَعْدَ مَا بَيَّنَّ لَهُ الْهَدَىٰ وَبَيَّحَ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ فَوَلَّاهُ مَا قَوْلَ وَفَضَّلَهُ جَهَنَّمَ وَ سَادَّ مَصِيلاً لَّہٗ۔

ترجمہ: "اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق کا ہر چہ چکا تھا اور مسلمانوں کا، مرنے چھوڑ کر دوسرے راستہ چلایا تو ہم اس کو جہنم کے دروازے کے لیے دیں گے۔ اور اسی کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ پڑی جگہ سے جلنے کی ہے۔"

۴۹۔ بعد ازاں غلطی نہ رہے کہ اگر کوئی شخص کے کلاموں میں سے ختم کر دینا چاہے اس نے یہ بات اپنی حالت کے مشابہہ اور اپنے ارادہ کے پیش نظر کہیں سے لیکر وہ مالک مختار ہے، پس اس کی مراد میں تخریف کرنا (اس کے مطلب کو بگاڑنا) صادق اور راست باز لوگوں کا کام نہیں، مگر کسی کا یہ کہنا کہ فلاں شخص خاتم المرشید ہے: اس نے آخر کس چیز کا مشاہدہ کر کے یہ بات کہی؟ کیونکہ تودو عالم غیب رکھتا ہے، اور نہ اسے حالات پر احاطہ حاصل ہے۔ لامحالہ یہ بات محض تخمینہ اور گمان کا نام ہے۔ مسلمانوں کے طور پر ہوگی۔ خلافت مقام النبوت اور مالک الملک کے، اگر اس کا ارشاد سراسر تحقیق اور خود اپنے فعل سے مشتق ہے، پس خود یہ کہنے کا اس قسم کے عقائد اور حالات کے مختلف ہونے سے بات کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے؟ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مراد لفظ کی تعبیریں اس بناء پر نہیں ہوتی کہ لفظ اسی معنی میں منسوب ہے، بلکہ حالات و اغراض کی بناء پر اور ہنیر کی اختلاف کے اس مسئلے میں کثیر استحالہ و تکرار وغیرہ کے ساتھ ہی عداوت کے معنی نہیں ہر جانتے ہیں۔ اور عداوت میں دوزخ مردہ اور اس سے سابقہ پیش آتا ہے، مگر ان لوگوں کو دانا کہیں یہ تمنا ہی پیش نہیں آتی، صرف غرض ہی میں یہ آفت ڈھانک لی جاتی ہے، ہر حال تو خلیفہ خدا دہی و کار ہے۔ اور اگر اس قسم کے امر میں بھی کوئی شخص ختم رسا نہیں رکھتا اور دعویٰ ہر دانی کے باد صفت کنوایاں ہیں تیز نہیں کہتا، اس سے بدعت اٹھانا چاہیے، کیونکہ جیسا کہ حدیث میں ہے، یہ نادر، غایبوں کی تخریف اور باطل پرستوں کے غلط دعووں کا ہے۔

۵۰۔ ان خدایوں کی حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حق تعالیٰ ختم لکھ کر فرماتے کہ میری مراد ہے کہ تم جتنے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی بھی نہیں بیروں گا۔ (نہ تشریفی نہ غیر تشریفی، نہ حقیقی نہ نقلی یا غلطی) تو کہیں گے کہ جی ہاں! لفظ ایسی ہیں جو آپ نے فرمائے، لیکن آپ کی مراد ہے کہ فلاں طریقہ سے آپ اس سلسلہ کو جاری

ی رکھیں گے۔ اور اگر فرماے کہ نہیں، یہ بھی نہیں۔ تو یہ کہیں گے کہ جی ہاں، بظاہر تو ایسا
 ہی ہے، لیکن آپ کے باطن میں ہے۔ جتنا ہے ہر بات کی آٹھ توجیہ کا سلسلہ
 کہیں جا کر رکے گا ہے، اور جب مخاطب فیصلہ کر چکا ہو کہ اسے ہر حال تکلم کی ہر
 بات کو آٹھ منہ پر محمول کرنا ہے تو حق تعالیٰ کسی بھی حقیقت کے ادا کرنے سے
 (نمودہ باشند) قاصر رہیں گے اور کسی مطلب و مذاکرہ ادا کرنے کا راستہ ہی بند ہو جائے
 گا۔ اندری صورت اگر کوئی شخص قرآن کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ آخری کتاب
 الہی ہے، اس کے بعد کوئی کتاب نہیں رہے اس کی مراد آخرت حقیقی ہو مگر اس کے
 اٹھ ہیں اس مراد کے ادا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہو گا (کیونکہ کائناتی عہدہ اس میں
 ہی تاول کا کوئی پتھر نہیں ہے)۔ واضح دلی التوفیق۔

۱۵۔ اور اب نبوت کو ختم اور سربراہ کرنے کی حکمت سمجھنا چاہیے، معلوم رہے کہ
 اس حقیقت (یعنی نبوت) کو تکب تک اور صاحب اختیار نے آدم علیہ السلام
 کے عہد سے شروع کیا جہاں سے ابو آدم کا آغاز ہوا ہے اور خاتم الانبیاء، حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو خاتمہ دنیا پر ظہر لیت لاسے ہیں، پورا فرما دیا
 اور دین کے کالی اور نبوت کے ختم ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس ختم سے مقصود،
 جیسا کہ ابی کیٹرؒ اس حقیقت کو پہنچے ہیں۔ یہاں ہے کہ آپ کے بعد کوئی عہد و نثر
 اور دھمال و کتاب و دھیاں ہیں نہ گئے، مگر سربراہان ہیں سے کوئی چیز نہ اٹھائے،
 جب تک امت اس عقیدہ پر قائم رہے گی۔ رحمت اللہ کے زیر سایہ رہے گی اور
 جب انحراف کرے گی تو یہ اس وجہ تفریق ہو گا اور اس سلسلہ میں تشریحی و غیر تشریحی
 کا کوئی فرق نہیں بلکہ ہوا اشک، ہر قسم کی نبوت کا دورہ وازہ بند ہے اس لیے کہ جب
 (نئے نبی کے آنے سے) ایمان میں اضافہ ہو سکتا ہے اس نئے نبی پر ایمان قائم رہے
 کا ایک نیا دکن ہی جانتے، تو (شریعت جدیدہ کے ذریعہ) اعمال میں اضافہ کیا و شواہد!
 پس اُمت محمدیہ میں ہرگز ایسا نہیں اور حکمران کی تکفیر کریں تو (ظاہر ہے کہ اُمت میں
 انحراف پیدا ہو گا، اور) اختلاف اختلاف رحمت نہیں، بلکہ اس میں اُمت

مرد کے اتحاد کی بیچ کنی، ان کی خیر و برکت کا اہتمام، صلوات و فلاح اور کامیابی کا انتظام
ایک دوسرے کی تکفیر کا فتح باب، اتفاق و اتحاد کا ستم باب اور مقصد الہی کا۔
گو آپ کے بعد کوئی دجال و دیوانہ نہیں ہو سکتا۔ — معارضہ و مناقبہ ہے (ترجمہ شری)
تیں اس حالت میں سفر کرتا ہوں کہ میں نے اپنے دل پر تیری محبت کی ہر نگاہی ہے
تاکہ کوئی دوسرا اس میں نہ سامنے آئے۔ اور اسی وجہ سے ختم کا اعلان فرمایا تاکہ وہیں ذریعہ
کی دگر گشت ہوئے یہ اُمتِ مکررین میں تقسیم ہو کر ایمان کو پارہ پارہ نہ کرے، نقد و فساد
لال و دھما، غریزی و غارت گری اور شقاق و تفریق میں نہ پٹے اور لسانی اور مرض
اور نقد و طویل و عریض کا موجب نہ ہو۔

۱۵۱۔ پس اس محبت کا اس شتی کے دوسرے کو نبوت نبی ساز ہونی چاہیے؟
مواز نہ کر، اور پھر انصاف کہہ کہ اُمتِ مروجہ کے حق میں (رحمتِ تقویاں کی جصل
نبوت سے بچاؤ)۔ حقیقت یہ اسلامی ختمِ نبوت، رحمتِ تقویاں، جن کو اتحاد و غیبت کی
وجہ سے یہ نہیں کہا، بلکہ کر خاتمِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان رکھنے کے اور
اس نبوتِ جدیدہ کے منکروں کی تکفیر کرنا ان کے حق میں رحمت کی نفی کرنا ہے۔ تقویاں
نظریہٴ اجمالیٰ نبوتِ رحمت ہے۔ کے مطابق چودہ صدیوں میں صرف ایک مرزا
غلام احمد قادیانی نمودِ رحمت بنا، جب کہ اس (زود آمد کے نمودِ رحمت بننے سے
اُمت کے کرداروں افراد جو قادیانی نبوت کے منکر ہیں، موردِ لعنت ٹھہرے) ہی
ایک (ف) ان اشتیاء کو رکھو جی کہ اس نے ہم خدائی بنایا ہے اور وہ صرف مرزا
کی ذات ہے) اور دوسری (ف) بے اُمت کی تعداد کو رکھو اور ہر دیکھ کر کیا موازنہ
ہے (اگر اجمالیٰ نبوتِ تقویاں نظریہ سے اُمتِ مروجہ کے حق میں رحمت کا پتہ
بھاری چٹایا لعنت کا) اُمت کے حق میں جس چیز کو رحمت کہہ سکتے ہیں وہ یہ ہے
کہ پوری اُمت کا ایک ہی دین دایا ہو، ایک ہی کتاب دی ہو، ایک ہی دستور
ہدایت، ایک ہی سنت ہو، ایک ہی مبیعہ المؤمنین ہو اور وہ سب ایک ہی راستے
پر چلیں اور ہر بات ما بقیوں کے حق میں معتد نہ تھی۔ ایسی کثیر اسی مضمون کریمہ

کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف میں سے ہے کہ آپ کو خاتم النبیین بنایا، اور آپ کو تمام مخلوق کی جانب مبعوث کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بہت ختم ہو جائے گا یہ کثیر شرف بہرہ قرار دیتے ہیں اور پہلے گند چکا ہے کہ یہ امر باطل و اخی اور ہرچی ہے، اور ان غلوؤں کی شکایت دینی بی بیات میں شک اندازی ہے بلکہ ان نے لہذا ایک شرعی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر شاہ گرامی نقل کیا ہے کہ: ”وہی نبوت و رحمت کی شکل میں شروع ہوا اور خلافت و رحمت جوئے دوسرے۔“

در حقیقت، رحمت میں غیر عام مقصود ہوتی ہے، اس کے مقابلہ میں مقصود چند افراد کی تکمیل کوئی دوزی نہیں رکھتی (اور قادیانیت کے نظریہ اجلاسے رحمت سے نہ مقصود ہے چند افراد ہی مستفید ہونے کے، بلکہ عرفان ذرا واحد کے لیے، نظریہ رکھا، کیا گیا کہ یہ کہ قادیانیت کا حقیقہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عالم کے سوا کوئی ہی نہیں ہوا اور انہوں نے اس کے بعد ہی قیامت تک کوئی ہی نہیں ہوگا، گویا خاتم النبیین مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ فرض قادیانی جو خود دند شد سے نکلتے ہیں کہ آئندہ فتنے میں نبوت کا جاری ہونا رحمت ہے، اس کے حقیقت عرفان یہ علی کہ خود واحد یعنی مرزا غلام احمد قادیانی خود رحمت ہوا اور کہ دونوں کی تعداد میں امت کا زاہد خود امت شہری۔ اب انصاف فرمائیے کہ ایک فرد کی خاطر کہ دونوں افراد امت کو کالز اور خارج از ایمان شمرنا کیا امت کے حق میں رحمت ہے؟ جب اس سے موازنہ رحمت پر پہنچے کہ آیا اس کی حقیقت ختم نبوت موجب رحمت؟ یا قادیانی حقیقت اجلاسے نبوت ہا تراسی کہنے کا خوب دوزی کر لینا چاہیے۔

۱۵۳۔ اسی را مسئلہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا پس وہ کوئی امر زمانہ نہیں (جس پر سنے سنے سے ایمان لانا فرض ہے) بلکہ پہلے ہی سے ایمانیت میں شامل ہے۔ لہذا ان کی تشریفات آدمی سے ایمانیت میں اضافہ ہوا جبکہ مرزا کے دعوئی سے ایمان میں ایک نئی نبوت کا اضافہ ہوا اور

اس نجات کے نامائے واسطے کا فرمہ ہے اور مقصود بالذات عام ہدایت اور عام انسانوں کی تربیت ہے، رسول کی ہشت (اسی فرض کے واسطے ہے، گویا وہ بالواسطہ مقصود ہے۔ اور معلوم ہے کہ جس وقت مختلف جہانوں کے کائنات اور مصالح کے درمیان تضاد پیدا ہوگا ایک جانب کی مصلحت کا تقاضا کچھ ہے، اور دوسری جانب کی مصلحت کا تقاضا اس کے برعکس ہے تو اس وقت اس تمام امور میں سے خوب سے خوب تر اور مناسب سے مناسب ترین کو لیا جاتا ہے۔ اس اصول تہاذیب کے ہمیشہ قائل، دیکھو ہر گاہ کہ امت مرحومہ کے حق میں عقیدہ ختم نبوت کی برکت سے اول سے آخر تک پوری اہمیت کا لقب دادم، وہی دادم اور نبی و احد پر متفق و متحد ہو، اذنی و انسب ہے یا اعلام احمدقادیانی کی نبوت سے کہ وہ دونوں اور بنی (انوائست کا کافر ہی جانا زیادہ بہتر و عمدہ ہے۔)

۵۴۔ آیات قرآن حکیم کی بناء، کلمات تنزیل کا مصلح نظر اور ان سب کا محیط فائدہ اور مستطاب اثر، یہی ہے کہ قرآن کے بعد ایسی کوئی کتاب کوئی وحی اور کوئی خطاب موجود نہیں جس پر کہ ایمان فدا فانی اور واجب ہو، جو وحی کہ انبیاء کرام سے منحصر ہے اور اللہ تعالیٰ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں رکھی بلکہ بطور منہج مخالف کے، جو دولت کی ایک قسم ہے، اس کی تقویٰ فرمائی ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَيُؤْتُونَ زَكَاةً وَيَسْتَمِعُونَ وَحْيَ رَبِّهِمْ
لَهُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ
وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَٰئِكَ سَيُعَذِّبُ اللَّهُ النَّاسَ كُلَّهُمْ أَسَفًا
وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَٰئِكَ سَيُعَذِّبُ اللَّهُ النَّاسَ كُلَّهُمْ أَسَفًا
وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَٰئِكَ سَيُعَذِّبُ اللَّهُ النَّاسَ كُلَّهُمْ أَسَفًا

وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ
أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا

اَعْلَمَ مِنْ قَبْلِكَ ۝

حَقَّ لَكَ يَوْمَ حُبِّكَ اِلٰهَكَ وَاِلٰى اَلْوَيْتِ مِنْ قَبْلِكَ ۝ اَللّٰهُ
الْعَزِيزُ الْحَكِيْمُ ۝

وہ تمام آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کی وحی کا ذکر ہے اور اس
پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے مگر آپ کے بعد کی وحی کا کہیں ذکر نہیں، اس پر ایمان لانے
کا حکم دیا گیا، حالانکہ اگر آپ کے بعد بھی وحی نبوت کا سلسلہ جاری ہوتا تو اس کا ذکر پہلے
اولیٰ ہوتا، چاہے عوام کی امت کو گمراہ نہ ہوتا۔

اور (ختم نبوت پر) استدلال کے لئے نوح (شیخ ابی حنیفہؒ) نے فرماتے ہیں
ذکر فرمائی ہے میں نے، و تلوایں خاصہ، افزا کرتے ہیں کہ وہ حضرت خاتم النبیین صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ہمارے نبوت کے قائل تھے، شیخ نے اسٹب کے سرائی
کے وصل میں تصریح کی ہے کہ جنت سے اس کام اور شرعی اصطلاح نہیں بلکہ معنی لغوی ہے۔

۱۵۵۔۔۔ ہر معلوم دے کہ یہ نیز تشریحی نبوت، جو (شیخ) کی اصطلاح میں، فخریہ
کہات اور روایت و جبرائیل سے عبارت ہے، وہ شیخؒ کے نزدیک نبوت کی
کوئی قسم نہیں، بلکہ اس کا ایک جز ہے، اصطلاح تشریحی نبوت بھی اس کے نزدیک نبوت کی
ایک جز ہے۔ (وہ فردا فردا اس میں سے کہیں نبوت شریعہ صادقہ نہیں آئی، کیونکہ کہ جب تک تمام ۱۵۱۔
میں وہیں شریعہ صادقہ نہیں آیا کرتا۔ یہ قسم لے کر کہتا ہے کہ اس پر صادق آئے ہیں، اس کا اس شخص
نے کہا ہے اور شیخؒ نے خود بھی اس کی تصریحات فرمائی ہیں، حاصل یہ کہ شیخؒ کے
دیکھ نبوت کا ایک جز باقی ہے، جو عقل کا مصداق نہیں ہوتا، نبوت کی کوئی جزئی یا اس کی
کوئی قسم باقی نہیں رہی جس پر نبوت صادق آئے،

۱۵۶۔۔۔ آیات (ختم نبوت) کی ایک اور قسم وہ آیات ہیں جن میں اول سے آخر تک
اس آیت کی وحدت کو ملحوظ رکھ کر اسے امت واحدہ فرمایا، مثلاً مندرجہ ذیل آیات۔

(۱) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ اَتَوَجَّهَ

لِلنَّاسِ ۝ ۱۰۰ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَائِرِ الْمُرْسَلِينَ ۝

اور بعض علی الخصوص غیر تشریحی نبوت کے انقطاع میں وارد ہیں، مثلاً بخاری و مسلم اور مسند احمد وغیرہ کی حدیث جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

”بنو اسرائیل کی سیاست و قیادت انبیاء علیہم السلام کے سپرد تھی، جب ایک نبی کا انتقال ہو جاتا اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا اور میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ان خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ عرض کیا گیا۔ پس آپؐ ہمیں کیا حکم فرماتے؟ فرمایا، جس سے پہلے بیت ہو جائے پس اس کی بیعت کرو اگر نہ، کہ ان کا حق ادا کرو، اپنا حق ان سے مانگو، مگر کہو اللہ تعالیٰ سے کہ امتحانِ رحمت کے واسطے میں اسے خود ہی باز رہا کہے گا: (مشکوٰۃ ص ۴۰۰)

و حدیث دوم جس سے غیر تشریحی نبوت کے انقطاع کی دلیل ہے، ازل سے کہ انبیاء بنی اسرائیل، جو بنی اسرائیل کی سیاست و قیادت کرتے تھے، شریعتِ ابدات پر ماحول تھے، کوئی دوسری شریعت نہیں دے سکتے تھے وگرنہ غیر تشریحی نبی سے اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ اب میرے بعد اس قسم کے انبیاء بھی نہیں ہوں گے۔ اس سے ہر ادنیٰ فہم کا آدمی بھی کہہ سکتا ہے کہ اس حدیث میں غیر تشریحی نبوت کے انقطاع کو یہاں فرمایا گیا ہے۔ دوم یہ کہ اس حدیث میں اس چیز کو بھی ذکر فرمایا جو نبوت کے بدل میں باقی رہنے والا تھی، اور وہ ہے خلافت، نہ کہ کسی قسم کی نبوت۔ اب اگر کسی قسم کی نبوت اس امت میں جاری ہوتی تو محالاً اس کا ذکر فرماتے، ۱۶۱۔ اور پہلے گزر چکا ہے کہ نبوت بھی استخلاف ہے، اسی بنا پر محدثوں میں نبوت نہیں رکھی گئی، نبوت انبیاء کرام کی تکمیل ذات کے لیے نہیں ہوتی، کیونکہ تکمیلِ نبوت کا ایک جز ہے جو اس کے تحت مندرج اور مدوی و متعدی ہے، پس جو کمالات کہ بطور تفسیر متعدی دے گئے ہیں وہ اب بھی متعدی ہیں اس پہلے بھی متعدی تھے بخلاف استخلاف، اختصاص اور تشریح کے، کہ یہ علیہ خداداد نبی پر منحصر ہیں۔ اس

۱۶۴۔ اور حدیث شفاعت (جس آیت سے کہ تمام انبیاء کرام شفاعت کریں گے) سے گریز فرمائیے کہ اگر آخری منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آٹھویں گاہ شفاعت کے اس مفصل واقعہ سے اور تمام انبیاء کرام کے (شفاعت کبریٰ کے منصب کو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کرنے سے) ایک اہم ترین نکتہ معلوم ہوا وہ یہ کہ جو شخصیت کو ختمیہ کمال ہوا اس کا اقبال زمانہ کے بھی سب سے مؤخر ہوا۔ ثقت الہیہ میں اس کے ختمیہ کمال ہونے کی علامت ہے اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت و آخریت، جس میں امر مؤخر ہے (جس وجہ سے) کہ جنت جنت (اہم ترین) واقعات کے ضمن میں آپ کی ذات گرامی پر معاملہ کا تعلق ظہور پذیر ہوتا رہا۔ یوں آپ کی خاتمیت زمانہ ایک اور حقیقت کو ادا کرنے کے لیے ایک صورت لے کر پہلے ہی گئی اور وہ تھا آپ کا کائنات میں انتہاء کے آخری مرحلہ پر خاتم ہونا۔ اور یہی صورت بیلا اوسلہ کی نماز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں ظہور پذیر ہوئی کہ تمام انبیاء کرام (غالباً اپنی بعثت کی ترتیب سے) بیت المقدس میں جمع ہوتے رہے اور سب سے آخر میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آفرانی ہوئی اور انبیاء علیہم السلام کی مقدس محفل میں امامت کبریٰ کے لیے جہول ایچا نے ہاتھ پکڑ کر آپ کو آگے کر دیا جس سے ایک نئے معلوم ہوا کہ پہلے آنے والے تمام حضرات، سب سے پہلے آنے والی شخصیت کے منتظر اور چشم بردار تھے جس طرح کہ تمام حاضری جلسہ، خاص خصوصیت کے منتظر ہوا کرتے ہیں۔ دوسرے انبیاء کرام کی امامت کبریٰ نسب سے آخر میں آنے والے پر موقوف تھی۔ جسے اب تک خاتم الانبیاء کا دو مسودہ نہیں ہوا غار شروع نہ ہو سکی تیسری جو سب کے بعد آیا تھا وہی سب کے آگے کیا گیا۔ یہ گرا نخن الاخرون السابقون کا عمل ظہور تھا۔ اہل قیام و جمہ سے معلوم ہوا کہ آپ کی آخریت و خاتمیت ذاتی و اصل آپ کے مقررہ رتبہ اور ریادت و برتری کا ایک معیار ترین منظر ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۶۵۔ پس نبوت کوئی تولیدی فکر نہیں، جیسا کہ محمد قدوسی، بالکتابہ کے خاتم انبیاء کی فکر سے نہ پیدا ہوا کرتے ہیں بلکہ منصب نبوت، رب العزت کی جانب سے استخلاف (خلیفہ سازی) اور دل محمدی (مردگی) ہے۔ عقد بیعت اور اخذ بیعت میں خاتم الخلفاء پر مقصد کا اتمام ہوتا ہے اور تولید میں استخلاف سے جو عظیم تر منصب اور اعلیٰ شرف ہے۔ مصلیٰ ہو کر رہ جاتا ہے۔ استخلاف میں اہل حق و عقد اور سابقین کی حاضری ہوا کرتی ہے، جبکہ تولید باقیدار ترغو کے ہوتی ہے۔ اور استخلاف کا حق، سب کو خلیفہ نامزد کرنے والا یہ کہے کہ میں نے غلطی نہیں کر ان پر خلیفہ مقرر کر دیا۔ اور یہی امر استخلاف، آیت کریمہ، **وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ** (۱۱) **وَالْعَمَلِ** (۱۲) میں ظاہر ہوا، جو سلسلہ نبوت کو بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل کی جانب منتقل کرنے میں کام آیا۔

۱۶۶۔ اور آیت کریمہ، **وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ** میں جس نبی کو کہنے والے نے یاد کرے اس سے مراد حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ "النبيين" سے انبیاء بنی اسرائیل مراد ہیں اور آسنے والے نبی کو ان سب کا منصبی فرمایا گیا، اور جیسا کہ آیت میں فرمایا گیا (وہ منصبی باہر سے آیا نہ کہ ان کے درمیان) (اور ظاہر ہے کہ ایسا رسول من آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو بزر اسرائیل سے نہیں بلکہ ان کے باہر سے یعنی بزر اسماعیل سے ہیں) اور یہی قرأت کی تفسیر ہے کہ:

نَبِيٍّ	مُتَرَجِّحٍ	مُتَخَيَّرٍ	حُكَّامٍ	يُؤْتَمِرُ
ترجمہ	ایک نبی	تیسرا ترجمہ	تیسرا ترجمہ	تیسری بات
	نَحْ	الرَّهْجُ	الْأَوَّ	تَشَاعُرُ
	تیسرے	تیز خدا	اس کی طرف	تم تشرع

اور انگلستانی، جو طوائف یہود میں تھے بعد ازاں مشرق اسلام ہوئے، انھوں نے بذات کتب مقدمہ میں بنی اسماعیل کا عقد نقل کیا ہے جو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نام کی صحت تفسیر ہے۔

سورہ صافات (آیت ۱۰) اور سورہ آل عمران (آیت ۵۰) میں (مصدق کا لقب)
 من التوہما کی قید کے ساتھ آیا ہے۔ ذکر میں کتاب کی قید کے ساتھ (مصدق)
 یہ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قذرات کے مصدق تھے اور آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم عام کتب مائتہ کے مصدق ہیں، اس لیے آیت یشاق الثبیئین میں
 جس رسول مصدق کا ذکر ہے اس سے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد
 ہیں (پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء سابقین کے لیے مصدق ہونا کسی
 بگڑ تو) مانع کے عنوان (سے ذکر فرمائی) اور (کہیں) مابین ہد یدہ من
 الکتاب کے عنوان (سے)۔ اور جیسا کہ ابھی اوپر گذر چکا ہے کہ ان دونوں
 عنوانوں کے درمیان بھی (ایک دقیق و لطیف) فرق ہے، اسے ملحوظ رکھا گیا۔
 _____ محل میں جمع ہونے والوں کی ذکر وہ بلا مثال ہیں، جب کوئی شخص
 اندر بیٹھ کر کسی ضرورت کے لیے باہر نکل آئے اور رفع ضرورت کے بعد
 پھر واپس آجاتے ہیں اگر دوبارہ آنے کی حرکات کا شمار کریں تو کم کئے
 ہیں کہ آخری آمد، اس شخص کی آمد ہے، مگر چونکہ یہ آمد مقاصد میں لائق اعتبار
 نہیں، اس لیے محافل و مجالس میں پہلی آمد ہی کا اعتبار کرتے ہیں، اور یوں کہتے
 ہیں کہ سب سے آخر میں فلان شخص آیا تھا، اس شخص کو جو مجلس سے اٹھ کر
 کسی ضرورت کے لیے باہر گیا تھا اور پھر واپس آگیا) آخر میں آنے والا نہیں
 کہتے ہیں۔ اور جب یوں کہیں کہ فلان خاتم النبیین ہے تو یہ باعتبار پیدائش
 اور بصورت اشخاص کے ہے، جیسا کہ اس کا اجمال بیان پہلے گذر چکا ہے
 اور اس میں شک اندازی کرنا بدیہیات میں تشکیک ہے جو لائق اتقاف نہیں
 اور جب بات اشخاص پر پہنچی۔ اور ان کا تعدد ہر ایک کی شکل و صورت اور
 چہرہ و صہرہ کے اعتبار سے ہے، ذکر استقلال و اتباع ایسے ذہنی و
 معنوی امور کے اعتبار سے، جو تائید و جہ میں لغو ہے، تو یقیناً کسی
 نے شخص کا آنا آیت خاتم النبیین کے معنی سے، کیونکہ ایک ایک شخص

ہے اور ہر فرد غالب الگ رکھتا ہے، اور اسی (تفادیر اشخاص) کے اعتبار آیت ختم نبوت آتی ہے، اور اس مراد میں قبولیت کے نزدیک واصل ہوا ہے۔ البتہ پہلوں میں سے کسی شخص کا جس سے مراد حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام ہیں، دوبارہ و ثانیاً آیت خاتم النبیین کے منافی نہیں کیونکہ کسی نئے شخص کو نہیں دیا گیا، بلکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے ایک شخص کا دوبارہ و ثانیاً کیونکہ توحید پر یہ شخص ہے اور اس کا دوبارہ و ثانیاً ختم نبوت کے منافی نہیں۔ بلکہ اس امر کی علامت ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ انبیاء کا کوئی نیا فرد باقی نہیں رہا، اس لیے تکرار و اعادہ کی ضرورت نہ تھی۔ خاتم کی غایت اس امر کو مقتضی نہیں کہ پہلے کے سب لوگ مر کر فنا ہو گئے، جیسا کہ آخر المباحر میں اور آخر الامداد کا لفظ پہلوں کی فنا کو مستلزم نہیں۔

۱۶۸۔۔۔ پس ان امور میں شک اذازی کر، دراصل ہرچہ امور میں شک اذازی ہے۔ اس طرح کے شبہات ڈال ڈال کر شیطان دجیم الحقوں اور بے ایمانوں کا ذائقہ اڑاتا ہے۔ اصحاب میں دکھایا ہے کہ: بلا نبی بعدی کی نفی کو اس معنی پر محمول کرنا واجب ہے کہ آئندہ کسی شخص کے حق میں نبوت ہرگز نہ ہوگا، اس سے کسی ایسے نبی کے وجود ہونے کی نفی نہیں ہوتی جو آپ سے قبل منصب نبوت سے سرفراز کیا جا چکا ہو۔ واللہ یعلم برحمتہ من یشاء

۱۶۹۔۔۔ ہر اذی معلوم دہے کہ طے کلام کو خفیت کی تفسیر میں بحث ہے، اکثر علماء اس کو کثرت ثواب کے معنی میں لیتے ہیں، اور شاید ایسی حتم سے کہ اور بھی کہوں گا انھوں نے اس مسئلہ نقل کر کے کثرت و ارجح طرزات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت کے ایک ہی مکان میں ہونے کی؟ اس پر ایک ایسی تفسیر میں شائع ہے جسے مجدد علما تعلیم نہیں کرتے۔ دراصل مکان و منزل میں اشتباہ اور چیز ہے، اور منزلت و مکانیت میں اشتراک امر سے دیگر ہے۔ چنانکہ یہ حقیقت فی نفسہا موجود بھی ہے اور مقصود بھی۔۔۔ اس لیے اس کو لکھ کر اذی و دین اور اس کے لفظ کو اس کی اوجہ سے غافل

کر دینا یقیناً قرین ہے۔

اسی طرح مراط الدین انصت ہیمن (جس انصم کا ذکر ہے وہ) ایک مستقل حقیقت ہے، جو حصول ثبوت کو نہیں چاہتی (اور نہ لگے یہ انصام حصول ثبوت کو مستلزم ہو تو وہ باتوں میں سے ایک لازم آئے گی۔ یا یہ کہ انبیاء کے سوا کوئی شخص منعم علیہ نہیں ہے۔ نصی قرآن سے باطل ہے یا یہ کہ جس قدر منعم علیہ ہوتے وہ سب نبی تھے، اور یہ بھی بالبداهت باطل ہے) اور اس کو اپنے موضوع سے نکالنا (اور اس سے حصول ثبوت یا استدلال کو) ایک ایک موجود اور اُن حقیقت کو مثلاً ہے۔ ظاہر ہے کہ جو دلیل ایسا کرنا اکھا کی ایک قسم ہے۔

اسی طرح رفیع و نزول کے الفاظ جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن و حدیث میں وارد ہیں، وہ صنعت طباق کی بنا پر کشوف المراد ہیں (یعنی وہ ہے کہ تمام کی تمام اُمت اسد میر نے قرآن کریم کے لفظ و انفعالاتی اور ہن رافعه اللہ الیہ سے رفیع جہانی بجا ہے، اور رفیع کے مقابل میں عاریف متواتر میں تذکرہ رجوع اور مہبط کے الفاظ وارد ہیں، بیشتر لفظ نزول استعمال ہوا ہے، جس کے معنی تمام اُمت نے آسمان سے اترنے کے بجائے ہیں اور رفیع و نزول کے مفہوم میں اُمت کے کسی ایک ذاتی اعتبار فرد کو بھی اختلاف نہیں ہوا، ایسے قلیل المراد اور واضح المعنی الفاظ کو اس کے موضوع اور اس کی فرجیت سے نکال کر (اور یہ کہ اگر رفیع سے مراد رفیع درجہ است ہے اور نزول سے مسیح علیہ السلام کے کسی قبیل کا پیدا ہونا مراد ہے، یہ خواہ رسول کے خشاہ کی جیسے ضد امہ اہل اُمت کے قلیل مخالف ہے، جو پرتوی) اکھا ہے۔

۱۷۔ اگر بادشاہ کی خدمت کریں تو حرم و خدم اور نوکر چاکر بھی (خدمت کے لیے) اسی منزل و مکان میں رہیں گے۔ لیکن حرمت و وجاہت اور منزلت و مراعات میں وہ شریک نہیں، پس فیاض اور دانش گاہیں شریک ہونا بھی ایک حقیقت ہے، جو (بادشاہ کے طفیل وہ سروں تک بھی) ماری و مٹھی ہے۔ لیکن وجاہت

و عزالت میں شرکت نہیں، نیز ملکی و متدی ہے۔

ادبیت کے لیے شمار طرب ہیں۔ آیت کریمہ ۱۰ فاولک مع الذین انعم اللہ علیہم میں جس نسبت کا ذکر ہے اس سے یہی معیت جتنی مراد ہے، اور وہ بھی مراتب کثیر و رکعتی ہوگی۔ وجاہت عقد میں معیت مراد نہیں۔ اور کسی کو کسی کے ساتھ رکعت اور اس کے متعلقین میں سے شمار کرنا ایک اسحت و عرض میدان نکتہ ہے اور اختصاصات خاصہ کی طرح بھی جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ مثال ذکر میں بادشاہ کا اختیار شرم و خدم کی معیت کے باوجود محفوظ ہے اس طرح غیر حق ثبوت کے حال کو، جو متدی ہیں اور اصل ثبوت کو جو متدی نہیں، یکساں لینا چاہیے۔

تولید ثبوت (بای معنی کہ ایک ہی لہنے یغنان ثبوت سے دوسرے کو بنی بنا دے) سابقین میں بھی نہیں تھی، بلکہ حق تعالیٰ کی جانب سے متعدد انبیاء کرام کو پہنچا دیا جاتا تھا، کبھی دو زمانے پر منقسم ہوتے تھے، کبھی اقوام پر، اور کبھی ایک ہی زمانہ اور ایک ہی قوم میں ایک ایک، مخالف و احوال کے اعتبار سے (ایک ایک ہی جگہ تھے۔ اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر عقود نہ تھا۔ بلکہ تمام کلاوس تمام مکالم خلق اور تمام ماسوا افضل ایک ذات گرامی میں جمع کر کے کار نبوت کی تکمیل کر دی گئی۔ پس جو چیز پہلوں میں متدی تھی وہ اب بھی متدی ہے۔ یعنی ثبوت کے فیوض و برکات اور نفسی ثبوت ذات اس وقت متدی تھی اور ذاب متدی ہے۔

۱۱۔ آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم (و اتت علیکم نعمتی) اوجہ شہد میں تمام نعمت کا ذکر ہے اس نعمت کا اتمام حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود و سعادت کی برکت سے پوری ہو کر اتمت کی جانب منسوب ہو سکتا ہے، نہ کہ ہر فرد کی جانب۔ اس نکتہ کو بھی یاد رکھو۔

۱۲۔ پس یہ لوگ ہی حضرات کے ساتھ ہوں گے جو پر اللہ تعالیٰ نے تمام فرمایا ہے (انساناً) (۶۰) ۱۳۔ انہی نے لال کر یا تبار سے لیے تبار دیں، اور پس کی رو کی تم، اپنی نعمت؟ (المانہ: ۲۳)

اور اسی آیت کریمہ سے حضرت قادری اعظم راضی اللہ عنہ نے اقبالی کرتے ہوئے
کہا تھا:

”میں اللہ تعالیٰ کے بہت بوسے پر، اسودم کے دیے بوسے پر، قرآن کے
اہم دہیشوا بوسے پر، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی بوسے پر
بصدق دل راضی ہوا۔“

”خبر شریعت“ سے پہلے بت سے انبیاء اکملے اور آپ اگرچہ آخر میں شریعت دے
مگر سب کے پیشا آپ بھی ہیں۔

قادیانی دین و مذہب کے بارے میں چند سوالات اور ان بدویہوں کی دعوت و ملت کی نکالوں کا بیان

۱۷۲۔ سوال: قادیانیوں کیسے؟ سوال: وہ تم لوگوں کو کس طریقے سے
بہتہ: آتر سے یا کس اور طریقے سے؟

سوال: یہاں دکن کی تحریک کیا ہے۔ سوال: اس کی دفعات بعد
مبارکہ کوہ کی ہے؟

سوال: مرزا کا دعویٰ ہے کہ: خدا کا کلام اس قدر لمحہ پر نازل ہوا کہ اگر وہ
تمام کیا جائے تو بیست چار سو کم نہیں ہوگا: (حقیقۃً ص ۳۹۱) سوال: یہ ہے کہ:
قدیانی دینی، جو بھدر بیت جوہر کے (قرآن کریم سے) نازل ہے اس کا افسانہ کیا حکم رکھتا ہے؟
ایک وہ بھی قرآن کی طرح قطعی ہے؟ کیا اس پر ایسا فتنہ قرآن کی طرح فرض ہے؟ کیا
اس سے بھی احکام مشدود ثابت ہو سکتے ہیں؟ کیا اس پر عمل کرنا بھی واجب ہے؟
کیا اس کو بھی قطعی طور پر کلام اللہ کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ کیا خدایاں اس کی بھی تہمت جائز
ہے یا نہیں؟ کیا اس کے کسی ایک لغت یا فقرے کا منکر بھی کافر ہے یا نہیں؟

سوال: جب مرزا بوندوں کے دین کی بھی تصدیق کرتا (اور اس کے کلام

ہونے کا قطعی عقیدہ رکھتا ہے قرآن پر اس کا کیا احادیث ہیں اور اس کے ساتھ مرزا کا کیا خصوصیت ہوتی ہے سوال ۱۵ (ایک طرف تو مرزا محمدی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور دوسری طرف ہندوؤں کی مذہبی راہنماؤں کا ادھر کہتا ہے، سوال ۱۶ ہے کہ محمدی ہونے کے باوجود، کرشمہ وغیرہ (ہندو راہنماؤں) کا ہندو ہونا کیونکر ممکن ہے ؟ سوال ۱۷ مرزا نے حاشیہ ترقی القلوب میں 'ہندو' کو 'جنم' کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ اندری صحت مرزا کے 'ہندو' اور ہندوؤں کے 'آدا گن' کے درمیان کیا فرق ہے ؟ علاوہ انہی مرزا نے ہندو کے معنی 'آدا' بھی ذکر کیے ہیں، دیکھئے حشرہ کلام ص ۲۹ اور کار ص ۲۹

۱۵۳۔ سوال ۱۵ تبارے نزدیک قرآن (کی قریبت ۱۰) اس کا اور اس کے منکر کیا حکم ہے ؟ سوال ۱۶ اور قرآن کریم کا تبار کس نسبت کا ہے ؟ سوال ۱۷ تبارے نزدیک وہ کون سا شاہد ہے جس سے کہہ آیت ۱۵ صریح (کی قطعی مراد ثابت ہو سکے) سوال ۱۸ تبارے نزدیک وہی محمدی (حق صاحب الصلوة والسلام) یا نہیں ہے کوئی چیز ثبوت اور دلائل کے لحاظ سے قطعی بھی ہے یا نہیں ؟

۱۵۴۔ سوال ۱۹ کیا مرزا کو جھوٹ بولنے کی عادت بھی تھی یا نہیں ؟ اور اپنے مرقی ہونے کا اقرار بھی کیا یا نہیں ؟ (اور یہ بھی فرمائیے کہ جو شخص جھوٹا اور مرقی ہو کیا وہ مرزا کا قول ہے کہ ہندو سنا ہی ایک ہی گناہ ہے جس کا نام کاہن تھا دیکھئے سوادائے مرزا ص ۳۱، ترجمہ سوغت ص ۲۰، فتح قدراں ص ۲۸ اور حقیقۃ الزی ص ۲۰۹۔ اور اس سے قریب تر مرزا درہ اہام ص ۲۱)۔

نیز مرزا کا دینی گفت ہے :

"ہم وہ کہ بھی خدا کی طرف سے ملتے ہیں، خدا کی تعلیم کے موافق پیدا پختہ اعتقاد ہے کہ وہ انسانوں کا آفرینہ نہیں۔ ہم خدا سے ڈر کر یہ کہ خدا کا کلام جانتے ہیں۔ مرزا قدوسی کی آفری تصنیف پیغام صلح ص ۱۰۳، جو اپنی پاکت سے ایک ہی پتے لکھی، عکلا اہم کلام مرزا ص ۲۸ اور مجلہ فتح مرزا ص ۲۸۔

(دیکھئے تذکرہ طبع خاتم صفحات ۳۵-۳۶-۳۷) بلکہ مرزا کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس کے تمام دعوے حقیقت و اقصیٰ پر مبنی ہیں، اثری شاعری نہیں۔

469۔ سوال ۱۸ اور مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں؟

سوال ۱۸ اور اسی طرح شریعت کا دعویٰ بھی کیا ہے یا نہیں؟ (دیکھئے اثر العزیز ص ۱۸)
سوال ۱۸ اور اپنے دعویٰ کے انکار پر مرزا نے تمام اُقت حاضرہ کو کافر ٹھہرایا ہے یا نہیں؟ سوال ۱۸ اور حضرت یحییٰ اعلیٰ نبیؑ و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے اور سینے کی آگ بجھانے کے لیے جو توہین آمیز تحقیقی و کٹربخی فقرے چیت کرنا ہے ان میں اگرچہ بعض جگہ دوسروں کا حوالہ دیتا ہے (کہ مثلاً پیروی میں کہتے ہیں)۔ جیسا میں کہہ چکا ہوں (میں میں کہتا ہے) لیکن درحقیقت خدا اپنے ہی سینے کا زہر اُگلنے سے چنانچہ مس بات کو ایک جگہ کسی کے حوالے سے نقل کرتا ہے اسی بات کو دوسری جگہ بھی تفسیر کے طور پر ہمیش کرتا ہے (اور حضرت یحییٰؑ کے حق میں ایسے توہین آمیز کلموں کا استعمال کرتا ہے جن سے انبیاء کرام کی نبوت اور خدا تعالیٰ کی خلقی باطل ہو جاتی ہے مثلاً) انبیاء ہندو (ادیان) مردود و راجحی، اور مرزا کا دیان کا یہ قول نقل کرتا ہے کہ۔

” (دیکھئے ایک دفعہ حضرت مسیحؑ نے اپنے حقے تو اس کا تجربہ ہوا

تھا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہونگے۔ دوبارہ اگر وہ کا پانی پیئے گا کہ

ان کے آنے کے خواہش مند ہیں؟ (انکار مرتبہ کا دیان ص ۱۲)

مرزا کا یہ فقرہ اول تو خدا تعالیٰ پر اعتراض ہے کہ خود ہائے اس نے غلطی سے ایک ایسے شخص کو نبی بنا کر بھیج دیا جس کے آنے سے پہلے ہائے پچھلے کے دنیا کو مشرکوں سے بھر گئی اب آئندہ خدا کو ایسی غلطی نہیں چاہیے کہ دوبارہ اسی شخص کو پھر دنیا میں بھیج دے۔ (استغفر اللہ) دوسرے، یہ فقرہ دولتِ شہ کو فنا نہ کرنا ہے عیاں ہوتا ہے کہ اس کے لیے اس سے چارہ نہیں کہیرے دعویٰ کو کسی طرح ماننے جیسا کہ اس نے آنحضرتؐ کی نبوت کو ماننا چاہتا ہے مرزا ص ۱۲

کہا ہے کہ بہت کے معنی مردا کے نزدیک صرف آدم کا مصلح اور نہ تو جہنا ہے ،
 اور جس ۔ (پس میں انبیاء کرام کی آمد سے ان کی قوموں کی اصلاح ہو جائے گی ان کے
 تشریف لے جانے کے بعد ان کی قومیں بگڑ گئیں وہ مردا کے نزدیک نبی دہوں گے اور
 ان کی تشریف آوری جیسے ٹھہرے گی) اور مردا کی ، فقرہ بازی تو دوسروں کے حق میں ہے
 اور خود اپنے بارے میں ایسے عمل آویزا نہیں ہاں کہ ہے جس سے ایسے بھی شرمندہ
 نہ ہوتے اور اخلاقی طور پر مذکورہ نمبر ۱۰۰۲ ص ۱۱ میں مردا کا یہ قول نقل کیا ہے ۔
 ”نہیں جو ش نہیں چیتے تے تو اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت بھی حرام تھی ۔“
 مسیح نے فرشتہ کی تقلید کیوں کی ؟

اور مردا نے از دہستہ انجیل بھی شراب کو حرام قرار دیا ہے ، اس کے باوجود
 حضرت مسیح علیہ السلام کو شراب نوشی کا مرتکب قرار دیتا ہے ۔ دیکھتے تو زنا ویت
 کی تردید ص ۱۵ - اور ص ۱۰۳ میں مردا کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”ایسوع در حقیقت
 بڑا بڑا ہی مرگی کے دروازہ چر گیا تھا“ (ست ہمیں مثلاً کا ماسٹیا)

۷۷۔ سوال ۱۱۱ اور مردا بیت بارے دی کا قرآن کریم پر اضافہ کیا ہے
 اور ان تمام ارشادات نبویہ کو ، جو اس کی وحی کے مخالف ذہنوں ، معاذ اللہ تعالیٰ
 کی نظر میں پھٹکے کے افق سمجھتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ قرآن کریم کی وہی تفسیر
 لائق اعتبار ہے جو اس کی وحی کے ذہن کی جلتے (اس کے خلاف غلو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تفسیر ہو ، یا صحابہؓ ، صحابہؓ ، تبع تابعینؓ کی یا
 تمام ائمہ متفلسفین کی ، یہ سب غلط ہیں) سوال ۱۱۲ ہے کہ مردا کی ان لمی ترائیوں کے بعد
 اسلام کی کوئی حقیقت ، واضح رہے کہ وہ جانتے ہے یا اس کی بنا دنیویہ بکسر لکھ جاتی ہے ؟

۷۸۔ سوال ۱۱۳ ایک شخص قرآن وحدیث کے الفاظ کا سرے سے انکار
 کر دیتا ہے اور دوسرا شخص ان الفاظ کا انکار نہیں کرتا ، مگر مردا انکار (مذہب کی طرح) ان
 کے عقل اور مشاعرہ معنی کا انکار کر رہا ہے اور قرآن وحدیث کو اپنے خود ساختہ معنی
 پہنا کر ان کا مفہوم مسخ کر دیتا ہے ۔ سوال ۱۱۴ ہے کہ ان دونوں کے درمیان کیا فرق
 ۱۲۵

عربوں سے چٹ کن چاہا، اور انھوں کو دیا کہ اس کا حریف ہندو جیتنے کے اندر
ہزاروں موت ہادیہ میں گرایا جاتے گا۔ اور اگر اس وقت میں دوسرے تو مرزا کا منہ
کاویا جائے گا، اس کے گلے میں دتر ڈالا جائے گا، اور لوگ جس قدر چاہی اس
کے سر پر جوتے لگائیں، چاہی سزا دیں۔ مگر آخر میں مرزا کو الزام ہی بھی شکست
دے ڈالی اور مقررہ میعاد کے بعد مرنے سے انکار کر دید کوئی با حقیقت ہوتا تو
اس ذلت آمیز شکست پر ذہب رہا، ایک کم از کم اتنی اخلاقی جرأت تو دکھانا کہ اپنے
حریف کے سامنے اپنی ناکامی کا اعتراف ہی کر لیتا۔ لیکن مرزا نے اپنی تجویز
کو وہ سزا سے بچنے کے لیے کیا کیا جیل سازیاں نہ کیں۔

ج : اور اسے قصیدۂ الجہازیہ کے جواب کا وقت عطا کرنے میں مرزا
نے مقابلہ موزنی شناسا شدہ صاحب کے کیسی کیسی بے ایمانیاں کیں ؟

د : اور پھر ہر علی شاہ صاحب کو لڑائی دکر مرزا نے مقابلہ تفسیر نویسی
کی خود دعوت دی، اور جب وہ مرزا کی شرائط کے موافق لاہور آئے تو مرزا
کو ان کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی، اور جب مقابلہ تفسیر نویسی سے
گریز اختیار کرنے کا الزام عائد ہوا تو اس کے جواب میں (مرزا نے کس
قدر مخفی سازیاں سے کام لیا ؟)۔

ہ : اور مرزا کے مخالفوں کو مولیٰ پھینک بھی آئی تو اس کو بھی مرزا نے اپنے
مہرات کی فرست میں پھینک لیا۔

و : اور حضرت مسیح علیہ السلام کی زلزلہ اور طاعون کی پینس گزیر کو کوئی
لہر بھی حقیر نہ دیا، اور اس نے حق میں انہیں کھنڈا ٹنڈ کیا۔

ز : جب احادیث کی کوئی مس آئی قرینت بگڑ میں نہ آئی تو انہیں ضعیف
اور مضعف کہہ کر رد کر دیا اور جب کوئی تحریف سوجھ بوجھ تو انہیں احادیث کو

نہ احادیث کی تفصیل کے لیے رسالہ الامارات مرزاؒ کو لکھ کر دیا، اور انہیں صاحبِ ادب و علمی
تذاریعؒ کو لکھ کر دیا، اور انہیں کوئی کام نہ دیا۔

(چونکہ جاری رکھا ہے اسے ختم نہیں کرے) (اس لیے ہمارے نائب کا بند
 و حق ہوتی) اور اگر نائب کا تقرر خود شہنشاہ کے عہد میں ہوا ہے۔ پس اگر
 کاروبار سلطنت میں دوسرے کے لیے ہے تو اس کے دستِ بارسا کے
 سبب ہے (کہ وہ بنامِ خود یہ سارے کام انجام دینے سے قاصر ہے)
 اور اگر وہ سلطنت کو (مثلاً گورنر یا مشیران پر) تقسیم کر دیتا ہے۔ تب بھی
 اس کے دستِ بارسا کا تہیہ تہرا (الغرض بادشاہ کے ماتحتوں کا سلطنت میں نہیں
 ہوا) اس کی عزت و توقیر کی نہیں بلکہ جو و تقصیر کی علامت ہے) اور اس تقریر
 سے معلوم ہوا ہو گا کہ خاقانیت کو شہنشاہیت پر قیاس کرنا (اقول تو) قیاس
 مع الغایق (ہے، پھر اس) کے (ماتر) ساتھ یہ نہایت رنگ (سلی اور بڑا)
 قیاس ہے۔ (اسی شکل پر قیاس آرائی جھوٹے نبی کے ڈانٹنے حواریوں ہی
 کا حق ہے، لطف یہ کہ) کسی زمانے میں یہ ٹھہر (قادیانی) کہ کرتا تھا۔
 "اگر آپ کے بعد بھی امت کے خلیفوں اور مُلُکاً پر نبی کا لفظ
 بڑھ جائے گا، جیسا کہ موسیٰ کے بعد کے لوگوں پر بڑھ جاتا رہا، تو
 اس میں آپ کی ختم نبوت کی ہلک تھی؟

انہار الحکم قادیان، ۱۹۰۳ء ص ۹۰ کالم ۲۔ بھار ختم میں ہفتی چوتھی
 اور حیا نوری جس میں اس مضمون کے دیگر حوالے بھی قادیان کتاب سے نقل کیے ہیں
 (مندر جہاد مبارک میں مرزا نے اعتراض کیا ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ
 وسلم کے بعد کسی شخص پر نبی کا لفظ بڑھ جانا آپ کی ختم نبوت کی ہلک کا موجب
 ہے، لیکن جب شیطان نے اسے (حوائج نبوت کی ہٹ پڑھائی تو) اس کے
 بعد (خوفِ خدا اور مخلوق سے حیا کو بلائے طاق رکھ کر) اس کے برعکس کا نظریہ
 لپکاد کر لیا کہ آپ کے بعد سلسلہ نبوت کے جاری رہنے میں آپ کی عزت
 اور اس کے بند ہونے میں آپ کی توہین ہے۔ اور) اس (مناقض) کے ساتھ
 (مزید طرہ یہ کہ) دعوۃ محمدی (صلی صاحب الصلوٰۃ والسلام کے تیرہ سو سال طویل

عرصہ) میں (مرزا نے) اپنے نفسِ کافر کے سوا اب کبھی کسی (مصلحتی تا بھی، غرض، دل، قلب، مجدد) کو منصبِ نبوت میں جگہ نہیں دی۔ (گویا اب مادی عزائی منطق کا خلاصہ یہ ہوا کہ مرزا کو نبی ہونے کی نفرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت باقی رہتی ہے۔ ورنہ نفور باللہ آپ کی عزت کیا۔ نبوت بھی باطل ہو جاتی ہے۔)

۱۸۱۔۔۔ (اول تو نبوت کو شنشائیت پر قیاس کرتا ہی غلط ہے مگر ابھی گندہ دوسرے) یہ قطعی واضح اور یقینی بات ہے کہ شنشائی اور شاہی کے سلسلہ میں بھی (جس پر قادیانیوں نے نبوت کو قیاس کیا ہے) بادشاہ اپنی بارگاہ کے خصوصی امتیاز است اور خصائص کسی دوسرے کے لیے تجویز نہیں کیا کرتا، بلکہ اگر کوئی شخص ان میں بادشاہ کی تعالیٰ کے تو اسے (بمجرم بنادیت) سزا دیا کرتا ہے۔ اور یہاں خود نبوت خصائص میں سے ہے۔ پس اسی (نکتہ) میں تو کلام ہے (کہ مرزا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو کفر کی۔ جو آپ کی اعلیٰ ترین خصوصیت ہے۔ تعالیٰ کرتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کر ڈالا، اب انصاف سے کہہ کر کیا وہ مجرم پہنچا دینا میں کفر و ارتداد کا مرتکب اور آخرت میں فی اللہ و التفرک سزا کا مستحق نہیں؟) اور یہ بھی بتاؤ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور خصائص شرعاً و عقلاً غیر متحدی ہیں تو وہ مرزا کی طرف متحدی کیسے ہو گئے) ان اختصاصات کے غیر متحدی اور لازم ہونے میں (اور پھر مرزا کی طرف ان کے منتقل ہو جانے میں تو صریح تناقض اور قلب موضوع ہے۔ آخر اس عقیدہ کے) حق کی کیا صداقت ہے؟ (اور اگر کہہ کہ ہم نبوت کو غیر متحدی تسلیم نہیں کرتے، تو اول تو یہ باہمت شرعی و عقلی کا انکار ہے، دوسرے اس کے باوجود بھی اشکالِ دفعی نہیں ہوتا) کیونکہ (اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ نبوت کے) بعض خصائص و امتیازات (ایسے) ہیں (جو نبی کی ذات سے منقش ہوتے ہیں، ورنہ اگر کسی غیر نبی میں وہ خصائص پائے جائیں تو پھر نبی اور غیر نبی کے درمیان کوئی فرقی باقی نہیں رہتا) اور شرعاً و عقلاً محال ہے) اور اگر وہ خصائص متعلقہ ^{۱۸۲} (نبوت) اور صحت

وغیرہ تب تو ظاہر ہے کہ کسی دوسرے میں ان کے پائے جانے کا اعتقاد باطل ہوگا) اور اگر متعین نہ بھی ہوں تب بھی ان کا اعتقاد تو ہے (کہ نبی کی بعض خصوصیتیں ایسی ہیں جو غیر نبی میں نہیں پائی جاسکتیں) تو پھر انہی غیر متعین خصوصیات کے متعلق ہونے (یا نہ ہونے) میں کلام ہوگا۔ وعلیٰ ہذا القیاس (جس چیز کے بارے میں بھی تم دعویٰ کرو گے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی دوسرے کو بھی منتقل ہو سکتی ہے، اس کے بارے میں چار ایسی جواب ہوگا کہ پھر یہ چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہ رہی، ہوئی اور چیز پیش کر دو۔ شک دار کہ تمہیں تسلیم ہی کرنا پڑے گا کہ نبوت محمدی (علی صاحب الصلوٰۃ والسلام) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے، کسی دوسرے کی طرف منتقل نہیں ہو سکتی۔ اور جب تسلیم ہو لیا تو خود بخود یہ بھی مان لیا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت بالاستعداد سراسر دروغ ہے فروغ اور نبوت محمدی سے بغاوت ہے۔ وہ ہوا المراد)

پھر (یہ بھی فرمائیے کہ) یہ خصائص نبوی چونکہ عقلاً و شرعاً موجود ہیں، جیسا کہ مقدمہ رد المحتاد میں ان کا کچھ حصہ قلم بند کیا گیا ہے، اور رسول اللہ اور نبی اللہ کی اضافت، بیت اللہ کی اضافت کی طرح (تشریف و تخصیص کے لیے) ہے۔ پس کیا ان خصائص کو نصوص اور منقولات سے تلاش کرنا چاہیے یا اپنی خواہشات اور قیاس آرائیوں سے تراشنا مناسب ہوگا؟ اور اس سلسلہ میں رجحان بالغیب اور اندھیرے میں تیرنے کے لگانا، موزوں ہوگا، یا مالک الملک اور صاحب اختیار کا فرمودہ سرانگھوں پر رکھنا واجب ہوگا؟ (اگر اس سلسلہ میں عقل نارسا کے تیرنے کا کافی نہیں بلکہ خدا و رسول کے ارشادات کی ضرورت ہے تو مرزائیوں کو کان کھل کر سنیں چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث متواترہ میں وحتیٰ فی النبیون (اور ختم کیے گئے میرے ساتھ نبی) کو اپنے خاص میں بیان فرمایا ہے، نبی تو آپ کی آمد کے ساتھ ختم ہوتے، اب بتائیے کہ مرزا قادیانی کون ہوا؟ نبوت کی جھوٹی نقالی کرنے والا دجال و کتاب ہوا یا نہیں؟)

مختلف لقب کے کہ وہ مدعی اور بلحاظ کسی وصف کے طاری ہو سکے۔ گریہ اطلاق اور تنقید کے لحاظ کے علاوہ وہ انقباض ناقص بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ (امیر المؤمنین خلیفہ کا لقب ہے، مگر اسی وقت تک ہے جب تک کہ وہ خلیفہ ہو۔ خلافت سے معزول ہو جائے تو امیر المؤمنین کا لقب بھی زائل ہو جائے گا۔ چنانچہ) غنائے عباسیہ کہ، ان کے معزول ہونے کے بعد کسی نے امیر المؤمنین نہیں کیا۔ پس انبیاء علیہم السلام کو اسم لازم ہو رہی اور مطلق دیا گیا ہے اور اولیاء کو عارضی، متعین اور کسی لقب جسے جو کہ زائل بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح شیخ کا یہ قول کہ: ”بھی وہ چیز دی گئی ہے جو تم کو نہیں دی گئی“ یعنی وہ چیز دی گئی ہے جو انبیاء کے منصب سے خود ترقی، ذکر اس سے اعلیٰ و ارفع۔ یا محض ممتاز مراد ہے (یعنی نبوت اور اس کا میدان، دو ہیٹ سے باطل الگ ٹکڑ ہے) اسی کا قول کہ ہم نے ایک ایسے ختم میں غلطے ٹکڑے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اس کے (اگلے) ساحل پر بھی نہیں ٹھہرے؟ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ دریائے نبوت انبیاء کرام کے لیے پایاب ہے، ان کا مقام اس سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہے کہ وہ اسی کے ساحل پر ٹھہرا تھا۔

۱۸۴۔۔۔ مرنیہ کرام نے نبوت یعنی خبر دادن کو منقسم ہنکار شعبہ خبر دہی و نبوت کہیں اس کے تحت درج کر دیا ہے اور اس کا سبب شاید اس حدیث کی مانند ہے کہ: ”نہیں باقی، ان نبوت میں سے کچھ بھی سوائے جبرائیل کے“ جبکہ اس میں غیر منقطع یا جاسے، یا اس حدیث کی مانند ہے کہ: ”وہا، صاحب نبوت کا چھایا لیسواں حصہ ہے؟“ شاید جیسا کہ آیت ”یوم نخشد المستقین الی الرحمن“ وغد آئینہ تقریر کی گئی ہے کہ مراد باد گاہ حمایت سے ہے۔

۱۸۵۔۔۔ شیخ ابی علی نے نبوت لغویہ یعنی خبر دادن کی تقریر فرما کر باب میں مراد ۱۸۴ میں فرمائی ہے، نیز خصوصاً انکس میں نص میں دیکھنا چاہیے۔ منہ۔
۱۸۶۔۔۔ حکماء ص ۲۱۲

شرح ۱۔ اہل حدیث نے اسے بھی اسی طرح ہی کہا ہے کہ اہل اوقاف رضی اللہ عنہ سے
 ایمانیت کیا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ گرامی حضرت ابراہیم
 کی زیارت کی ہے، فرمایا: مات صغیراً، وفوق قضا ان یکون بعد معتدی
 صل اللہ علیہ وسلم نبی عاش اپنے، لیکن لایق بعداً۔ یعنی وہ ضرور ہی
 ہی خدا کے پیارے ہو گئے تھے، اور اگر تقدیر خداوندی کا فیصلہ ہو گا کہ جو صل اللہ
 علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو آپ کے صاحبزادہ گرامی حیات رہتے، مگر آپ
 کے بعد نبی ہی نہیں (اس لیے صاحبزادے ہی زندہ نہ رہے)۔

(مجمع بخاری باب من کی یا ما الانبیاء صفحہ ۹۲۲)

اور یہی حضرت قتادہ بن قاریؒ کے بحساب چنانچہ وہ مضرعات کہیں ہیں
 امام کی حدیث از عاشر ابراہیمؒ کے قول میں کہتے ہیں:

"أَلَا أَنْ فِي سَنَدِهِ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عُثْمَانَ الرَّاسِلِيَّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ
 لَكِنْ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ يَتْرُكُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَشَرِيحُهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: مَا كَانَ
 مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ" فَاذْكُرُوا
 مَا أَنْتُمْ لَمْ يَمْشُرْ لَهُ وَلَمْ يَمْشُرْ لَهُ مِنْ رِجَالِكُمْ، فَإِنْ وَلَدَهُ مِنْ صُلْبِهِ
 يَتَقَضَى مِنْ يَكُونُ نَبِيًّا قَبْلَهُ، كَمَا يَنْفَعُ، أَوْ لَوْ مَرَّ كَلْبِيَّةَ، وَتَرَاهُمْ يَبْلُغُ
 أَوْ بَعِيْن، وَصَارَ نَبِيًّا لَمْ يَزَلْ أَنْ لَا يَكُونُ نَبِيًّا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔

(مضرعات کیروف (۲۰ ص ۹۰) مطبوعہ مکتبہ النبی)

ترجمہ: "اس حدیث کی سند کا ایک راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان الراسلی
 ضعیف ہے، تاہم اس کے تین طرق ہیں، جو ایک دوسرے کے مؤید ہیں اور ارشاد
 خداوندی (خاتم النبیین) کی بھی اسی جانب شریح ہے، چنانچہ آیہ میں است کی طرف
 اشارہ کرتا ہے کہ آپ کا کوئی صاحبزادہ زندہ نہیں رہا مگر اپنے والد کی عمر کو پہنچا، کیونکہ
 آپ کا بیٹا، آپ کی صلب مبارک سے تھا، اور اس کو مقتضی تھا کہ وہ آپ کا
 ثرۃ دل (یعنی آپ کے خاصہ دکھلات کا جامع) ہوتا، جیسا کہ مشہور ہے۔"

بیٹا باپ پر ہوتا ہے؟ اب اگر وہ زندہ رہتا اور چالیس کے کسی کو پہنچ کر
نہی رہتا تو اس سے عزم آتا ہے کہ آپ خاتم النبیینؐ ہیں؟
نفا علی قاریؒ کی تصریح بالوضوح ہو جاتا ہے کہ:

الحق ۱۔ آیت خاتم النبیینؐ ختم نبوت کے اعلان کی بنیاد نفی نبوت پر
رکھ کر اشدہ اس طرف کیا گیا ہے کہ آپؐ کے بعد بھی کسی کو نبوت عطا کر دی
تو ہم آپؐ کے فرزندان گرامی کو زندہ رکھتے۔ اور انہیں یہ منصب عطا فرماتے،
مگر چونکہ آپؐ پر سلسلہ نبوت ختم تھا اس لیے نہ آپؐ کی اولاد و فرزند زندہ رہی نہ
آپؐ کو کسی کا مرد کے باپ کہلانے۔

ب۔ ۱۔ شک یہ مضمون حدیث ابوہریرہؓ میں مذکور ہے، یعنی آپؐ
کے بعد اگر کسی قسم کی نبوت کی گنجائش ہو تو اس کے لیے صاحبزادہ گرامی کو زندہ
رکھا جاتا، اور وہی نبی ہوتے۔ گرا حدیث نے بتایا ابراہیمؑ اس لیے نبی نہ ہونے
کہ آپؐ کے بعد نبوت کا دروازہ ہی بند تھا۔ ۲۔ ہرگز نہ زندہ بھی رہتے اور صریحاً
بھی ہوتے۔

ج۔ ۱۔ نفا علی قاریؒ برع تصریح کرتے ہیں کہ اگر صاحبزادہ گرامی سینا ابراہیمؑ
زندہ رہ کر نبی بن جائے تو اس سے آپؐ کا خاتم النبیینؐ نہ ہونا عزم آتا۔ حالانکہ
علی قاریؒ یہی ہے، بھی تصریح کرتے ہیں کہ اگر وہ نبی ہوتے تو غیر تشریفی نبی ہوتے؟
کہ نفا علی قاریؒ کا صاف مطلب یہ نہیں کہ غیر تشریفی نبی کی آمد سے بھی ناسیت ٹھٹھ
باطل ہو جاتی ہے، کیا اس کے بعد بھی کوئی شخص بقای عقل و فردہ کی سکت

ہے کہ نفا علی قاریؒ کے نزدیک غیر تشریفی نبوت کا دروازہ آپؐ کے بعد کھلا ہے؟
کتنی عجیب بات ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب کے
غیر تشریفی نبی ہو جانے سے تو نفا علی قاریؒ کے بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ناسیت باطل ہو جاتی ہے، لیکن ایک قویٰ غلطی بچ کر۔ نعوذ باللہ۔ محمد رسول اللہ
اور خاتم النبیینؐ کی نیت سے ناسیت کی نثر نہیں ٹوٹتی۔ قاریوں کے ظلم و تم بے شک رہی؟

نے اس کی تصحیح کی ہے اس نے غلطی کی ہے۔

۱۹۰۔ "نکاحی عاری" کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ (اس حدیث میں) نبوت تشریعیہ کا انقطاع مراد ہے، اور نبوت غیر تشریعیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بعد از نزول، حاکمیت بخت ہے، وگرنہ نبوت کا وجود ہی آنا، اور عوئی علیہ السلام کے حق میں مقتدر مفروض ہے اور حضرت ابراہیم (صاحبزادہ) کے حق میں بھی مفروض؟ لیکن ان دونوں کے حق میں مانع تھا تھا ہے۔ "نکاحی عاری" کا مطلب نہیں کہ غیر تشریعی نبوت علی اطلاق باقی ہے۔ نہیں! بلکہ یہ عمدہ اور منصب ہی بند ہو چکا ہے، و صورت نہیں کہ عمدہ تو باقی ہے، مگر کافی شخص اس عمدہ سے سرفراز نہیں ہوگا، جیسا کہ انقطاع اجتہاد کی صورت ہے (کہ اجتہاد مطلق کا دروازہ بند نہیں، لیکن قرینہ الیہ کے بعد لوگوں میں اجتہاد کی حد حجت نہیں رہی۔ اس کے برعکس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ صاحبزادہ ابراہیم میں نبوت کی حد حجت موجود تھی، مگر چونکہ باپ نبوت مسدود ہو چکا تھا اس لیے ان کی حاکمیت مقتدر ہوئی۔ ورنہ نبوت کا دروازہ آگے کھلا ہوتا تو وہ لازماً زندہ رہتے اور اگر زندہ رہتے تو یقیناً جی ہوتے)

حاصل یہ کہ انہوں نے میں انہیں کہ مستثنیٰ کرنے کے بھائے ایک حزان مقرر کر دیا، تاکہ بعض استثنائے غیر موجب نہ ہو جائے (بلکہ اس کے حزان کے تحت) مندرج ہونے کی وجہ سے مقرر اور مندرج ہو جائے) اور یہ حزان ان کی نیست ہیں تین اشخاص میں منحصر ہے، ایک محقق (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کہ وہ بعد از نزول نبی ہوں گے، مگر قبیح شریعت محمدی ہوں گے) اور دو مقتدر مفروض (ایک حضرت عوئی علیہ السلام کہ وہ بالفرض زندہ ہوتے تو قبیح شریعت محمدی ہوتے، اور دوسرے حضرت صاحبزادہ ابراہیم) کہ اگر وہ بالفرض زندہ نہ کر ہی ہوتے تو قبیح شریعت محمدی ہوتے۔ پس ان دونوں صاحبزادوں کے حق میں قبیح شریعت محمدی نہ ہونا بعض مفروض و مقتدر ہے، مگر بعد واقع نہیں) اور پھر دونوں کے حق میں ناگھٹ ہونے کی وجہ بھی انہیں ایک ہے (عوئی علیہ السلام کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور

نہک زندہ نہ رہنا اور صاحبزادہؑ کے حق میں ختم نبوت کی وجہ سے زندگی ختم نہ ہونا)

پھر محفل قادریؒ نے نبوت کشریح کے انتطاع کے ذریعہ عزائم رکھا اور نبوت غیر تشریحیہ کو فرض کے ذریعہ عزائم کیا کہ صورت، لاش، ابراہیم کے مقدم و تالی کے طریقہ جو لازم ہے اس، استلزام کی صورت بیان کر سکیں۔ گویا انہوں نے تعبیر کے لحاظ سے) انتطاع میں دو مرتبے پیدا کر دیئے ہیں (کہ ایک کو "انتطاع" کے ساتھ تعبیر کیا اور دوسرے کو "فرض و تقدیر" کے ساتھ) اور انہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے اسکا جو شکل میں مرتبے حسین کیے ہیں، کیونکہ لفظ مضبوط نہیں اور وہ ہے، بلکہ انہوں نے ایک قسم پر انتطاع کا لفظ کیا ہے۔ "سری قہر پر خورشید کا۔ کیونکہ خورشید کی تابانی سے چھوڑنے کے لئے چاند کو انتطاع کے دو فرض مرتبوں کو ایک عزائم کے تحت شامل کر دیں۔

اور خیریا کی نبوت کے وجہ سے اور اس کے معاصرین یا حضرت مسیح ہونے (کے حدود) کا ضبط و شمار ہے اور نبوت فی الواقع وہی ہے۔ لیکن ہے استحقاق نہیں، اور نہ ارادۂ اتفاقی کا کوشش ہے، اسی طرح اسکا جو عقل کے مراتب کا ضبط و شمار ہے (محفل قادری کے کلام کی) قریب تر اصطلاح مشدد کے مطابق ہے) اور اگر وہ صرف کلام کی اصطلاح ہے گئے ہوں تو (جیسا کہ پہلے گزرا) یہ بھی ممکن ہے۔ جیسا کہ مرقات میں انبیاء کی بحث میں انہوں نے صرف ایک تحقیق نقل کی ہے اور اکثر، عزائم انہی سے سرزد ہو کر ملائے گا ہر تک پہنچا ہے اور چکر، روایت فی الواقع ثابت نہیں اس لیے درست اور صحیح یہی ہے کہ اس کی تفسیر انتطاع نبوت علی الاطلاق کے ساتھ کی جائے کہ آپؐ کے بعد نئی نبوت کا وجود نہیں ہوگا۔

۱۹۱۔۔۔ اور معلوم رہے کہ یہاں دو مضمون ہیں، ایک یہ کہ یہ ختمہ منقطع ہو چکا، دوم یہ کہ نبی آخری صلی اللہ علیہ وسلم اشخاص انبیاء کے خاتم ہیں اور دونوں مضمون نصوص میں وارد ہوئے ہیں۔ انتطاع ختمہ کا مضمون مثلاً حضرت مائتہ

کی حدیث میں (داروسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) نبوت جاتی رہی اور بشرات باقی رہ گئے۔ جو جامع ترمذی وغیرہ میں مروی ہے۔ اور یہ مضمون کسی بھی شخص کے بعد نبوت آنے کے منافی ہے، خواہ کوئی نیا نبی ہو، یا پرانا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بوقت نزول (بلاشبہ نہی ہوں گے) نبوت ان سے سلب نہیں کر لی جاسکتے گی، مگر چاہے ان کی نبوت کا وعدہ ختم ہو چکا (اس لیے) نبوت کے اختیارات نہیں رکھتے ہوں گے (جیسا کہ کوئی بادشاہ دوسرے ملک میں جاسے کہ ہر چند کہ وہ سلطنت سے معزول نہیں مگر اس ملک میں اس کے شاہی اختیارات نافذ نہیں ہوتے)

۱۔ ختم اشخاص کا مضمون: پس وہ کسی ساتھی نبی کی آمد کے منافی نہیں اور لفظ خاتم النبیین سے یہی قہار ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ کا یہ ارشاد کہ: ”آپ کو خاتم النبیین کہہ کر آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنے۔ اسی حقیقت پر مبنی ہے، ان کا مقصد یہ ہے کہ کوئی محمد ختم نبوت کی آڑ لے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی نفی پر استدلال دے۔

۱۹۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد نبوت کی تجدید نہیں، بلکہ وہی تھا

ہے جو پہلے تھی اور وہی صفت نبوت ہے جو انہیں پہلے سے حاصل تھی۔ البتہ ان کے آسمان سے نازل ہونے کی حرکت نئی ہے۔ اس کی شکل ایسی ہے کہ کوئی نبی اپنی عمر کے دوران کسی کام کے لیے کسی ملک میں نہ آئے (وہاں یہ شہدہ کہ اگر وہ بعد از نزول نبی ہوں گے تو ان کا صاحب شریعت ہونا بھی ضروری ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ ان کی شریعت کا دور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک محدود تھا اس لیے بلاشبہ وہ صاحب شریعت ہیں، مگر اپنے وعدہ میں۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمانی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیّت کے منافی

نہیں، بلکہ ان کی آمد (ختم نبوت کی مستقل دلیل ہے کیونکہ یہ) اس امر کی علامت ہے کہ انبیاء کرام کا سلسلہ (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر) ختم ہو چکا ہے، اس لیے رجال، جس نے "مست" کا منصب اختیار کر رکھا تھا، اس کو قتل کر لے کے لیے مسجداً کو لایا گیا، جہاں کی آمد ایک شیخ کا بعینہ اعادہ دیکھا ہے، ذکر از سر نو کسی شیخ کا دہرہ پڑے ہوئے۔

اس نمونے کی کتاب کے حاشیہ میں منتخب کنز العمال (صفحہ ۱۰۱) پر نزول عیسیٰ و خروج یا جرج و ماجرج از قسم افعال سے تفسیر ابن مسعود کا لفظ نقل کر کے اسے روایا پر گھول کیا ہے، حالانکہ یہ حضرت فرائض بن سمانؒ کی حدیث ہے جو صحیح مسلم میں مروی ہے اس میں کوئی ملاحظہ نہیں، اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا قصہ بعینہ استقبال بیان فرمایا ہے جو اس کے رد کیا ہوئے کے معنی ہے اور انہما بالقیوم کے قبیل سے ہے۔ ۹۳۔ نیز علامہ علی گدھیؒ کا یہ قول: "حدیث ارشاد خداوندی و خاتم النبیین کے خلاف نہیں، کیوں کہ معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا کہ آپ کے وہی کو فروغ کر دے، اور آپ کی امت سے نہ جوڑا غلبہ ہے کہ اپنے قول کیوں کہ معنی یہ ہے "ان کے وہ حدیث کے معنی بنیاد کر رہے ہیں ذکر آیت کے۔ کیونکہ انہوں نے باقی میں حدیث پر ہی کلام کیا ہے، اور اسی سے "معنی اخذ کیے ہیں۔ آیت اسی معنی پر ہے جو آیت نے اس سے بکھاسا ہے۔ البتہ حدیث کے معنی غلط تھے جو انہوں نے ذکر دیے، آیت کریمہ نے مفروضہ صورتوں کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا، البتہ حدیث نے اس مفروضہ صورت سے آگاہ کیا، پس وہی بیانی معنی کی محتاج تھی، یا ان کا قصد مراد مقام کو بیان کرنا ہے اور یہ عنوان بھی عام نہیں، بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے پیش نظر ہے۔ واللہ اعلم و علوہم۔

۹۴۔ سوال ۱۱: اور جب مرزا کرشنی کا یہ دوسرا ہے، اور وہ کہ خدا کا کلام

بھتا ہے تو اسے ہندو کن سزاوار ہے یا نہیں ؟ اسے عملی کیوں کہا جاتے۔ ہندو کیوں ذکر کیا جائے ؟ اور اس کے الہام کے مطابق اس کو بچہ منگوا ہمارے دور گرہ پال اور تہہ منی اوتا کیوں ذکر کیا جائے ؟ اس کا وہی جواب ہے۔

۱۹۵۔ سوال : اور اگر پہا س کھڑے قوم ایک ٹوٹے کو کا فر اور خاریق ان مقام قرار دیتی ہو، اور یہ (ٹوٹے) اقل قلیل ہونے کے باوجود تمام جہاد امت کو کا فر کہتا ہو تو کیا یہ دونوں ایک قوم ہیں (مرحہ ۲۵ تا ۱۰۱) اور تہہ منی نے مرزا یونس کے دونوں گروہوں کی مجموعی تعداد الہ کے اخبار سے ۵۵ ہزار نقل کی ہے)

۱۹۶۔ سوال : (مرزا اپنی نبوت کے زمانے میں بارہ برس بیتاب یعنی کا قائل رہا، اور بعد میں اسے شرک عظیم قرار دے دیا، اگر یاد نہ ہو اور صاحب دلی ہونے کے باوجود شرک عظیم میں مبتلا رہا، اب سوال یہ ہے کہ آیا نبی اپنی نبوت اور دلی کے زمانہ میں مشرک بھی ہو سکتا ہے ؟ اور اگر دلی کے معنی سمجھنے میں وہ اپنی موت کے وقت تک مضبوط رہا تو اس امر کا کیا یقین ہے کہ وہ صاحب دلی ہونے کے ضمنی میں حق پر تھا ؟ (مرزا کے بہت سے لکھنات ایسے ہیں جن کی تشریح اس نے ایک وقت میں کچھ کی تھی اور ہر ایک مدت کے بعد کوئی واقعہ دہنا ہو تو کہہ دیا کہ بس میرے الہام کا ہی مطلب تھا، پھر کوئی اور واقعہ پیش آیا تو کہا کہ پہلے مجھ سے الہام کی تشریح میں اجتہاد غلطی جوتی ہے دراصل الہام کا نشانہ نہ تھا۔ اور بعض الہام تو ایسے ہی کہ مرتے تک ان کا مطلب نہیں سمجھ سکا، سوال یہ ہے کہ جس شخص کی الہامی تشریح قابل اعتماد نہیں اس کے الہام پر کیا وثوق ہو سکتا ہے ؟ اور اس امر کی کیا دلیل ہے کہ اومانتے دلی میں اسے شکر نہیں لگی ؟)

۱۹۷۔ سوال : مرزا نے اپنے اومانتے نبوت کی مدت خود کیا بیان کی ؟ اور اپنے جس مخالفت کے حق میں "خوار سل" ہونے کا الہام ذکر کیا یعنی مرزا نے

کے الہامات سے حق و باطل کا فیصلہ ہوتا ہے، سوچ بچ کر جواب دیکھئے۔
 ۲۰۱۔ سوال ۱۸۳؎ مرزا کہتا ہے کہ فقیر بدولت رنگ میں نہیں بلکہ جالی رنگ میں آیا ہے، لکھو ہے کہ کوئی مسیح بدولت رنگ میں آئے اور مولویوں کی تائید پر ہی ہو جائے؟ اور یہ کتابچے مسیح ماسنے سے کون سا تقاضا غلط واقع ہو گیا۔ وہی دین ہے جو پہلے تھا۔ پس وہ علوم و معارف کو نئے ہیں جو اس نے پیش کیے، اور جن سے تحقیق اُمت کا آشنائی ہے، ان علوم کی خدمت پیش کر دیا کہ دیکھا جائے کہ اگر اس نے کوئی مسیح بات کہی ہے تو تحقیق کے پہلے سے بیان کر رکھی ہے، اور اس میں بدعت نے سر نہ کیا ہے بلکہ اس نے جو کچھ کہا وہ لغو و باطل اور کھانسنے پر پیش خاوند کا مصداق ہے۔

۲۰۲۔ سوال ۱۸۴؎ برادر کے بارے میں اس کے خیالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس نے کبھی مافقی اور کمال اندیشی کی بنا پر کوئی بات کہی ہوگی تو کبھی ہوگی (درد) باوجود وہ تنازع کی طرف راجع ہے جو کہ ہندوؤں کا بنیادی اصول ہے۔ جیسا کہ ابھیروی کی کتاب الہامات میں ہے۔ پس اس کو ہندو کیوں دیکھیں۔ بلکہ تفسیر کا دیہ میں ص ۱۰۹ پر اس سے دیکھئے۔

۲۰۳۔ سوال ۱۸۵؎ تم لوگوں کو ہمہ راہی مہم کے ساتھ کون کون سے اصولی فتائد میں اختلاف ہے؟ اور جی دیکھو کہ حکم کا کیا ہے؟

۲۰۴۔ سوال ۱۸۶؎ مرزا کے وہ الہامات، جو وحید پر مشتمل ہیں اور جن کا مصداق اور مقول لائق ذکر نہیں، وہ خود مرزا کے حق میں کیوں نہ کیے جاتیں، جبکہ وہ حصہ کے الہامات کو بدعت میفرم خطاب کے اپنے حق میں لکھتا ہے (تو اسی طرح ہم کیوں نہ لکھیں کہ اس کے دعوئی منصب کا وہ پر اس کو وحید کا الہام ہوا) خاص طور پر وہ الہام جو بلفظ خطاب ہوا، (وہ تو قطعاً مرزا کے حق میں ہی لکھنا چاہیے) اور (اگر یہ شبہ ہو کہ جب مرزا دعوئی نبوت کی وجہ سے کافرو مرتد ہوا تو اس کو وحید کا الہام کیسا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ) خود مرزا کہتا ہے

کون سا کافر، اہل چہرے کاں لکھے اخبار غیب کا مورد ہیں (اور ان کو بھی بعض وقت بچے خواب آجاتے ہیں، اور ان کو الہام ہو جاتا ہے) خدا الہام پیٹ پھٹ گیا۔ رسالہ ترک مرزائیت ص ۸۸ میں دیکھئے اور عشرۃ کلام ص ۴۲ اور سودائے مرزا ص ۲۰۔

حالانکہ مرزا خود بیٹھے ہیں مرا، (لہذا وہی اس الہام کا مصداق تعلق)
مکتوبہ میں (۲) کا بیڑا فرق ہو گیا: (۲) مرزا ہیں، دشمن کا خوب وار نکلا:

۲۰۵۔ سوال نمبر ۱ اور اس کے خیالات جن کا نام اس نے علوم و معارف رکھ چھوڑا ہے، وہ اکثر یوں کے جذبات کی ترجمانی، عقل استبدادات اور ذاتی و طبعی غلط مزاجی پر مشتمل ہیں، اس کے برعکس انبیاء علیہم السلام کے علوم میں عقل و قیاس کے گھوٹے نہیں دوڑائے جاتے بلکہ وہ اخبار بالغیب کیا کرتے ہیں اور کشف کائنات کے بارے میں مرزا نے جو کچھ کہا کہ غلط واقعہ یوں ہو گا) وہ اکثر و بیشتر غلط اور جھوٹ نکلا اور اس کے الہامات کا بیشتر حصہ اپنی تعلیٰ اور خود ستائی پر مشتمل ہے۔ پس اس کو فلسفی نہیں، کاہن اور اشکل باز کہیں نہ کہا جائے؟ کیونکہ کائنات عقلی اور جبلی بھی ہوتی ہے جیسا کہ ابن خلدون نے لکھا ہے (۱) اور مرزا نے کیا کھوکھلی کی خدمت کے دوران اس کی مشق بھی بہم نہ پائی تھی، جیسا کہ رئیس قادیان میں مولانا رفیق داد نے نقل کیا ہے) یا اس کو راقی کہا جائے جس کا وہ خود بھی معترف ہے، (چنانچہ ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص ۴۷۰ مطبوعہ دارہ میں اخبار انگلہ جلد ۵ نمبر ۳ ص ۹۰ ۳ اکتوبر ۱۹۰۱ء کے حوالے سے مرزا کا یہ قول نقل کیا ہے:

”میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ پیدائش میں پیشہ بتہ رہتا ہوں پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک

بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے
تھراؤ کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دورانِ سر کا اندرہ
زیادہ ہو جاتا ہے۔

۲۱۳۔ اس کو محدود زندگی کا جلتے، کیونکہ اس نے اپنے پر مشیدہ قلبی عزائم
کے اظہار میں تھک چکی اور سب سے کام لیا۔ (خبرہ ص ۴۵) اور وقت کا غلط
چناؤ اور زیادہ بعض انبیاء پر اپنی تفصیل کا قائل تھا، ورنہ ترکِ مرزائیت میں اس
کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”شیخ ابی رحیم کے نام سے خاص طور پر مجھے مفہوم
کر کے وہ میرے اوپر رحمت اور عنایت کی گئی جو اس پر نہیں کی گئی“۔ تب
حقیقۃً الوحی ص ۱۵۲۔ پھر خاتمِ انبیاء پر بڑی کاہرئی بھی کیا، تریاقِ اقلوب
ص ۱۴۲، مہرہ ۱۹۲۲ اور اس کے خطبات (کے بارے میں اس کی عبارت)
رسالہ ترکِ مرزائیت، ص ۳۹ میں ذکر کی جاتے۔

۲۱۴۔ اور کبھی کبھی وہ اپنے خیالات کی بنیاد اغراضِ دوسرے پر نہیں رکھتا
بلکہ وہی طور پر جو خیالِ زمینی میں آگیا ہانک دیا۔ چنانچہ کاویہ ص ۱۰۴ میں بعد
۱۹۰۳ء سے نقل کیا ہے کہ اس نے شیخِ اکبر کا قول ”ہرگز کر کے انکس نبوت کو
جاری رکھا ہے نہ کہ نبوتِ غیر تشریحیہ کو۔ حالانکہ یہ اس کے غیر تشریحی نبوت کے
دعویٰ کے بعد کا زمانہ ہے، کیونکہ بقول اس کے تاخلف (مرزا محمد) کے اس
کے دعویٰ نبوت کا زمانہ ۱۹۰۰ء ہے۔

۲۱۵۔ اور معلوم رہے کہ ایک مدت تک وہ شریعت کے بھی معنی سمجھتا
رہا کہ وہ جدید احکام پر مشکی جو دجیسا کہ طلبہ سمجھتے ہیں، اور یہ معقول المعنی بھی ہے
اور اس مدت کے دوران وہ قرآنِ کریم کی آیات و کلمات کا اپنی دجی کی حیثیت
سے سرزد کرنے کو شریعت نہیں سمجھتا تھا، اور ذاتی شریعت ”کی قید کے
غیر اپنے سے شریعت کی نفی کرتا تھا۔ بعد میں شیطان نے اسے تعلیم دی
کہ اس سرزدِ آیاتِ قرآنی ہی کو شریعت کہے اور اپنے تئیں صاحبِ شریعت
۱۴۶

قرار دے۔ چنانچہ وہ اس طرح کہنے لگا، اور اس دوسرے کے انعام کے بعد
تعمید کا محتاج ہوا کہ میں صاحب شریعت تو ہوں مگر شریعت جو یہ نہیں لکھا
اور اب (جبکہ اس نے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کر دیا تو) یہ کتنا بھی
کافی نہیں کہ نبوت غیر تشریعیہ باقی ہے، بلکہ (اس کے دعویٰ کے مطابق) نبوت
تشریعیہ بھی باقی ہے مگر نہی شریعت نہیں۔

۲۰۸۔ پس یہ اُمریت ہے اس کے علوم و معارف کی، کہ محض ہمارے وقت
ہے یعنی آغاز و انجام کو بگے بغیر جس وقت جو جی میں آیا کم دیا، جس طرح کے
دعا و کس و خطرات قلب میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ (انہیں دسا دس کر وہ
علوم و معارف لکھا ہے) کہ توحید اور عبادی کی بناء انہیں دسا دس پر لکھا ہے
اور اس کے پس پر ناظمت نے ”حقیقۃ النبوۃ“ میں اس لمحہ کی بعض عبارتیں نقل کی
ہیں (جن کا مغز یہ ہے) کہ ہر نبوت میں نئے احکام کا ہر نا ضروری ہے (مثلاً
ذیل کی عبارت)

”اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہیں کہ وہ کمال
شریعت لاتے ہیں، یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ
کرتے ہیں، یا نئی بات کی اُمت نہیں کہلاتے۔“

(انہدام حکم قدایاں جلد ۴ صفحہ ۱۰۹۹)

اور اس وقت وہ اپنے لیے نبوت کے دوسرے معنی اِیْہاد کرتا تھا۔
اور اس سے مجھ عجیب تر بات یہ ہے کہ خدا اپنے کلام کے انجام کو نہیں
کہتا۔ چنانچہ ایک موقع پر اس بات کا مذہبیان کہتے ہوئے کہ اس پر نبی کا
اطلاق کیوں ضروری ہے، کہتا ہے:

”اگر خدا تعالیٰ سے عجیب کی خبری پانے والا نبی کا نام نہیں
دکھتا تو بقوہ کس نام سے اس کی پکارا جائے مگر کہہ کہ اس
کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے

معنی لغت کی کچھ کتاب میں اظہار غیب کے نہیں:

(ایک غلطی کا ازالہ)

گرایہ ہے کہ سوائے نبی کے اور کوئی لفظ اس معنی کے لیے اور اس کے دعویٰ کے لیے مناسب نہیں، اور لفظ محدث بھی مطابق نہیں۔ حالانکہ قبل ازیں اسی بنیاد پر اس نے محدثیت کا دعویٰ خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا تھا چنانچہ کہتا ہے: نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا: (حشر کلام، بحوالہ ازالہ اول ص ۳۸)

پس یہ نہ بھلا کہ جب محدثیت کا دعویٰ خدا کے حکم سے کر چکا ہوں تو محدثیت میرے دعویٰ کے غیر معنی کیونکر ہو سکتی ہے؟ بہر حال اب تک وہ نبی کے اطلاق میں ضد مصنف اور پہلے بنائے کرتا تھا، بعد ازاں مکمل کر نبوت کا حقیقہ کا دعویٰ کر دیا، اور اس نبوت کے منکرین کو کافر قرار دیا۔ پس اس کی طرح کے اقوال و خیالات ایسے نہیں جس طرح کہ کسی پابند ضبط مصنف کا کلام ہوتا ہے کہ اگر متعارض نظر آئے تو توفیق و تطبیق تلاش کی جائے۔ اور اس کے تمام اقوال متبیح و محمول ہیں، جیسا کہ اس کا ناخلف راگ اپناتا ہے، بلکہ کم علمی اور قلت فہم کی وجہ سے متناقض ہیں کہ سانچہ و حق کے طور پر جو خیال ہیں وقت ذرا میں آیا، پاک کر دیا۔

۲۰۹۔ بہر حال مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا اور تو، نہیں کی، پس کافر و مرتد مرا، اسی طرح اس کی دونوں جماعتیں بھی، کہ ایک جماعت تو اس کے متناقض دعویٰ کو واردات غیبیہ کی تبدیلی اور تردید پر تقسیم کرتی ہے اور دوسری جماعت ان متعارض و متناقض دعویٰ میں توفیق و تطبیق کی جواں ہیں، حالانکہ وہ در حقیقت ان کے طرح سپرد زور ہے کہ دوڑتے وقت کچھ نہیں دیکھتا، خواہ گڑھے میں گر جائے، ٹھوکر کھائے یا کسی چیز سے ٹکرا کر سر پھوٹ لے۔ نہ نئی قرینہ پر جو وہ میں آئے، اپنے دعویٰ کی بنیاد رکھ لیتا ہے،

اور کئی حقیقت، واقعہ اس کے ذہن میں ہے، بلکہ جو کچھ خیال میں آجاتا ہے ایک مدت تک اسے گاتا رہتا ہے اور بار بار اسی کو دہراتا رہتا ہے، اور جب کئی اور چیز ذہن میں آجاتی ہے تو خیال کی طرح اسی کو پختا، مشورع کر دیتا ہے، پہلی اور پچھلی عبارتوں کے تضادات اور تناقض کی جانب بسا اوقات اس کا ذہن ہی نہیں جاتا، خود ان تک اس کے غم کو رسائی ہے۔ اور اپنی اور دوسروں کی عبارتوں کے غمی کو اکثر وہ بھٹکا ہی نہیں۔ ذاتیاد کر سکتا ہے، اور کبھی بعد کے زمانہ میں پہلے زمانہ کی باتیں کہنے لگتا ہے، جس سے یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ گویا تناقض و تضاد نہیں۔

۲۱۰۔ اس کے چیلے چاسٹے اب تک اس کے ضبط و ضبط، تہافت و تقاضا، تعارض و تناقض اور جبل، بیض و مرکب کی اصراع میں جان دایان کی بازیابی کے ہیں اور کئی فرقوں میں، مٹ چکے ہیں، ایک دوسرے کی کفیر بھی کرتے رہتے ہیں تاہم ان سے کچھ نہ بن پڑا، اور انہیں حقیقت حال کی خبر نہ ہوتی اس کی تعلیم اور ذخیرہ کتب اس فارسی شعر کا مصداق ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) "کتنے کلمات دریاؤں میں نکلے دگر وہ پاک نہیں ہوگا بلکہ اس کے برعکس، جس قدر بجلیے گا اتنا ہی زیاں پلید ہوگا۔" واللہ غالب علی احوال

۲۱۱۔ اور در حقیقت وہ خود سابقین کی مراد کو نہیں بھٹکا، اور نہ اپنے مہل کلام ہی کے مقصد و مدعا کو جاننا ہے اور اس کے مرید بازی کے گڑھے میں گرے جوتے ہیں۔ مرناسے نقد اور حوالہ جات میں خود بھی بہت سے مغالطے کھائے ہیں اور دوسروں کو جان بوجھ کر بھی بہت سے مغالطے دیے ہیں۔ حیات جیلانی علیہ السلام کے مسئلہ میں اس نے امام مالک، امام بخاری، حافظ ابن حجر اور حافظ ابن تیمیہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ موت کا عقیدہ رکھتے تھے، حالانکہ یہ قطعاً لغو واقعہ دروغ بے فروغ ہے، اور جب ان حضرات کی کتابوں کی مزید نقد سے حقیقت حیات دکھایا جائے تو اس کے پہلے مجالس اور مناظر

تو مراد قرآن کو بیان کرنے والی ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: ”پھر بیشک ہمارے دمر ہے اس کا بیان کرنا“ (نیز ارشاد ہے) ”اور ہمیں اتاری مہم نے آپ پر کتاب مگر اس مقصد کے لیے کہ آپ بیان کریں ان کے سامنے اس چیز (کی اصل حقیقت) کو جس میں انھوں نے اختلاف کر رکھا ہے۔“

۲۱۴— حدیث کو لازم ہے کہ قرآن کے اسلوب کی اتباع کرے، اور اگر اسلوب تبدیل کرے تو اس کی اطلاع دے۔ کلام کو ایسے پوشیدہ اغراض جن کا کوئی شمسہ بھی مخاطب نے نہ سونگھا ہو اور نہ وہ کسی کے حاشیہ خیال میں کبھی گزرے ہوں، بنی کرنا ہدایت نہیں بلکہ دانستہ گمراہ کرنا ہے۔ یہ بات کسی سلیم الفطرت سے کبھی وقوع میں آتی ہے اور نہ حدیث میں اس کی نظیر واقع ہوتی ہے آیا صرف یہی ایک جگہ ہے کہ امت میں اتنا بے پروائی، اور اسی جگہ جو اس ملحد کے اعاد اور اس کی نفسانی خواہش کی پیروی کا موقع ہے۔ کتابی ہوتی اور نزول عیسیٰ کی حقیقت کے بیان کرنے کی، اس ملحد کو چھوڑ دیا؟

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بے دریغ حدیث میں جو تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں، اور جن کی تہنیت علیٰ رؤس الاشہاد تمام لوگوں کے سامنے کر دی گئی ہے ایک بار بھی اس مراد کی جانب اشارہ نہیں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ سے مراد قدیمان کا دہقان مرزا غلام احمد ہے، اور اس کے نزول سے مراد اس کا شکم ماورے پیدا ہونا ہے (اور کیا یہ ممکن ہے کہ آپ نے پوری امت کو باطل پر چھوڑ دیا کہ تمام امت عیسیٰ سے سیدنا عیسیٰ ابن مریم صاحب انجیل ہی سمجھتی رہی) اور آپ نے (نعوذ باللہ) اس گھناؤنے امر کو روا رکھا؟ جو کام کسی کے ایک لفظ سے نکل سکتا ہو اور وہ اتنی زحمت بھی گوارا نہ کرے اس سے بڑھ کر باطل پرست کون ہو سکتا ہے۔

حالانکہ رفع و نزول میں قرآن و حدیث کے درمیان صنعت طباطبائی ہے (کہ قرآن

دو برابر اشارت خواہیجکتا ہے کہ وہ بھی کچھ بڑی رککتا ہے ، حالانکہ خواہیج کا
 سراپا غور پندار کے سوا کچھ نہیں۔ ظہورِ نفسیے ہاں کے خیالات باہرِ خردین
 دنیا کی بیخ کنی کر دیتے ہیں۔

۱۸۔ ہوز ، کائنات شاید کس ایک آدم صرف کے کلام میں ، یعنی فیضی
 روحانی و تربیت باطنی ، استحالِ جواج ، اور اتحاد ، کائنات حقائق کے کلام میں
 محبوب سے مراد اور فائے محبت سے عبارت تھا ، یہ جابل ان الفاظ کو
 کثرت سے ، مستحق کر رہا ہے اور بزمِ خود نکلتا ہے کہ میں نے صوفیہ کی مراد
 کی نیک تحیک ترجمانی کر دی ، حالانکہ فی الحقیقت اس کے ذہن میں ان الفاظ
 کا کوئی صداقت نہیں ہوتا ، اس کا کل سراپا زبانی جمع فرج ، دوسروں کے الفاظ نقل
 کر لینا اور ان کی بھڑکی نقل ہے ، (حافظِ دہلوی نے صحیح فرمایا ہے

عجب درویشاں ہندو مردوں کا پریش ہاں خواہ فساد

وہ چونکہ ہندو اور اتحاد کی صوفیانہ اصطلاحات کے مفہوم سے نا آشنا
 تھا اس لیے رفتہ رفتہ مزاج متنازع کے گڑھے میں جاگرا ، اور ہوز کی تفسیر
 اور ادوار کے ساتھ کر ڈالی ، جو کہ ہندوؤں کا بنیادی اصول ہے۔

۲۱۹۔ ہرنا ظلم احمد نے اپنی ثبوت کا ثبوت یہ پیش کیا ہے کہ ثبوت
 کے معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئیاں کرنا ، اور یہ تعریف چونکہ لمحہ صادق
 آتی ہے لہذا میں بھی ہوں ، حالانکہ ثبوت کا یہ تصور اس قدر گھٹیا ہے کہ اس
 کے ثبوت ہر نبی ، پندت ، دیکھ ، بخار ، اوڑھ پڑھ ثبوت کا دعویٰ کر سکتا
 ہے اور جب مرزا سے کہا جائے کہ تیری اپنی تعریف کے مطابق بھی ثبوت کی
 تعریف تجھ پر صادق نہیں آتی ، کیونکہ جو پیشگوئیاں تو نے بڑی شد و مد سے کی تھیں
 اور انہیں اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا تھا وہ بھی تیری تشریح کے مطابق پوری
 نہ ہوئیں بلکہ سب کی سب بھٹ نکلے تو اس کے جواب میں مرزا کا کہنا ہے کہ
 میری ثبوت کا ثبوت بس یہی کافی ہے کہ جو اعتراض لمحہ پر کیا جائے وہ ہر ایک

نہا پر پڑتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کسی شخص کی نبوت کا ثبوت بس یہ کافی ہے کہ نبوت کو ایک گھنٹہ میں چھ بتایا جائے، اور انبیاء کرام پر اعتراض جڑ دینے جائیں یا کسی ثابت شدہ اور مسلم اصول کے ماتحت نبوت کا ثبوت پیش کرنا اور اس پر دوئی قائلہ پیش کرنا بھی ضروری ہے؟ اگر جواب شق ثانی میں ہے تو مرزا نے انبیاء کو نام لے کر ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کر کے نافرمانی کیوں کیا؟

۲۲۰۔ مرزا کہتا ہے کہ پیشگوئیوں میں کسی قدر نقص اور خفا رہ جاتا ہے لہذا پیشگوئی کا جو حصہ پورا ہو جائے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے، اپنے لوگوں کو بھی یہی شکر لگی۔ انھوں نے دیکھا کہ ان کے خیالی تصورات کے مطابق سابقہ پیشگوئیاں مدعیان نبوت پر صادق نہیں آئیں اس لیے ایمان سے محروم رہ گئے اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ کسی مدعی پر پیشگوئی کے بعض اجزاء کا صادق آنا اور بعض کا صادق نہ آنا اس کے صحت و کذب میں اشتباہ و التباس کا موجب ہے، اور اشتباہ و التباس کی حالت میں نفع کارہین نہیں ہو سکتا (اور یقیناً زبور کو ایمان ہے سو ہے) اور اگر یوں ہے تو یوں بھی ہے۔ پس مرزا کا یہ مشواہد انھیں وغیرہ خواہی کا مشوہہ نہیں، بلکہ خود غرضی، تکلیس اور دغا فریب پر مبنی ہے، (تو جبراً بہت سے ایسے مرزا کی طرح آدمی کی شکل میں جوستے ہیں، پس ہر بات میں احمق و دینا چاہیے۔

۲۲۱۔ کیا الہام بھی کھلا انشا، ہر دماغی طرح ہے اور طبیعت کی آمد و سلیقہ پر منحصر ہے، اکثر دیکھا گیا ہے کہ مرزا کتب مابعد میں کوئی چیز دیکھ کر رٹ لگالیتا ہے اور پھر اس کے مطابق الہام کھڑے ہوتا ہے۔ مثلاً غلطی و اعیب کا الہام اور مثلاً عاتیل (کی پیدائش) کا الہام، جو سراسر جھوٹ بھی نکلا۔

۲۲۲۔ اور مرزا غلام احمد قدوسی پر تو ایسا کہ پیشگوئی اتنی بھی صادق نہیں آتی جتنی کہ ماش کے دے پر مفیدی پس و زاکا کذب اور دوش کلن و نجانہ ہے۔

اور کبھی مرزا اپنے پاس سے ایک محل اور سبب معنی بات، جس کی کوئی حقیقت
محفل نہیں ہوتی گزرتی ہے اور پھر اس کے مطابق اہام بنیت ہے۔ مثلاً تو بہتر
میرے بعد کے ہے۔^{۱۸} کا اہام۔ جس کی کوئی حقیقت کتب سہیہ میں نہیں۔

۲۲۶۔ ایسے ابھی اور شک کی اس کے جی کا یا تو ثبوت ہی معلوم ہو۔ یا و گمان
جو کہ راوی سے فرد گزشتہ ہوتی ہے اور اس سلسلہ کی کوئی کڑی چوٹ گئی ہے ایسے
امور سے قطعیات پر اعتراض کر کے انہیں مندم کر دینا کیا بے ایماذاری کا کام ہے؟
چنانچہ اس فرد نے صحبت انبیاء کے باب میں بھی دھڑوا اختیار کیا۔ اور لہجہ لکال
امور کے ذریعہ دیں کے قطعیات اور متواترات کو ہر پریم کر ڈالا۔ حالانکہ اس نام نعلو
دی میں جس کو یہ طہر سر کر کے اور اداہر اداہر سے جوڑ کر بتا ہے۔ تو اتاری کا
سہارا ایسا ہے۔

چونکہ اس طہر کی طرخ دیں کو درہم برہم کرنا تھا اور وہ جانتا تھا کہ وہ انہی غٹ
ساز پیشگوئیں میں ذہیل و خوار ہو گا اس لیے اس نے پہلے سے یہ تدبیر کی کہ
تمام انبیاء کرام کی پیشگوئیاں بے خاک اڑانی جاسے اور انہیں غلط ٹھہرایا جائے، تاکہ
برگشتہ فردت کام آئے، اور ایک طے شدہ اصول پہلے سے تیار رہے کہ خود
بائبر انبیاء کرام اپنی وحی کا مطلب نہیں سمجھتے اور وہ غلط سلسلہ پیش گوئیاں کر دیا کرتے
ہیں۔ چنانچہ مرزا انانہ اداہم میں کہتا ہے:

”سیح کے مہزات اور پیشگوئیاں پر جس قدر اعتراض اور شکوک
پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا جیش غریب
پر کبھی ایسے شبہات پیدا ہوتے ہوں کیا کتاب کا قصہ یہی ہے؟
کی روٹی اور نہیں کہ تیار اور پیشگوئیاں کا حال اس سے بھی زیادہ تر
اگر ہے، کیا ابھی کوئی پیشگوئیاں وہ کہ زلوے آئیں گے۔ مری
پٹے گی، ڈانٹیاں چوں گی، قتل پڑیں گے اور اس سے زیادہ قابل
افسوس یہ ہے کہ جس قدر مسیح کی پیشگوئیاں غلط تھیں اس قدر

صحیح شکل نہیں سکیں۔۔۔۔۔ اور بھی بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو صحیح
 نہیں نکلیں، مگر بات الزام کے لائق نہیں، کیونکہ احمد اخبار پر کشفیہ
 میں اجتہادی غلطی انبیاء سے بھی ہر جاتی ہے، حضرت موسیٰ کی
 بعض پیشگوئیاں بھی اُس صورت پر نمود پڑے نہیں جو میں جس وقت
 یہ صورت موسیٰ کے اپنے دل میں اُمید باندھ لی تھی، غایت اُنی الباب
 ہے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں
 (ص ۶، ۷، ۸، طبع اول)

۲۲۳۔۔۔۔۔ انبیاء علیہم السلام کی توہین سب سے پہلے ابلیس نے کی تھی، اور
 اس نے حق تعالیٰ سے منظرہ کیا کہ آپ کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی شخص کو کلمات کہیے
 کے بغیر شرف بخشیں اور عطیات سے نوازیں، حق تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے کسی کفریت
 و شرف عطا کرنے کا اور داد و بخشش کا از خود اختیار ہے۔ مگر ابلیس نے اس اختیار
 کو نردواں بھجا، اور کسی شخص پر اس کی جہانی ساخت اور اس کے اجزاء ترکیبی سے زائد
 انعام کرنے کو غیر معقول ٹھہرایا۔ گویا وہ حق تعالیٰ کے اختیارِ است سلطان کے مزام
 تھا۔ بعد ازاں، شقی (مرزا) معرفت یہ کہ شیطان کے نقشہ قدم پر چلا، بلکہ اس
 سے بھی چارہدم آگے نکل گیا، اسی ابلیس فکر کے تحت اس نے حضرت عیسیٰ
 کی توہین کر کے اپنے ہاشمیدہ نمٹ و کفر کا انبیاء کی اپنا نچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کے قرآنی معجزات کو شہدہ بڑی اور مسخرہ دم قرآن کر کے کرتا ہے:

”مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا نجد کے لائق نہیں جیسا کہ حرام اناس
 اسکا خیال کرتے ہیں اگر، عاجز اس من کو مکروہ اور قابلِ نفرت دیکھتا
 آخدا کھائی کے فضل و رفعت سے امید قوی نکلتا تھا کہ ان ائمہ و نائبروں
 میں حضرت ابی مریم سے کم درجہ تھا۔“ (انزال اوام حاشیہ ص ۲۰۹)

اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت و وقعت مسلمانوں
 کے دل سے نکال ڈالے اور ان کی مسند پر عہدہ بعض جو جلتے (چنانچہ ص ۲۰۹)

صاف اپنے دعا کا اظہار کرتا ہے کہ :

ابن مریم کے ذکر چھوڑو اسے بہتر ظہم احمد ہے۔ (عزیز باش)
 حالانکہ یہ کہیں عیسیٰ کہاں و جہاں پاک — یہی وجہ ہے کہ اس نے ہندوؤں
 کے پیشواؤں سے یہ معاملہ روا نہیں رکھا، بلکہ ان کی عظمت و توقیر کا اظہار کئے بغیر اپنے
 جانب مائل کرنے کی کوشش کی۔

۲۲۴ — کسی مسئلہ میں ایسے تقابلات سے، جن کی طرف ذہن بھی نہ جاتا ہوا
 استدلال کرنا اور اس باب میں ٹکلات کر چھوڑ دینا اکادمیوں کو اور کیا ہے، چنانچہ اس
 مقدمہ نے ان امور کو، جو کتابوں میں بدرجہ سبب ایسی گڑبگ و ساوسوں و شبہات کے
 طور پر ذکر کیے گئے ہیں، جمع کر کے انہیں اپنا دین و مذہب بنایا ہے، اور جب کسی
 اسلام سے پہچانا جاتا ہے تو اس میں انہیں مخصوص میں، شیعہ طائفہ شہادت کھڑے کر
 دیتا ہے اور جب اپنی جانب کیجنا چاہتا ہے تو طبع کاری کے ساتھ منافقین بنا
 کرتا ہے اور انہیں قطعیہ کراستہ و مجتہدہ عمریٰ کرنے کی تاویل جس کو اس نے
 اپنے ذخیرہ اکادمی کا موضوع بنا رکھا ہے اس کے ذریعہ وہ اکثر اسلامی عقائد
 اور بعض احکام شریعہ، مثلاً زکوٰۃ، زکوٰۃ، زکوٰۃ، زکوٰۃ سے سبکدوشی جو بچا ہے اور
 اس کے مرد میں قریب دیگر احکام سے بھی ہے باقی جو جائز ہنگام اور صوفی افکار
 کی گردان کافی ہوگی، اور ذخیرہ آخرت اور دینہ بارگاہ الہی کے لیے لے دے کہ
 چند تاویلیں رو جائیں گی اور بس۔ کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ افعال میں بھی استعارہ
 مانتا ہے۔ چنانچہ کشتی نوح ص ۲۰ میں لکھا ہے :

”مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی، اور استدلال کے رنگ
 میں بے حائل ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو اسی ہے۔“

نہیں، بلکہ یہ اس الہام کے لیے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا
 اس فعلی استدلال کو سن کر جو اس کے خاص علوم میں سے ہے اور جس
 کے ذریعہ وہ تاریخ میں حامل بھی ہو سکا و پس اس استعداد کی عمل کے ذریعہ جب

وہ بیٹھی کہ جہنم دے کہ خود بیٹھی رہ سکتا ہے تو دیگر افعال کے بارے میں، کیوں نہیں کیا جاسکتا کہ مثلاً ہم نے استسارہ کے طور پر زکوٰۃ دے دی، استسارہ کے طور پر حج کر لیا، استسارہ کے طور پر نماز پڑھ لی، اور استسارہ کے طور پر روزہ اطرہ میں دفن ہو گئے۔ وغیرہ وغیرہ)

۲۲۵۔۔۔ مرزا نے دنیا کا کوڑا کرکٹ بیچ کر لے لی کہ جیل اور کسراہی نہیں چھوڑی، مثلاً اپنی تصویر فروخت کرنا، زکوٰۃ کا مال سمیٹ کر اسے اپنی خواہشات میں صرف کرنا، اور اس کے مصارف شرعیہ کو ساقط کر دینا، عربیوں پر انواع و اقسام کے پھندے لازم کرنا، اور جو بد وقت چنہ نہ بیچے اسے بیعت سے خارج کر دینا۔ اور مخالفین کی تذلیل کے لیے ان کی موت کے وقت کی تصویر ہی شائع کر کے مرزا نے اپنے ضمیر اور ضمیرِ عالم کی خبر دی ہے کہ اس کا سینہ ظلم کی قبر سے زیادہ تنگ کر دیا گیا ہے۔ اور مخالفوں پر اثر ڈالنے کے لیے انبیاء کرام اور کتبِ ساری کی تعبیر و خطاب کی نقالی کرتا ہے۔ مثلاً کثرت سے کہتا ہے، ”یہی نوع انسان سے ہڈ لگا کا اظہار کرنا۔ اور مخالفین کی تردید میں ان کی دعوت کے چلو پر زور دینا، ان سے غیر خواہی دوسو فی کی نمائندگی مخالفوں کی جانب سے اپنی نظموں کی فراوانی اور ان کے اصرار و حکموں کو بھی ساتھ دیکھتا ہے، اور جو چیزیں اس کے مخالف تھیں انہیں ہر سے بدتر تشبیہات اور بھڑکی شائیں دے دے کہ منع کیا، اور ہر ممکن طریقہ سے ان کی قباحت کا اظہار کر کے انہیں کو اثر بنایا، وہ علم و دلیل کے دائرے میں محدود نہیں رہتا، چنانچہ امارتِ حبیبہ میں حضرت بیٹھی علیہ السلام سے متعلق قتلِ غزیرہ وغیرہ کی جو مصیبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی، مرزا نے ان کا ایسا مذاق اور کسراہی یا جس کی توقع کسی نبیہد اور بااختصاص آدمی سے نہیں کی جاسکتی۔ گھٹیا ذہنیت کے کیڑے طبع لوگوں کا طبع نظر محض اپنی مطلب براری ہوا کرتا ہے، یہ ان کا طریقہ ہے کہ وہ اخلاقی فاضل کی حدود کے پابند نہیں ہوتے مرزا کے جتنے مرید ہم نے دیکھے ہیں ان سب کو دیانت و امانت اور حیا و

انخاص سے کچھ خاص پایا ہے۔ اور خود مرنا نے گذشتہ جھوٹے مدعیانِ نبوت کا مطالعہ کیا، اور اس بات کو ہمیشہ طور رکھا کہ کسی کی طرفوں سے ان کی دعوت کو فروغ دیا اور کن کن وجہ سے ان کی تحریکیں کام میں آئیں، وہ تعبیرات میں ہر ممکن طریقہ سے اثر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے یعنی کتبِ سادہ کی نقالی، انبیاءِ کرام سے تشبیہ اور مدعیانِ نبوت کی خوش چینی۔ لیکن یہ سب کچھ تعبیرات کی نقالی اور حربِ زمانہ کی ایک محدود ہے اس ظہری صورت کے باطن میں مجمعِ دلیل اور حقیقت کا دبا بھی مادہ نہیں، بلکہ اس کی کل کائنات شبہات، آٹھان، غلطیوں کو تدبیر بنا پھسلانا، اور آہستہ آہستہ حق سے برگشتہ کرنا ہے، جیسا کہ تحفۃ اثنا عشریہ میں دعوتِ باطنیہ کے مراتب ذکر کیے ہیں۔ اور لگائی غالب یہ ہے کہ اس نے باب اور تہائی کی کتابوں کے طالع شدہ متصرفین، جنہوں نے فلسفہ کو تصوف بنا ڈالا تھا، ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ان سے بھی سرفہ کیا ہے کہ کتابیں خاصی مقدار میں ہیں اور بہت سی غلطیوں میں ہیں۔ یہ اس لیے کہ میں نے فقرات کے علوم تک اس کی رسائی نہیں پائی، اور اس نے حضراتِ صوفیہ کے حقائق و معارف میں سے کسی ایک بات کو بھی ٹھیک ٹھیک نہیں سمجھا۔ وہ الہیات میں ایسی سوتیلا تشبیہات دیتا اور تعبیر کرتا ہے کہ سنس کر بدن کے دو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی طرف سے حقائقِ باطلہ کی اخراج کر لیتا ہے۔ مثلاً حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات بعثت کا حقیقہ و فکر کہ خدا کا محمد رسول اللہ کی حیثیت وسیع اور چوں سنگماتِ نظرات کے موافق تصور میں نہایت حق تعالیٰ کی طرف سے کرتا ہے، یہ وہ چیز جس پر اس کے چیلے ایمانِ فروخت کرتے ہیں اور ان زنیات کو علوم و معارف کہتے ہیں۔

۲۲۹۔۔۔ اور وہ جب کسی شخص سے دیا کس ہر جاتا ہے کہ وہ اس کے حال کا شکار نہیں ہوگا تو ہر قسم کا کش کلائی اور منکلات سے اس کی راضی کرتا ہے اور ذلیل و رسوا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا، اور ہر کام بھی کرتا ہے جس کی چکریں رہتا ہے۔

۲۲۹۔۔۔ اس کا دلیر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں پر ٹھک ڈالے ہے۔
 ان کے بعض اجراء پر اعتراضات کی بڑھچاڑ کر کے ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے تمام
 اجراء کے ساتھ پوری نہیں ہوئیں۔ دیکھ امر اولہ ثبوت کے ذریعہ تعلیمات کو منہدم
 کر کے انہیں مٹی میں لانا چاہتا ہے اور ان کے اندر طرح طرح کے ثبوتات اٹھاتا ہے
 تاکہ جب اس کی نام نہاد پیشگوئیاں غلط نکلیں تو جواب کا سامان پہلے سے موجود
 ہو۔ پس جب تک انبیاء کرام سے برابری مطلوب ہو تب تک تو انہیں اعتراضات
 میں شریک غالب بتاتا ہے۔ یعنی اس کی ہر نسبت انبیاء کرام پر زیادہ حراش
 ہیں، اور جب اس کے اپنے اختصاص کی ثبوت آتی ہے تو اپنے اعتراضات
 اسلام کو خیب مصلیٰ کا نام دیتا ہے اگر انبیاء کرام کی پیشگوئیاں تو غلط اور لائق
 اعتراض ہیں، اور خیب مصلیٰ، تک رسائی مرزا کی خصوصیت ہے۔ (نور الہام)

۲۳۰۔۔۔ وہ معجزات کی شان لگھاتا اور بڑے بڑے معجزات کا، مختلف
 مادوں سے انکار کرتا ہے۔ مثلاً معجزہ شق القمر کہ چاند گن بنانا، معراج نبوی کو
 کشف ٹھہرانا، اور مردوں کے زندہ کرنے کو مسریم قرار دینا اور اس کے اعجاز کا انکار
 کرنا۔ پھر بڑے چھوٹے معجزوں کو برقرار رکھتا ہے تاکہ اپنے حقیر اور پیشوا
 افتادہ امور کو معجزات کے دائرے میں لاسکے۔ مثلاً چند غنا، اور لوگوں کا مال،
 کے ہاتھ پر بیعت کرنا کہ ہر چندے کو اور ہر بیعت کنندہ کی بیعت کر لیا
 مستقل معجزہ شمار کر کے اس نے اپنے معجزات کی تعداد کم از کم اس لاکھ تکھی ہے
 اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد تین ہزار بتائی ہے۔

حق تعالیٰ اُمت پروردگارم فرماتے اور اس لعین کے انکار و تردید سے نہایت ہمتے۔
 وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقم محمد والہ و اٰلہٖ واتباعہ الیٰ یوم الدین۔

محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ
 مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔ لدھیانہ

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

اشاریہ

○ آیات

○ احادیث

○ اسماء

○ کتابیات

مرتب :
محمد یونس درمیانزی

آیات

كذالك يري ايک والي الذين من قبلك :
١٥٣

کنتم خير امة اخرجت للناس : ١٥٦-١٥٧

کل من طرا سنون في العلم ضم : ١٥٣

کیلا یکن علی الذین حرج : ١٣٩

یکون الرسول شیدا علیکم : ٣٥

یا ایها الذین آمنوا اذکبوا علیکم : ١٥٠-١٥١-١٥٢

١٥٤-١٥٥-١٥٦-١٥٧-١٥٨-١٥٩-١٦٠-١٦١-١٦٢

محمد رسول الله والذین من قبله : ١٦٤

مصداق لما یجی یریه من الکتاب : ١٦٦

مصداق لما یجی یریه من التوراة : ١٦٦

من الله ذی العار : ٣٥

وامضاها انزلت مصداقا لما تمکم : ١٦٦

واذا اخذ الله عناق التیتین : ١٦٥-١٦٦

١٦٦

واذا تقول للذی انعم الله علیہ : ١٣٢

ولما قال ربک فلا تکن انی جاعل فی مرض

خفیة : ٥٢

واذا ذکر اخا جلی : ١٥

واذا ذکر فی الکتاب ابراهیم : ١٤٩

انما بان ان من معک قد علم : ١٦٦

انجوا ما انزل الیکم من ذککم : ١٥٤

اذ قالت المدکة یا مسلم : ١٦٤

اشددیم انذی : ١٠٣

انما العلم حیث یجعل ربنا : ١٣٠

الم تر ان الذین یرعون انهم انزلوا : ١٥٣

ایرم الکتم کم ذیکم : ١٠٣-١٠٤-١٠٥

ان شانک بر اوجر : ١٣٠

ان الله مع الصابرين : ١٣٢

تک برسل فصلنا بضم علی بعض : ١٠

ثم ان علینا یاد : ٢١٣

ربنا وابتسم فیر رسو ضم : ٦

سند صدک با نیک : ١٠٣

والذین انعمت علیهم : ١٣٢-١٣٣

کاد لک مع الذین انعم الله علیهم : ١٣٢

١٥٠-١٥١

فانما نزل علی قلبک : ١٦٦

کیف اذا جتنا من کل آثر بشید : ٣٩

١٥٦

قد اهلوا من اجمعا : ١٣٩

- و از دوا جز امواتهم : ■
 و اکثر کز فی عمری : ✱
 و انزال لمانفون : ۳۰
 و کان رسول نبیا : ۱۸
 و کذالک جعلکم اثرا وسطا : ۵۶-۴۹
 و کنت علیهم شهیدا مت غیثم : ۱۲۱
 و الذین هم ایا تائیه عنون : ۴۸
 و الذین یستغوی بها انزل الیک و ما انزل
 من قبلک : ۱۵۴
 و کثر الله یجتبی من یدرس یشا : ۱۳۰
 و لقد اوحی الیک و الی الذین من قبلک :
 ۱۵۴
 و لما جاءهم کتاب من عندنا : ۱۲۹
 و لما جاءهم رسول من عندنا : ۱۲۹
 و ما آرسنا قبلک من الرسل : ۱۵۴
 و لم یسلک اذ رحمتنا علیهم : ۴۸
 و ما آرسنا من قبلک من رسول ولا
 نبی : ۱۸-۱۵۴
 و ما انزلنا الیک کتابا فانیته : ۲۱۳
 و ما جعلنا دویا کم ابنا کم : ۱۳۹
 و ما علنا و اشعر : ۸۷
 و ما قلوه یحیی بن و غفر الله له : ۱۲۱
 و یقرنا برسل یاتی من بعدی اسماء
 احمد : ۱۲۷
 و من یشاق الرسول من بعدا : ۵۹-۵۸
 و حدث سلیمان داود : ۲۱-۱۴۰
 و هو الحق مصداقا لما سمع : ۱۲۹
 و لیم نبیث فی کل آتیه بشید علیهم : ۴۵
 و لیم یحوت : ۱۳۱
 و هو الذی بعث فی الیقین رسولا منهم : ۱۱۱
 و هو ستاکم السلیمن من قبل و فی ذل : ۱۱۱
 یا ایها الذین آمنوا انما : ۱۵۴
 یخبر آدم انا یتیکم رسلکم : ۱۳۹
 یا ذکریا انا نبشرك : ۱۲۷
 یخبرن الارض بجهنم : ۲۵
 یخشی دیمت من آل یثقب : ۲۱-۱۳۰
 یم غشرا الثقیین الی الرحمن و قد ا : ۵۴
 یم عذرا کل السبب بامام : ۱۰۴

صراعات

- انت مع من اجبت ۱ ۱۲۱ السلطان علی ثانی فی الارض ۱۳۰
- انت منی بنزل ابدن من ربی ۱۲۲ کتبہ ذیل النبیین فی الخلق ۱۳۱
- ان الله بدأ بالامر نبوةً واحدةً ۱۲۳ وانی بعدی ۱۳۲
- ان الله عز وجل كتب مقادير الخلق ۱۲۴ و تخیروا بین الانبیاء ۱۳۳
- ان شئ و شئ الانبیاء... بنی داراً ۱۲۵ و ادبث ۱۳۴
- من النبوة والرسالة قد انقضت ۱۲۶ و انزلت من النبوة الا البشرات ۱۳۵
- انی عند الله مکتوب خاتم النبیین ۱۲۷ و عاش ابراهیم لکان صدیقاً نبیاً ۱۳۶
- الانبياء امیاء فی قلوبهم یصلون ۱۲۸ و لا یرئی عیاناً و سطره اشباح ۱۳۷
- قل من یصل الا ادرسون ۱۲۹ و برتبه صدره جل و مرئی و صدره جل ۱۳۸
- ینی کتبی خاتم النبوة و هو خاتم النبیین ۱۳۰ و من است و لم یعرف امام نام ۱۳۹
- ۴۱ - ۱۲۶ فی الافراد السابقون و ۴۲ - ۱۳۰
- و ختم فی النبیین ۱۴۱ و ختم فی النبیین ۱۴۲
- حدیث شفا عت ۴۱ - ۱۲۶ - ۱۳۳ - ۱۴۴ حدیث فضیل و جمال ۵
- حدیث تصدیق و جمال ۹۰ حدیث نزول صلی من السماء ۱۴۱
- حدیث فراس بن سمان ۱۴۲ حدیث نجی نقش بر نقش بری ۱۴۳
- خلق الله الخلق فی خلق الله ۱۴۴ ختم الله الخلق فی خلق الله ۱۴۵
- ذیبت النبوة و بعیت البشرات ۱۴۶ النبوة و بعیت البشرات ۱۴۷
- الربا لصال جز... من النبوة ۱۴۸ النبوة ۱۴۹

[illegible]

قوم مادی : ۱۱

کرکرد : ۱۴

علم : ۱۵

بند ۵۵ : ۱۶

عرب : ۱۸

عل و غدا : ۱۹

یاجن و یاجن : ۲۰

الاجل : ۲۱

مقالات

آله : ۲۲

اقتان : ۲۳

یاقیه و یاقیه : ۲۴ - ۲۵ - ۲۶

بیت القدس : ۲۷

بانی : ۲۸

عید آوارده : ۲۹ (شعر)

پیکار : ۳۰

پاکوت : ۳۱

شیر شمر : ۳۲

قزاق : ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸

صا بیس : ۳۹

قزاق : ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳

نصای : ۴۴

کرک : ۴۵

بند : ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲

نخیر : ۵۳

بند : ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹

درین طبع : ۶۰ - ۶۱ - ۶۲



مکتوبات

امیاء العلم : امام خزان : ۱۰۳

اربعین : قادیانی : ۱۰۹

ازالہ اعداء : ۱۰۱ ، ۱۰۲ ، ۱۰۳ ، ۱۰۴ ، ۱۰۵

اسلامی قرآن : تفسیر دار محمد قادیانی : ۶۲

شہ القذاب : پیدر تفسیر حسن چاند پوری : ۶۲

۱۶۵ ، ۱۶۶ ، ۱۶۷ ، ۱۶۸

اصحاب فی معرفۃ الصحابہ : ۱۶۸

فتاویٰ راجحہ : مولانا رحمت اللہ کیرانی : ۱۶۸

اکلیل شریعہ دارک التزوی : ۷۹

انجیل : ۱۷۹ ، ۱۸۰

اللمعات مرزا : مفتاح شمس الترمذی : ۱۸۱

یک نعل کا انزال : ۱۸۱ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳ ، ۱۸۴

۱۸۵ ، ۱۸۶

اُخبرہ بد قادیانی : ۱۰۹ ، ۱۱۰ ، ۱۱۱ ، ۱۱۲

برہان صحیح : قادیانی : ۱۸۱ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳ ، ۱۸۴

۱۸۵ ، ۱۸۶

برہان اقران : ۱۸۷

پیغام صلح : قادیانی : ۱۸۸

تاریخ اہل غلطی : ۱۸۹

تاریخ مرزا : مرزا ام قری : ۱۸۹

تختہ اشاعتیہ : ۱۹۰

تحقیق و ثانی : محمد یعقوب چیلاری : ۱۹۱

تذکرہ : قادیانی : ۱۱۵ ، ۱۱۶

تذکرۃ الموضوعات : ۱۸۹

تحرک مرنائیت : مولانا گل حسین اختر : ۱۹۲

۱۹۳ ، ۱۹۴ ، ۱۹۵ ، ۱۹۶ ، ۱۹۷ ، ۱۹۸ ، ۱۹۹

تربیان القلوب : قادیانی : ۱۹۳ ، ۱۹۴ ، ۱۹۵

تفسیر جامع کثیر : ۲۰۱

تفسیر اکلیل : ۲۰۲

تفسیر جامع البیان : ۲۰۳

تفسیر جدید : ۲۰۴

تفسیر قدس : ۲۰۵ ، ۲۰۶

تفسیر روح المعانی : ۲۰۷ ، ۲۰۸ ، ۲۰۹

تفسیر معالم التزوی : ۲۱۰ ، ۲۱۱ ، ۲۱۲ ، ۲۱۳

تفہیم القرآن : ۲۱۴ ، ۲۱۵

تورات : ۲۱۶

ترجمہ مرام : قادیانی : ۲۱۷

جامع ترمذی : ۲۱۸ ، ۲۱۹ ، ۲۲۰

تألیفات

قصیده المجلدین : مرزا قاری : ۱۴۵

الکافی علی الفوائد : ۱۴۱ + ۱۴۰ + ۱۳۹ + ۱۳۸

۱۳۳ + ۱۳۲ + ۱۳۱ + ۱۳۰

کتاب الاسرار والصفات : بی‌نتیجه : ۱۳۱

کتاب الفضل : ابی خرم : ۱۳۵

کتاب المدخل : بی‌نتیجه : ۱۳۴

کتاب الملل والنحل : شریانی : ۱۳۳

کتاب النزهة البیرونی : ۱۳۲

کرامات الصادقین : قاریانی : ۹۸

کشتی نوح : قاریانی : ۲۲۳

کنز العمال : ۱۳۵

مجمع البحار : ۱۳۸

مجمع الزوائد : ۱۴۰ + ۱۳۹

مختصر المعانی : ۱۳۲

مواهی مرزا : ۱۳۰ + ۱۲۹

مرزائیست کی تردید : ۱۴۱

مرقاة المفاتیح : ۱۳۵ + ۱۳۴

مرآة قاریانی : ۱۴۱ + ۱۴۰

مسنده احمد : ۱۳۷ + ۱۳۶ + ۱۳۵

مثنوی طایفه : ۱۳۶ + ۱۳۳ + ۱۳۲ + ۱۳۱

حکوة المصباح : ۱۴۱ + ۱۴۰ + ۱۳۹ + ۱۳۸

۱۳۷ + ۱۳۶ + ۱۳۵ + ۱۳۴ + ۱۳۳ + ۱۳۲ + ۱۳۱

مصباح الطیب : ۱۳۳ + ۱۳۲

سالم التزل : ۱۳۹ + ۱۳۸ + ۱۳۷

العلم المفهرس : صفاء القرآن : ۱۳۸

میزان طبرانی : ۱۳۲ + ۱۳۱

مفاتیح مرزا : ۱۳۵

مثنوی ابی خرم : ۱۳۵

مفتاح کنز القرآن : ۱۳۸

مقدمه خطبہ : ۱۳۸ + ۱۳۷

مفاتیح احمد : ۲۰۵

مغنی کنز العمال : ۱۳۲

مواهب لدقیق : ۱۳۶ + ۱۳۵

موضع القرآن : ۱۳۸ + ۱۳۷ + ۱۳۶

موضعات کبیر : ۱۳۲ + ۱۳۱ + ۱۳۰

نزدول المسیح : مرزا قاریانی : ۹۹

نور : ۱۳۲ + ۱۳۱

الیرایات دالمجامع : ۱۴۰ + ۱۳۹

۱۳۸ + ۱۳۷ + ۱۳۶ + ۱۳۵ + ۱۳۴ + ۱۳۳ + ۱۳۲ + ۱۳۱



تعارف

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

از حضرت مولانا سید محمد رفیع بنوری

بائیں اویس

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ایک نمبر

نبی کی آمد توحید کا پیغام ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو اللہ کا واحد، ناقوسیت و سب سے بڑا ختم نبوت کی پہچان
اور مگر ختم نبوت کا رد و تائب ہے۔ اسی لیے پاکستان کے بانیوں نے اس پر زور دیا کہ حضرت مولانا سید محمد رفیع
شاہ خاں نے تمام مسلمانوں کو اس کی طرف متوجہ کیا کہ اللہ کی رحمت و احسان سے ہمیں نصیب ہو اور وہ دنیا
کے لیے نہ لگے نہ کھنڈے نہ اس سے کوئی نقص نہ ہو۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد ڈالی، بھلاؤ ان کے انصاف
کی بہت ہے۔ مجلس کو فیضانِ دور و دور کی ہے۔ پاکستان اور دوسرے ممالک میں اس کی شاخیں
قادیانہ کی کونسلوں سے مل کر ایک بڑی قومی تنظیم بن گئی ہے۔ اب کے بڑے بڑے دانشوروں کے ہونے
بہرہ نوا ہے۔ اب مجلس کے دفاتر داخلہ میں بیٹے کام کر رہے ہیں، قادیانہ کی کونسل کی طرف سے بھی
ہر سال تقریریں کی جاتی ہیں ختم نبوت کے خلاف کسی شخصیت اور کسی شخص کی خدمات انجام دے رہے
ہیں، مجلس کی صورت میں ختم نبوت کی ہر طرف سے فکری و فنی معاونت ہوتی ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ قادیانہ کے رہنے والے ہیں پاکستان کی قومی اسمبلی کے ایک بڑے فیصلہ کن کامیابی
کو سب سے زیادہ کی شکر ہے۔ ان کے پاس ہزاروں مساعی و مساعی و قادیانہ کی طرف سے بھی لگے
حق و اسلام میں داخل ہو گئے ہیں جس سے قادیانہ کی کثرت گئی ہے، اور انہوں نے ختم نبوت کی کثرت
جنگ لڑنے کے لیے اپنی پوری قوت اور دانش بھر کر اپنے کام کیا ہے، چنانچہ ان کے ہونے کی
سازشوں کے ہال کو بھی حکمرانوں نے لگے ہیں جس کے نتیجے میں مسلمانوں اور قادیانہ کی بہت سے

اور ان میں سے ایک ہے ہی، اور وہ مسلمانوں کو توبہ مانگنے لگا کی نفی کی کہیں شروع کر چکے ہیں، اور بیرونی ممالک میں انہوں نے تحریر کیا تباد کو تیرے سے تیرے زکوٰۃ دے، اور کہہ دوں، اور مسلمانوں کے ایمان پر ہرگز ڈالنے کی کبھی غصہ کیا ہوا ہے، قادیانیوں کی یہ تمام گزشتہ شیئ افشاء اور دشمنیوں جہاں کی، اور سازشوں کے جو کوئی نیک و مسلمہ کے لیے کر دے، وہ بھی افشاء ہی میں خود ہی اگر تباہ و برباد ہو جائے گا، تاہم میں ہلک نہیں بلکہ حالات میں جس تختہ خیمہ نیرت کا کام پہنچے شے کا اور بھی پہنچ گیا ہے، اور اس کی ذمہ داریوں میں کی جہت سے کہنے کوئی گناہ افشاء ہر گاہ ہے، چھ جہاں ہزاروں روپے اس کا فرویات کے لیے کافی تھے، اب وہیں اب ملک کی ضرورت، چنانچہ قادیانیت کے نفوذ مسلمانوں کے ملک کی تمام بیاری کی وجہ سے قرآن ان تمام ملک کے جہاں قادیانی اپنی تباد و سرگرمیوں میں مصروف ہیں، مسلمانوں کی جانب سے حق تعالیٰ نے جس کی طرف ان تمام تہمت کے کہنا کیجے جہاں، جو قادیانیوں کے مات کے ہیں، جس بیرونی ممالک میں، ورنہ کیجے کا انتظام کرتا ہے، چنانچہ گزشتہ ایک خلافت میں ممالک گیا، ایک تفریق شیعہ کی دھرتی پہنچ گیا، ایک شہر ب لدارت کے طالب پناہ کیا گیا، لیکن اس سے بعد کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ تختہ خیمہ نیرت کے اس کام کی ہماری دنیا میں کی جی چاہے مزید حکم اور دیکھ بنیادوں پر قائم کیا جائے، جس کی ذمہ داری میں ہیں،

۱۔ بیرونی ممالک کے قادیانیوں کی پاکستان چلایا جائے، انہیں وہاں کچھ عرصہ ٹھکرائیں تا قادیانیت کے تمام اصول و معنی و افشاء کو ادا کر دے، اور وہ اپنے حقوق میں جا کر منتقل ہو کر تختہ خیمہ نیرت کے افشاء عمل کے مطابق قادیانیوں کو تباہ کریں، اس خصوص پر ملک کا بتلائی تہمت ایک حکم دیا جائے، بھلا وہ افشاء ممالک کے بعد جس کا افشاء کیا ہوا ہے

۲۔ خیمہ نیرت کی دھرتی کے لیے خطہ کلہاؤم شریعہ میں کیے جائیں، اور انہیں تربیت دیکھا اندوہی ہو کر تیشی خدمات اور قادیانیت کے لیے تیار کیا جائے، اس ترجمہ کی کس کے لیے فی الحال چند افراد کا انتخاب تیار کیا ہوا ہے، اس خصوص میں حجامت کا، ہزار روپیہ اور خرچہ ہوا۔

۳۔ جس کی ضروریات اور اس کا کام سنبھال چکا ہے کہ اس کے لیے مرکزی دفتر کی موجودہ حالت کافی نہیں ایسے قادیانیوں میں ایک کچھ رتبہ پر تعلق اور افشاء کا فائدہ چکے کے مساویت صرف دیا گیا ہے اس کی سے تفریق دھرتی کا تہمت مستحکم ہر کچھ جہاں تہمت کو آند کر دیا گیا ہے، یہ مافی تہمتی مرکز ایک عالی شان ہر کچھ

دارالافتاء دارالعلوم، پریس، مادہ فائز کی عبارت کے تحت جگہ اس غلط فہمی میں مصروف کے مساوی کاغذ
تغذیہ پریس کے قریب ہے۔

۴۔ کامیابیوں کے عالمی مرکز برصغیر میں، جہاں ۱۹۷۴ء سے پہلے کسی سلطان کا گزریا نہیں تھا، وہاں اب
سلطان کی آبادی کی صورت کی سیکرٹریاں جاری ہیں، وہاں سلطان کے لیے سب سے اہم تر مسئلہ ہے کہ ان کی
مشائش کے لیے صنعتی کاروبار کا انتظام کیا جائے اور ان سلطان کے لیے حکامات کی تقریریں جو دست کی جائیں
ہیں۔ ان کے جس شکستہ ختم نہت گزروہ میں قریباً دو لاکھ رقبہ حاصل ہو گیا ہے اس میں باغ، سبزی باغ،
دارالافتاء پریس، دفاتر، محلہ کیلئے کھڑی کی تقریرات کا سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے، اور یہ علاقہ
دہلی میں ہے کہ وہاں کھڑی، بالکل خیر ہے، نہ پانی ہے، نہ بجلی، نہ گیس، اس لیے اس غلط فہمی میں ہونے کی خواہش
سے اہل شہر، ختم نہت کا یہ واقعہ اہمیت کے ساتھ ساتھ دیکھ کر سرائے کا مرنے ہے، یہ جس کے کام کا مقرر
ساخا کہ پیش کیا گیا، جیسا کہ پچھلے عرصے میں ہونے لگا جس شکستہ ختم نہت کے کسی خاص نوید یا محنت کا دارالافتاء
سلطان کا عالم کا ایک اجتماعی فی ادارہ ہے اور ان کو سہولت کی مخالفت و پاسداری کا فرض تمام سلطانوں
کا اجتماعی فرض ہے، اس لیے ہم سب کا فرض ہے کہ شکستہ ختم نہت کی مخالفت کے لیے اپنا اپنا استعداد کے
مطابق کام کریں۔



مَجْلِسُ مَجْبُطِ خْتِ نَبَوِيِّ ﷺ پَاسِکُنَا
○ ملتان

سالانہ رد قادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہر سال ۵ شعبان سے ۲۸ شعبان تک مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع جھنگ میں ”رد قادیانیت و عیسائیت کورس“ ہوتا ہے۔ جس میں ملک بھر کے نامور علماء کرام و مناظرین لیکچرزدیتے ہیں۔ علماء خطباء اور تمام طبقہ حیات سے تعلق رکھنے والے اس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ تعلیم کم از کم درجہ رہبر یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔۔۔۔۔۔ رہائش، خوراک، کتب و دیگر ضروریات کا اہتمام مجلس کرتی ہے۔

رابطہ کے لئے

(مولانا) عزیز الرحمن جالندھری

ناظم اعلیٰ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضور ی بلاغ روڈ ملتان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت کراچی گزشتہ دس سالوں سے مسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اندرون و بیرون ملک تمام دینی رسائل میں ایک امتیازی شان کا حامل جریدہ ہے۔ جو شیخ الشیخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ و دیگر طریقت حضرت مولانا سید نعیم الحسنی دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی اور مولانا مفتی محمد جمیل خان کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔

زیر سالانہ صرف 350 روپے

رابطہ کے لئے:

فیبر ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 3